

محرم الحرام
قرآن و سنت کی روشنی میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
ماہنامہ
اخبار طلباء
منہج کتاب و سنت پر
متبادل عالیشان
طلباء کا ترجمان

شمارہ نمبر 11 نومبر 2012ء، ذی الحجہ، محرم الحرام 1433-34ھ جلد نمبر 12

پاکستان فی نظام تعلیم
مغربی شیعوں کے علم و کرم پر
نصائح تعلیم سے اسلامی تشخصِ حُب الوطنی
اُرجز بہ جہاد کو نکالنے کا کام جاری ہے



معمولی گناہ.....!!

دنیا کی بعض حقیقتیں ہر خاص و عام کے سامنے اس قدر عیاں ہو چکی ہوتی ہیں کہ ان سے صرف نظر کرنا ایسے ہی ہے جیسے خود اپنی ذات کا انکار کرنا۔ جیسے یہ حقیقت کہ ہم میں ہر ایک کو بالآخر اسی الہ واحد کے سامنے ہی جھکنا پڑتا ہے جس کی بادشاہی تمام جہانوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ مگر افسوس ناک امر یہ ہے کہ جھکنے کا یہ معاملہ بعض اوقات اس قدر تاخیر اختیار کر جاتا ہے کہ سانس کی مہلت ختم ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مگر صادق ﷺ نے اچانک موت سے پناہ طلب کرنے کی تلقین کی۔ یہاں سوچنا یہ ہے کہ سب کچھ جانتے ہو جھتے ہوئے آخر یہ تاخیر ہوتی کیوں ہے.....؟؟

اللہ رب العالمین کے سامنے جھکنے میں تاخیر کا یہ معاملہ گو کہ کئی ایک وجوہات کی بنا پر ہے مگر ایک بڑی وجہ ”گناہوں کو معمولی“ سمجھنا ہے۔ جب انسان اپنی لغزشوں کو بھی ادنیٰ سمجھنا شروع کر دیتا ہے تو یہ چیز اسے ”توبہ“ جیسے عظیم عمل سے محروم رکھتی ہے۔ ظاہری بات ہے کہ جب کسی گناہ کے ”گناہ“ ہونے کا احساس ہی نہ رہے گا یا اسے بہت ہلکا سمجھا جائے گا تو پھر اس پر معافی تلافی کا معاملہ بھلا کیونکر سرانجام پا سکتا ہے؟ گناہوں پر شرمندہ ہونا اور پھر اللہ کے سامنے جھکتے ہوئے معافی طلب کرنے کا معاملہ تو تب ہو کہ جب اپنے برے فعل کو ”گناہ“ سمجھا جائے۔ جب معاملہ اس کے برعکس ہوگا تو پھر کہاں کی معذرتیں اور کیسی توبہ.....؟؟

ہماری اس کیفیت کا اندازہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے خوب لگایا تھا، اگرچہ تب مخاطب اور لوگ نئے مگر ان کی یہ نصیحت ہمارے لیے ایک بہت اہم پیغام لیے ہوئے ہے۔ فرماتے ہیں:

”تم لوگ کچھ ایسے اعمال کر بیٹھتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے بھی زیادہ باریک ہیں جبکہ ہم انہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (مواقات) ہلاک کر دینے والے کام شمار کرتے تھے۔“ [صحیح بخاری: 6127]

مومن کی کیفیت تو ایسی ہوتی ہے کہ کسی گناہ کے خیال سے ہی اس کی حالت خراب ہونا شروع ہو جائے چہ جائیکہ وہ عمل بد سرانجام دیا جائے اور پھر اس پر بجائے شرمسار ہونے کے بڑے مطمئن انداز میں زندگی گزاری جائے۔ اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہمیں سمجھانے کے لیے کافی ہے۔ فرمایا:

”مومن گناہوں سے اس طرح ڈرتا ہے گویا کہ وہ کسی پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور اسے خطرہ ہے کہ یہ پہاڑ کہیں اس کے اوپر نہ آگرے۔ (دوسری طرف) فاسق و فاجر آدمی گناہوں کو یوں سمجھتا ہے کہ جیسے ایک کھی بیٹھ گئی ہو (اور وہ اسے ہاتھ سے اڑا دے)۔“

درحقیقت یہ معمولی سمجھے جانے والے گناہ ہی ہماری ہلاکت کا ایک بڑا سبب بنتے ہیں۔ اس لیے ہر خاص و عام کے لیے ناگزیر ہے کہ وہ ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچتے ہوئے زندگی گزارے اور اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو فوراً اپنے رب کی طرف رجوع کرے کیونکہ یقیناً اللہ معاف کرنے والا بھی ہے اور (گناہوں پر لا پرواہی برتنے کے باعث) عذاب سے دوچار کرنے والا بھی۔ جیسا کہ فرمایا:

نَبِّءُ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ
[الأنبياء: 50، 49]

”میرے بندوں کو خبر دے دے کہ بے شک میں ہی بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہوں۔ اور یہ بھی کہ بے شک میرا عذاب ہی دردناک عذاب ہے۔“



باب العلم

آخبار طلباء

مفتیج کتاب وسنت لے
میدان غل عین
طلبا کاتر تاجان



شماره نمبر 11 نومبر 2012ء ذی الحجہ، محرم الحرام 1433-34 جلد نمبر 12

فہرست

10	پروفیسر حافظ محمد سعید	تفسیر سورہ محمد ﷺ	●
13	عبداللہ	سنور ناچا ہتا ہوں لیکن بتا کروں کیا میں؟	●
16	حظہ عماد	امریکہ کی افغانستان میں شکست	●
26	ساجد الرحمن	اخبار عالم	
30	فہد حسین، ملتان	بلوچستان: ملکی وغیر ملکی پروپیگنڈے کی زد میں	
24	طہ اعجاز	طلبا کارز	●
35	معظم ادریس	تعلیم میں بیرونی معاونت یا۔۔۔؟	
18	اسامہ	آکسفورڈ یونیورسٹی پریس	●
28	احسان الہی تبسم	اہل یہود کی کارستانیاں	
22	راشد علی	26/11..... اصل حقائق	
37	مسعود احمد غازی	اقبال کا تصور ملت	●
20	حافظ عرفان	اتنا آسان ہے بھلا جنت کے در سے کھلنا	●
39	ادارہ	خطبہ	●
40	محمد وسیم	ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ	●
41	وقار احمد	مشروم گولڈ مائن	●
44	ادارہ	رکن الدین جیس، تاریخی جھرنے	●
48	ادارہ	سیرت سید ولد آدم، غم نہ کریں	●



اداریہ
احمد سدید



پاکستانی نظام تعلیم مغربی مشیروں کے رحم و کرم پر

عبدالرحمن



ملا۔۔۔۔۔ ملکی وغیر ملکی میڈیا

ثاقب مجید



محرم الحرام: قرآن وسنت کی روشنی میں

محمد الیاس

فی پرچہ 15 روپے، سالانہ 150 روپے

یورپی ممالک پونڈ	امریکی ڈالر	سعودی ریال
20	30	70

PO BOX No. 966, GPO LHR.
akhbaretalaba@yahoo.com

Ph: 0334-7551755

شمالی وزیرستان آپریشن.....!!

احمد سدید

شکست خوردہ امریکہ کی پاکستانی اداروں اور عوام کو باہم الجھانے کی سازش
یہ وقت امریکی جنگ سے خود کو نکالنے اور باہم متحد ہو کر اسلامی سرحدوں کی حفاظت کا ہے

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِغُضُنِهِمْ أَؤَلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوا فَتُكَنِّ فِتْنَةً فِي الْأَرْضِ وَفَسَادَ كَثِيرٌ (الانفال: ۷۳)

اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اگر تم یہ (آپس میں اتحاد) نہ کرو گے تو زمین میں بڑا فتنہ اور بہت بڑا فساد ہوگا
ایک دفعہ پھر وطن عزیز پاکستان میں پرانا کھیل کھیلنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ انداز بالکل وہی ہے۔ پچھلی مرتبہ سوات میں لڑکی کو کوڑے مارنے والی ویڈیو سامنے لائی گئی۔ میڈیا، NGO's اور نام نہاد لبرل طبقے نے طوفان کھڑا کر دیا۔ بھان مٹی کے کنبے کی طرح کہانی بنا کر سوات آپریشن کی راہ ہموار کی گئی اور بعینہ یہ ماحول اب وزیرستان میں آپریشن کرنے کے حوالے سے بنایا جا رہا ہے۔ پاک فوج پاس وقت شدید دباؤ والا جا رہا ہے کہ وہ سابقہ غلطی کو دہرائے اور خدا خواستہ پاکستان میں آگ اور خون کی نئی ہولی کھیلی جائے۔ دونوں طرف مرنے والے مسلمان ہوں اور اللہ کے دشمن سرحد پار پیچھے کر سکون کا سانس لیں۔

اس مرتبہ ملالہ پر حملے کو بنیاد بنایا جا رہا ہے۔ اس واقعہ کی نوعیت سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ بہر حال سب نے مذمت کی ہے۔ حکیم اللہ محسود نے اسے امریکی کارروائی قرار دیا ہے۔ القاعدہ نے اس واقعے سے اپنی بریت کا اظہار کیا ہے۔ ہمارا موضوع یہ واقعہ نہیں بلکہ اس واقعہ کی آڑ میں وہ اہم سازش ہے جو وزیرستان میں آپریشن کرنے کیلئے گھڑی جا رہی ہے۔ یہ نہایت اہمیت کا حامل وہ فیصلہ ہے جو خدا خواستہ بھاگتے امریکہ کو بہت بڑی سپورٹ فراہم کرے گا۔ اس کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ ضروری ہے جن پر ہم مختصر اُردو شی ڈالتے ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ بنیاد ہی غلط ہے۔ ترقی پذیر ممالک میں ایسے واقعات روز ہی ہوتے رہتے ہیں۔ یہ سراسر میڈیا کی کارستانی ہے کہ کسی واقعہ کو اچھا ل کر غیر ملکی قوتوں کے ایجنڈوں کو آگے بڑھایا جائے۔ واقعہ کے چند گھنٹوں کے اندر آپریشن کا مطالبہ کرنا اور پاکستان میں کام کرنے والے معروف میڈیا چینل اور اسکے اینکرز کا آپریشن پہ بحث شروع کروانا صاف ظاہر کرتا ہے کہ سب کچھ Pre-Planned تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس سے پہلے جو آپریشن ہوئے ان کا نتیجہ کیا نکلا؟ وزیرستان ہو، سوات ہو، لال مسجد ہو یا اکبر گیلگی کے خلاف آپریشن، ان سے ملک میں محض بد امنی ہی پھیلی ہے۔ اس طرح کے کسی فیصلے کے بعد ہمارے ملک میں ہم دھماکوں کا نیا سلسلہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ ہمارے چوک، چوراہے مسلمانوں کے خون سے رنگے جاتے ہیں۔ نہ عوام محفوظ رہتے ہیں نہ قوم کے محافظ۔ وہ جنہیں باہم شیر و شکر ہو کر دشمن کے خلاف سپرہ پلائی ہوئی دیوار بننا تھا، وہ آپس میں دست و گریباں ہوئے۔ 35 ہزار سے زائد شہادتیں ہو چکی ہیں۔ اتنا جانی نقصان شاید پہلے کسی جنگ میں نہیں ہوا۔ اربوں روپے کی مالیت کا انفراسٹرکچر تباہ ہو چکا ہے۔ دنیا میں امیج تباہ ہوا ہے۔ سرمایہ کار یہاں سے بھاگ گئے ہیں۔ نفرتیں بڑھی ہیں۔ ”فوج اور عوام ایک“ کا خوبصورت نعرہ فقط ایک خواب بن کر رہ گیا ہے۔ نفرت اور انتقام کی وہ آگ بھڑکی ہے جسے بجھانا ناممکن نہیں تو بہت مشکل ضرور ہے۔

تیسری اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمارے ان علاقوں میں مسائل کب بنے ہیں۔ ہمارے قبائلی علاقوں کی اپنی روایات ہیں۔ ان کا اپنا طرزِ رہن رہن ہے۔ اسلامی ثقافت اور روایات بہت حد تک ان پر غالب ہیں۔ محلی جناح نے قیام پاکستان کے وقت قبائل کو ساتھ ملا لیا۔ ان کے ساتھ معاہدہ تھا کہ وہ اندرونی طور پر اپنے طرزِ رہن رہن اور روایات کو برقرار رکھیں گے اور بیرونی طور پر پاکستان کے دوست انکے دوست اور ہمارے دشمن انکے دشمن ہوں گے۔ 1947 سے 2001 تک کبھی کوئی مسئلہ نہیں بنا۔ یہ قبائل محب وطن تھے۔ بلکہ 1948 کی جنگ آزادی کشمیر اصل میں قبائلی بھائیوں نے لڑی، جس کے نتیجے میں آزاد جموں و کشمیر حاصل ہوا۔ 54 سالوں میں ان علاقوں میں مسلمانوں نے کبھی مسائل کھڑے نہیں کیے۔ مسئلہ شروع ہی 11/9 کے بعد ہوا ہے۔ جب امریکہ افغانستان میں آیا، 105 ملکوں کا اتحاد اسکے ساتھ تھا۔ بقول جنرل حمید گل بہانہ 11/9، ٹھکانہ افغانستان اور نشانہ پاکستان تھا۔ لہذا جب سے امریکہ اور اسکے حواری افغانستان میں آئے ہیں، ہماری قبائلی پٹی میں انتشار اور افتراق پھیلا ہوا ہے۔ پھر امریکہ کے ساتھ اسکا سب سے بڑا اتحادی ہندوستان ہے جو ہمارا ازلی دشمن ہے اور بھارت نے موقع غنیمت جانتے ہوئے اس بہتتی لنگا سے ہاتھ دھونے کی کوشش کی ہے۔ افغانستان میں انڈین قونصل خانے کھلے ہیں اور سب جانتے ہیں کہ وہ RAW کے اڈے ہیں۔ جہاں پاکستانی نو جوانوں کو ملتی باہنی کی طرز پر تربیت دی جا رہی ہے۔ بلوچی نو جوانوں میں حقوق کے نام پر جبکہ قبائلی نو جوانوں میں انتقام کے نام پر ملک کے خلاف نفرت کا لاوا بھرا جاتا ہے۔ لہذا ہمیں اپنے اندرونی حالات کے بگاڑ پر غور کرنے کیلئے بیرونی کرم فرمایوں کے کردار پر لازمی نظر رکھنی چاہیے۔

چوتھی اور اہم وجہ ڈرون حملے ہیں۔ مشرف دور میں شروع ہونے والے حملے تا حال جاری ہیں۔ 300 سے زائد افراد شہید ہو چکے ہیں۔ سیدھی سی بات ہے کہ ڈرون حملے امریکی کر رہے ہیں اور انکے اہداف کبھی بھی ہمارے اہداف نہیں ہو سکتے۔ پاکستان کی سرحدوں کی علی الاعلان خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ حکومت کا یہ موقف کہ اگر ہم ڈرون گرائیں گے تو F-16 آئیں گے، قطعی طور پر مناسب نہیں ہے۔ ملکی سرحدوں میں رہنے والوں کی جان و مال کے تحفظ کی ذمہ دار حکومت ہوتی ہے اور اگر ان کے گھروں پر دشمن میزائل مارتا پھرے اور حکومت خاموش رہے تو ان

سے حسب الوطنی کے جذبات کی توقع رکھنا خام خیالی ہے۔ گزشتہ دنوں برطانوی اخبار ڈیلی میں یہ رپورٹ بھی سامنے آئی ہے کہ ڈرون حملوں میں 98 فیصد عام شہری مارے گئے ہیں اور اب تک صرف 41 ہائی ویلوڈ مارگٹ حاصل کیے گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر 100 میں سے 98 مرنے والے عام شہری ہوں تو پھر ان لوگوں میں انتقامی جذبات کیسے ٹھنڈے کیے جاسکتے ہیں۔ لہذا مسائل کی اصل جڑ ہی خطے میں امریکہ کی موجودگی ہے۔ امریکی بھی وہ جو بد معاشی اور خباثت میں ساری حدود بھلانگ چکے ہیں۔ لاکھوں افغان مسلمانوں کا قتل، مساجد کی مسامری، کارپٹ بمباری کے ذریعے دیہاتوں کے دیہات راہ کا ڈھیر بنانا اور سب سے بڑھ کر کبھی بگرام ایئر بیس پر قرآن جلانا، کبھی قندھار کی جیل میں قرآن کو پاؤں کی ٹھوکر پر رکھنا اور کبھی طالبان کی نعشوں پر پیشاب کرنے کی تصویریں دنیا کے سامنے لانا کہ یہ ”ہماری روشن خیالی اور تہذیب“ ہے؛ مسائل کا اصل سبب ہیں۔ لہذا اس وقت سارے مسلمان بشمول قبائلی علاقہ جات کے مسلمان امریکی بد معاشی پر سخت پا ہیں اور اس موقع پر ان کے ساتھ مل کر امریکہ کا راستہ روکنے کی بجائے اگر انہی پر بمباری کی گئی تو نتائج کسی کے کنٹرول میں نہیں ہوں گے۔

پانچویں بات یہ کہ اس وقت افغانستان میں امریکہ کی کیفیت شدید کمپرسی کی ہے۔ اس کے اتحادی ایک ایک کر کے بھاگ رہے ہیں اور خود اس نے بھی 2014 میں نکلنے کا عندیہ دے دیا ہے۔ ایک تو امریکہ اپنے جانے کے بعد خطے میں بھارت کو اہم کردار دینا چاہتا ہے، جو کہ افغانستان کی صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے ناقابل عمل ہی لگتا ہے۔ دوم وہ روسی اخلاء کے بعد پیدا ہونے والی خانہ جنگی کی طرز پر خانہ جنگی کھڑی کرنا چاہتا ہے تاکہ افغانی طالبان مضبوط و منظم ہو کر انتقام لینے کے لئے امریکہ کے پیچھے نہ آئیں جو کہ یقینی ہے۔ لہذا یہ وقت انتہائی سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنے کا ہے۔ ہمارے ہمسائے پہلے بھی طالبان تھے اور آئندہ بھی وہی ہیں۔ اگر 1996 سے 2001 تک پاکستان کی مغربی سرحد محفوظ تھی اور بقول غیروں کے افغانستان، پاکستان کے ایک صوبے کی حیثیت سے چل رہا تھا تو ایسا دوبارہ بھی ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ ہم پیچھلی غلطیوں کا ازالہ کریں اور آئندہ بھی کوئی ایسی غلطی نہ کریں۔ پتھر کے دور میں پہنچانے کی دھمکی سے مرعوب ہو کر افغانوں کی ساتھ کھڑا ہونے کی بجائے امریکہ کے ساتھ کھڑے ہونے کا جو فیصلہ کیا گیا وہ سراسر غلط تھا، اس نکتہ سے اصلاح کا آغاز کیا جائے۔ دوستوں اور دشمنوں میں فرق کیا جائے۔ امریکی جنگ سے علیحدگی اختیار کی جائے۔ اس جنگ نے ہمیں نقصان کے علاوہ کچھ نہیں دیا ہے۔ قبائل سے مذاکرات کیے جائیں۔ ان کے تحفظات دور کر کے انہیں قومی دھارے میں لایا جائے۔ ڈرون حملوں پر زبانی احتجاج کی بجائے عملی کارروائی کی جائے۔ ہماری پاک فضا پر ڈرون گرانے کی صلاحیت رکھتی ہے اور اس بات کا اظہار بھی کر چکی ہے۔ لہذا رد عمل کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ڈرون گرائے جائیں تاکہ قبائل کے لوگوں کی جانیں، اموال اور املاک محفوظ ہوں، ان کے دلوں سے نفرت ختم ہو اور وہ پہلے کی طرح ہماری سرحدوں کے پاسبان بنیں۔

حکومت سے یہ بھی گزارش ہے کہ مذہبی آہنگی کیلئے کیے جانے والے اقدامات کو لاگو کیا جائے۔ دینی جماعتوں کو ساتھ لیکر چلا جائے۔ حکومتی سرپرستی میں ہونے والی غاشی و عریانی یا اسلام سے متصادم اقدامات ختم کیے جائیں۔ دینی مدارس کے نصاب میں تبدیلی کا شور تو مچتا ہے مگر مسئلہ یہ ہے کہ عصری تعلیم کو اسلامائز کیا جائے۔ نصاب کا از سر نو جائزہ لے کر وہ نصاب لایا جائے جو ہمارے نوجوانوں کو یکساں مسلمان، محب وطن پاکستانی بنائے۔ دینی مدارس کے بارے میں مغربی پراپیگنڈہ سے متاثر ہو کر کوئی ذہن بنانے کی بجائے ان کے منتظمین کو اعتماد میں لے کر ان کی سرپرستی کی جائے۔ خاص طور پر وزیر اعلیٰ پنجاب سے گزارش ہے کہ یہ وقت گینز بک آف ریکارڈ میں نام لکھوانے کا نہیں۔ اگر شہزادہ ہیری افغانستان میں لڑنے آ سکتا ہے تو ہمارے نوجوانوں کو بھی اس کے لیے تیار ہونا چاہیے۔ عوام الناس سے گزارش ہے کہ وہ اس موقع پر سنجیدہ طرز عمل اختیار کریں امریکی جنگ سے نکلنے کے لئے قومی شعور جاگ کر کریں۔ باہمی محبت و احترام کو اجاگر کریں۔ ملک کے اندر ہونے والے کسی بھی آپریشن کی مخالفت کریں۔ انفرادی و اجتماعی سطح پر ناراض لوگوں کو منامیں۔ ایک دوسرے کی کردار کشی کا خاتمہ کریں اور اللہ کے دشمنوں کے ٹمٹنے کیلئے ہمہ وقت چوکس رہیں۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ (آمین)

ایک خبر کے مطابق امریکہ میں آنے والا حالیہ طوفان ”سینڈی“ اب تک تقریباً 5 لاکھ امریکیوں کو نقل مکانی پر مجبور کر چکا ہے۔ ان کی اپنی رپورٹس کے مطابق

150 سے زائد لوگ اس طوفان کے سبب ہلاک ہوئے ہیں جبکہ نیویارک اور اس کے گرد و گرد کی 12 ریاستوں کے 5 کروڑ شہری اس طوفان سے متاثر ہوئے ہیں۔ ان ریاستوں کا زیر زمین ریلوے کا نظام بُری طرح تباہ ہو چکا ہے۔ لاقعد اور افراد جنگی سے محروم زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ اسی طرح 5 ہزار سے زائد پروازیں منسوخ کرنی پڑی ہیں۔ ان گنت گاڑیوں، بستیوں اور قیمتی املاک کو ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ صورت حال اس حد تک مخدوش ہے کہ ایک درجن کے قریب ایٹمی پلانٹ بند کرنے پڑے ہیں۔ ابتدائی اندازوں کے مطابق اب تک امریکہ کو 20 ارب ڈالر کا نقصان اٹھانا پڑا ہے۔

یہ سب کچھ کسی تیسری دنیا کے غریب اور غیر ترقی یافتہ ملک کا واقعہ نہیں بلکہ یہ اس ملک کا قصہ ہے جسے لوگ ”سپر پاور“ کے نام سے پکارتے ہیں، لیکن اس طوفان نے بہت سے متلاشیانِ حق کی آنکھیں کھول دی ہیں کہ جسے ہم ”خدا“ سمجھ بیٹھے تھے، وہ اللہ رب العزت کے ایک لشکر کے آگے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس واقعے کے بعد گو کہ امریکی میڈیا نے ”اے منے میں مٹھو بننے“ کی خوب کوشش کی ہے کہ اتنے بڑے طوفان کے باوجود نقصان نہ ہونے کے برابر ہے لیکن سچ یہی ہے کہ نقصان بتائے گئے اعداد و شمار سے کہیں زیادہ ہے۔ بہر حال اس واقعہ میں اصل بات سمجھنے کی ہے کہ اللہ کی پکڑ سے کوئی بھی بچنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ امریکی حکومت کو اللہ کے اس اشارے کو سمجھتے ہوئے تو بین رسالت اور توہینِ قرآن جیسے تمام واقعات کا نہ صرف سد باب کرنا چاہئے بلکہ ظلم و ستم کے بازار بند کرنے چاہئیں کیونکہ اللہ یقیناً اپنے نبی ﷺ کی حرمت کی حفاظت کے لئے کافی ہے۔ اگر امریکہ ایسا نہیں کرتا تو ایک طرف مجاہدین کی صورت اللہ کی پکڑ پر مسلط رہے گی تو دوسری طرف اللہ کے دیگر لشکر اس کی آؤ بھگت کے لئے تیار ہوں گے۔ اللہ عقل کے ان اندھوں کو راہ ہدایت سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لَا يَأْمُرُكُمْ بِحَالٍ وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ [آل عمران: 118]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے سوا کسی کو ولی و دوست نہ بناؤ، وہ تمہیں کسی طرح نقصان پہنچانے میں کمی نہیں کرتے، وہ ہر ایسی چیز کو پسند کرتے ہیں جس سے تم مصیبت میں پڑو۔ ان کی شدید دشمنی تو ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو کچھ ان کے سینے چھپا رہے ہیں وہ زیادہ بڑا ہے۔ بے شک ہم نے تمہارے لئے آیات کھول کر بیان کر دی ہیں اگر تم سمجھتے ہو۔“

خليفة ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور حکومت تھا۔

بدقسمتی سے پاکستان کا اہل اقتدار طبقہ قرآن کی درج بالا آیت اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سیرت کے اس واقعہ سے الٹ فیصلے کرنے کا عادی ہو چکا ہے۔ ہماری حالت تو اس وقت یہ ہو چکی ہے کہ ”تعلیم“ جیسے عظیم نبوی فریضے کی باگ دوڑ بھی ”لارڈ میکا“ کے روحانی فرزندوں کے سپرد کر رکھی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے ہمارے تعلیمی ماہرین اپنی اس شکست کا اعتراف کر رہے ہوں کہ بھئی! ہم تو لارڈ میکا کے نظام تعلیم کو مکمل طور پر نافذ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے اس لئے اب آپ خود ہی تشریف

عبدالرحمن

تعارف کا مقصد اس کی ”علیت“ کے دلائل مہیا کرنا ہرگز نہیں بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ اب تک اس شخص کی تمام صلاحیتیں فقط اپنے ہم مذہب لوگوں کی تعلیم و ترقی کے لئے استعمال ہوئی ہیں یہی وجہ ہے کہ حالیہ صلیبی جنگ میں شامل ہر ملک کے بہترین اداروں نے اسے اعزازی ڈگری سے نوازا ہے۔

یہاں سوال یہ اٹھتا ہے کہ ایسے شخص کو آخر کیا ضرورت آن پڑی ہے کہ وہ سب کچھ چھوڑ کر ایک ایسے ملک میں آن پڑا ہے جو خود اس کے نزدیک ”قابل اعتبار“ ملک نہیں ہے۔ جہاں نام نہاد دہشت گردی مذہبی انتہاء پسندی اور نہ جانے کن کن کفر مخالف نظریات کے پرچار موجود ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ مائیکل باربر نامی اس شخص کو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پاکستان بھیجا گیا

پاکستانی نظامِ تعلیم مغربے شیروں کے رحم و کرم پر

نصائحِ تعلیم سے اسلامی تشخصِ حُب الوطنی اور جذبہ جہاد کو نکالنے کا کام جاری ہے

ہے تاکہ اہل پاکستان کے طلباء کو لادینیت، مادیت پرستی اور جنسیت کی تعلیم دی جا سکے وطن عزیز کی نسل نو کی اس حد تک برین واشنگ کر دی جائے کہ اسلام و پاکستان کی محبت اس کے دل سے بالکل ختم ہو جائے۔

پھر ایسا بھی نہیں ہے کہ اہل کفر کا یہ چہیتا صرف اپنے مقاصد کو ہی اپنے لئے سب کچھ سمجھے بلکہ ”اپنی ہی جوتی اپنے سر“ کے مصداق مائیکل باربر اور اس کی ٹیم کی ساری ”خدمات“ ہم ہی سے لئے گئے رویوں کو خرچ کر کے حاصل کی جا رہی ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق ان ”ہمدردوں“ پر ایک دن میں تقریباً پونڈ روزانہ خرچ کئے جا رہے ہیں۔ یعنی اس ملک کے طلباء کو اسلام و قرآن سے دور کرنے یا پاکستان کی محبت ان کے دلوں سے نکالنے اور دوقوی نظریہ سمیت ہر صحیح فکر مخالف ذہن تیار کرنے کے لئے روزانہ روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ اس ملک کی بات ہو رہی ہے جس کی عوام کو کبھی مہنگائی کی چکی میں پسہ جاتا ہے تو کبھی لوڈ شیڈنگ کی آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے۔

اپنی ایک رپورٹ میں مائیکل باربر نے پاکستانی نظامِ تعلیم کی خامیاں ”جاگر“ کرتے ہوئے ان کی ”اصلاح“ کے لئے

لائیں اور اس کا رد میں حصہ لیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ سوچ رہے ہوں کہ آخر معاملہ ہے کیا جس کی تہدید میں یہ سب کچھ کہا جا رہا ہے تو آپ کی یہ الجھن بھی دور کئے دیتا ہوں۔

اس وقت پنجاب بلکہ ایک لحاظ سے پاکستان میں رائج نظامِ تعلیم کی ”اصلاح“ کے لئے جن شخصیات کو پاکستان لایا گیا ہے وہ تمام کے تمام ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کی ادائیگی سے محروم ہیں۔ مائیکل باربر کی سرکردگی میں آئے اس وفد نے پاکستانی نظامِ تعلیم کو پرانہ کرنے کیلئے کیا گل کھلائے ہیں؟ اس پر بات کرنے سے پہلے ذرا یہ اندازہ لگالیں کہ آخر یہ موصوف ہیں کون اور ہمیں (مالی اور فکری اعتبار سے) کتنے مہنگے پڑے ہیں؟

مائیکل باربر اس وقت ”پیرسن Pearson“ نامی دنیا کی سب سے بڑی تعلیمی کمپنی میں چیف ایڈوائزر کے طور پر خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ ماضی میں یہ شخص گلوبل ایجوکیشن پریکٹس کیلئے ”مکینزی McKinsy“ میں معاون اور نگران رہ چکا ہے۔ اس کے علاوہ یہ برطانوی وزیرِ اعظم ٹونی بلیئر کے ایڈوائزر کے طور پر بھی کام کر چکا ہے۔ گزشتہ 20 سال سے تعلیم کے شعبہ سے منسلک یہ شخص 40 سے زائد اداروں میں اپنی خدمات پیش کر چکا ہے۔ اس

آپ رضی اللہ عنہ ہمہ وقت تلاش میں رہتے کہ ایسے گورہر نایاب میسر آجائیں جن کی بدولت حکومت کا انتظام و انصرام سنبھالنا قدرے آسان ہو۔ اپنے مشیروں کے حوالے سے بھی آپ رضی اللہ عنہ بڑے غور غوض کے بعد کوئی چناؤ کرتے کیونکہ آپ جانتے تھے کہ اپنی معاونین کی بدولت خلافت کے معاملات باحسن طریق سنبھالے جاسکتے ہیں کسی شخص کو اپنا مشیر بنانے سے آپ لازماً مشورہ کرتے کیونکہ مشورے میں خیر کا ہونا کسی کی آنکھوں سے اوجھل نہیں۔ ایسا ہی ایک فیصلہ کرنے سے قبل آپ کو ایک مشورہ ملا جس نے نہ صرف آپ کو سخت غم و غصے میں مبتلا کر دیا بلکہ آنے والی تمام نسلوں کے لئے یہ واقعہ ایک اہم پیغام چھوڑ گیا۔

ہوایوں کے کسی نے آپ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا: ”اے امیر المؤمنین! حیرہ کا ایک عیسائی بہت اچھا لکھاری اور حافظے میں تیز ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اسے اپنا مشیر بنالیں۔“ یہ بات سننا سچی کہ آپ رضی اللہ عنہ کا چہرہ غصے سے تہمتا لگا اور آپ رضی اللہ عنہ نے کانپتی ہوئی آواز میں فرمایا: ”میں کسی غیر مسلم کو ”بطانہ“ (یعنی اپنا مشیر) بنالوں؟ جس سے اللہ رب العزت نے مجھے منع کیا ہے۔“

(محوالہ: تاریخ المدینہ المنورہ)

تجاویز دی ہیں۔ ان تجاویز پر بات کرنے سے پہلے تاریخ اسلام کا ایک اور روشن واقعہ ملاحظہ کریں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہی دور خلافت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو شام کی فتح کی نوید پر مشتمل خط ملتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اپنے محرر (سیکرٹری) کو بلاؤ اور اسے کہو وہ مسجد میں لوگوں کو یہ خط پڑھ کر سناتے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: وہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا وجہ پوچھی گئی تو بتایا کہ وہ نصرانی ہے۔ یہ بات علم میں آتا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو ڈانٹا اور چند زریں اصول بیان فرماتے ہوئے کہا: ”ان (نصرانیوں) کو قریب نہ کرو، اللہ نے انہیں دور کر دیا ہے۔ انہیں عزت نہ دو اللہ نے انہیں ذلیل کر دیا ہے۔ انہیں امانت دار نہ جانو۔ اللہ نے انہیں خائن قرار دیا ہے۔ میں تمہیں اہل کتاب (یہود نصاریٰ) سے تعاون لینے سے منع کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ رشوت کو حلال مانتے ہیں۔ (بدائع السالك 27/2)

اللہ کرے کہ ہمارے خادم اعلیٰ کو تاریخ کے ان سنہرے الفاظ کا ادراک ہو جائے بہر حال مائیکل باربر نے اپنی رپورٹ میں جن اصلاحات کو نافذ کرنے کی تجویز دی ہے آئیے دیکھیں کہ وہ کس حد تک ہمارا بیڑا غرق کر کے لئے کافی ہیں۔

دوقومی نظریہ کا خاتمہ

مائیکل باربر کی کاوشوں کا ایک بڑا محور پاکستان کی اساس میں نہایت اہمیت کا حامل ”دوقومی نظریہ“ کا خاتمہ ہے۔ اپنی حالیہ رپورٹ میں اس کے یہ بات بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کی ہے کہ بھارت سے اچھے تعلقات ہی پاکستان کے حق میں ہیں۔ وہ لکھتا ہے: ”اگر پاکستان اپنے ہمسایہ ملک (بھارت) سے اچھے تعلقات رکھے گا تو یہ بہترین سرمایہ حاصل کر سکے گا لیکن اگر انتہا پسندی کی طرف رجحان رکھے گا تو صرف اپنے لئے نہیں بلکہ پوری دنیا کے نقصان وہ ثابت ہوگا۔“

یاد رہے کہ پاکستان کی بنیاد میں لاکھوں شہداء کا خون شامل ہے۔ ان سب نے جس مقصد کی خاطر قربانیاں پیش کیں وہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ بھارت کی ازلی دشمنی کو کبھی فراموش نہ کیا جائے۔ یہ کوئی جذباتی بات نہیں ہے بلکہ آج بھی یہ بات روز

روشن کی طرح عیاں ہے کہ بھارت نے کبھی دل سے پاکستان کو تسلیم نہیں کیا اور پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی ہر سازش میں حصہ لیا ہے۔ بات چاہے ماضی میں مشرقی پاکستان کو الگ کرنے کی ہو یا حال ہی میں کوئٹہ بلوچستان سمیت دیگر علاقوں میں سازشوں کا برپا کرنا..... سب کا ”کھرا“ بھارت ہی کی طرف جاتا ہے۔ اسی طرح جس کثیر سرمائے کا لالچ موصوف نے اپنی رپورٹ میں دیا ہے اس کی حقیقت کا اندازہ بھی صرف اس ایک بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ عرصے میں پاکستان کو خسارہ برداشت کرنا پڑا ہے۔ حالانکہ جو اشیاء بھارت سے منگوائی جارہی ہیں ان سے بہتر اور سستی اشیاء



پاکستان کو اپنے دیگر

پڑوسی ممالک سے حاصل ہو سکتی ہیں مگر کیا جائے ان نا عاقبت اندیش حکمرانوں کا جن کو اہل کفر کی محبت اس قدر عزیز ہے کہ وہ اسلام و پاکستان کا خیال ہی دل سے نکال چکے ہیں۔ حالیہ دنوں میں ہونے والی نصاب تعلیم میں کئی ایک تبدیلیاں اس بات کا ثبوت ہیں کہ دوقومی نظریہ کو آہستہ آہستہ نصاب تعلیم سے خارج کیا جا رہا ہے۔ اس کی جگہ بڑے ہی دھڑلے سے بھارت سے محبت کا درس معاشرے میں عام کیا جا رہا ہے۔ عوام الناس اور محبت وطن طبقے کو اس طرح کی غیر اسلامی اور ملکی مفاد سے ٹکراؤ پیدا کرنے والی تمام تبدیلیوں کا جائزہ لینا چاہیے تاکہ وطن عزیز کو اس کی بنیاد پر قائم رکھا جاسکے۔ کیونکہ یہ بات تو طے ہے کہ جس ملک سے جنگ کے متعلق رسول اللہ ﷺ خوشخبریاں دے چکے ہوں ان سے تجارت سمیت کسی قسم کے تعلقات ہمارے مفاد میں نہیں ہیں۔

انگریزی نظام تعلیم

اردو ہماری قومی زبان ہے مگر یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ

ہمارے نظام تعلیم سے اپنی ہی زبان کو ”غیر“ سمجھ کر عاق کیا جا رہا ہے۔ انگریزی نظام تعلیم کا بھوت تو ایک عرصہ دراز سے ہمارے ”اہل علم، جنتیں“ اہل جہالت“ کہنا زیادہ مناسب ہوگا پر مسلط ہو چکا تھا مگر اس مقصد کو اصل کامیابی مائیکل باربر اور اس کے ساتھیوں کے آن وارد ہونے کے بعد ملی۔ یہ ان ”مشیران“ کا ہی کیا دھرا ہے کہ ایک طرف تو سارا کا سارا نصاب تعلیم ہی ”بدیسی زبان“ میں تبدیل کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف اردو کو صرف ایک مضمون کی حد تک محدود کر دیا گیا ہے۔ شروع کلاس سے ہی انگریزی نصاب کا اجراء

لازمی قرار دیا جا چکا ہے اور میٹرک تک تمام کلاسز کو مکمل طور پر انگریزی میڈیم کئے جانے کا منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچنے والا ہے۔

اس فیصلے کا ایک نقصان تو قومی زبان سے دوری ہے مگر اس کا اصل نقصان یہ ہے کہ بدیسی زبان میں تعلیم کے اجراء کے سبب طالب علموں کی اکثریت شروع دن

سے ہی تعلیم سے برگشتہ ہوتی جا رہی ہے۔ بالخصوص دیہی علاقوں میں طلباء کی کثیر تعداد اپنی درسی کتب کو سمجھنے سے محروم ہیں۔ رہی سہی کسر اساتذہ کی طرف سے نکل جاتی ہے کیونکہ اکثر اساتذہ بھی انگریزی میڈیم پڑھانے سے قاصر ہیں۔ ان حقائق کو سامنے رکھا جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس عمل کے ذریعے پاکستان کو مزید ناخواندہ کرنے کا کام جاری ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ دنیا کی دیگر زبانوں میں موجود کتب میں سے ہمیں جو کچھ چاہیے تھا، ہم اسے اردو میں ترجمہ کرنے کے بعد اپنے ملک کے تعلیمی اداروں میں لائے مگر یہاں گنگا اٹنی ہی بہہ رہی ہے۔ ساری دنیا اپنی قومی زبان میں ترقی کرتی جا رہی ہے مگر ہم قومی زبان کو چھوڑ کر غیروں کی زبان اپنانے کے چکر میں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نہ تو ہم اپنی زبان پر کوئی عبور حاصل کر پاتے ہیں اور نہ ہی انگریزی میں۔ ”آدھے تیر آدھے بیڑ“ کے مصداق ہم ”ٹکھے انگریز“ بنتے جا رہے ہیں۔

انگریزی زبان کو تعلیمی اداروں میں نافذ کرنے کا دوسرا بڑا نقصان یہ ہے کہ اس کے سبب انگریز تہذیب و ثقافت بھی تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے کیونکہ زبان اپنی تہذیب بھی ساتھ ہی لاتی ہے۔ آج ہمارے تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے زیادہ تر طلباء قومی لباس شلو اور قمیض کی بجائے پردیس سے آئی ”پینٹ شرٹ“ زیب تن کرتے ہیں۔ پھر صرف لباس کی حد تک نہیں بلکہ سوچ بھی بتدریس ”اسلام“ کی فکر سے آزاد ہوتی جا رہی ہے اور یہی مائیکل باربر سمیت تمام مغربی مفکرین کی خواہش ہے۔

مغرب: قابل تقلید

مائیکل باربر کی پاکستان آمد کا ایک بہت بڑا مقصد اہل پاکستان بالخصوص وطن عزیز کے طلباء کو مغرب سے مرعوب کرنا ہے۔ اس کے لئے کئی ایک حربے آزمائے گئے ہیں جن میں سے سب سے کامیاب ”یرون ملک دورے“ ہیں۔ گوکہ مائیکل باربر سے پہلے یہ کام ہمارے تعلیمی اداروں کے ”پردیس

پلٹ“ پروفیسرز کیا کرتے تھے جن کے پاس موجود مغربی اداروں کی کوئی نہ کوئی ڈگری طلباء کو مرعوب کرنے کے لئے کافی ہوتی تھی۔ یہ پروفیسرز حضرات مغرب کی تعریف میں اس قدر آگے بڑھ جاتے تھے کہ کبھی کبھی ”اہل مغرب“ کی تربیت پر رشک آنے لگتا تھا۔ اس کے باوجود بھی تعلیمی اداروں میں اسلامیات کا رنگ جھلکتا رہا جسے مکمل طور پر مٹانے کے لئے اب مذکورہ شخصیت خود یہاں موجود ہے۔ مائیکل باربر نے اپنی رپورٹ میں بھی اس بات کا عندیہ دیا کہ پاکستان کا تعلیمی نظام مکمل طور پر بانجھ ہے اور اسے ابھی مغرب سے بہت کچھ سیکھنا ہے۔ اس کے لئے عملی طور پر پاکستان کے ذہین طلباء کو ذہنی طور پر اغوا کرنے کے لئے رسالہ لارپس کا ایسا سلسلہ شروع کیا گیا کہ جس کی کوئی انتہا نظر نہیں آتی۔ پہلے پہل تو صرف پی ایچ ڈی لیول پر ہی یہ سہولت میسر ہوئی تھی مگر اب ہر تعلیمی ادارے کے ”پوزیشن ہولڈرز“ کو بیرون ملک دورے کروائے گئے اور انہیں پاکستان سے برگشتہ جبکہ مغرب سے مرعوب کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ آج کے طلباء کی ایک بڑی تعداد نہ صرف تعلیمی بلکہ ہر لحاظ سے مغرب کو قابل تقلید سمجھنا شروع کر چکی ہے اور یہی اس تعلیمی ”مشیر“ کا مطمح نظر تھا۔

مادیت پرستی

برطانیہ سے درآمد شدہ ”تعلیمی مشیران“ کا ایک بہت بڑا ایجنڈہ پاکستانی طلباء کو مادیت پرست بنانا ہے۔ مائیکل باربر نے

اپنی اس رپورٹ اور یونیورسٹیز میں کی گئی تقاریر میں بار بار اس بات کا اعادہ کیا کہ ایک طالب علم کی سوچ فقط اس کی تعلیم تک محدود ہونی چاہیے۔ دیگر رفاہی کاموں میں حصہ لینا، بنی جماعتوں کا ساتھ دینا یا ملک و ملت کے لئے کچھ انوکھا کر گزرنے کا جذبہ ایک طالب علم کو تعلیم سے دور کر سکتا ہے۔ اس لئے ان ساری چیزوں سے بچنا ایک طالب علم کے لئے ناگزیر ہے۔

سچ بات تو یہ ہے کہ اہل مغرب اپنی اس سوچ کی بدولت عجب بے سکونی کا شکار ہیں۔ دین سے دوری اور صرف دنیا کو اپنا مطمح نظر بنائے رکھنے نے انہیں اس حد تک ”ڈپریشن“ کا شکار کر رکھا ہے کہ بنا ”سکون آواز دویات“ کھائے اہل مغرب کی کثیر تعداد سونے سے ہی قاصر ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ یہ زہر وطن عزیز

یوں لگتا ہے جیسے ہمارے تعلیمی ماہرین اپنی اس شکست کا اعتراف کر رہے ہوں کہ بھی! ہم تو لارڈ میکا کے نظام تعلیم کو مکمل طور پر نافذ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے اس لئے اب آپ خود ہی تشریف لائیں اور اس کا رد میں حصہ لیں

کے طلباء میں بھی داخل کر دیا جائے تاکہ ہمارا پڑھا لکھا طبقہ بھی صرف اور صرف دنیا کا ہو کر رہ جائے اور آخرت کے وسیع تر انعامات اس کی نگاہوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اوجھل ہو جائیں۔

دینی تعلیم سے اجتناب

پاکستان کے حوالے سے جو بڑے بڑے خطرات اہل مغرب کو درپیش ہیں ان کی بڑی وجہ ملک پاکستان کے لوگوں کا مدارس سے تعلق ہے۔ یہاں دین کی تعلیم کے حصول کے لئے اس قدر وسیع اور منظم نیٹ ورک موجود ہے کہ شاید عام عصری ادارے بھی اتنے منظم نہ ہوں۔ دین سے اس تعلق کی بدولت ہی اہل اسلام کے خلاف ہونے والی ہر سازش کا جواب سب سے پہلے اہل پاکستان کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک لمبے عرصے سے پاکستانی مدارس کے خلاف پروپیگنڈہ جاری ہے۔ مائیکل باربر کی پاکستان آمد کا ایک بڑا مقصد بھی لوگوں کو اس بات پر قائل کرنا ہے کہ مدارس کی بجائے صرف عصری تعلیمی اداروں کا رخ کیا جائے (تاکہ وہاں کا نصاب اور ماحول ہمیں نام کا مسلمان بھی نہ رہنے دے)

غیر نصابی سرگرمیوں پر بے تحاشا خرچ

اہل مغرب کی خوش بختی کہیں یا اہل وطن کی بد بختی کہ پاکستان کا اہل اقتدار طبقہ روہ تجویز ماننے پر تیار نظر آتا ہے جس کا فائدہ تو نہ جانے کیا ہوگا مگر نقصانات حد سے زیادہ ہیں۔ آپ نے

غور کیا گیا کہ پچھلے کچھ عرصے سے ”یوتھ فیسٹیول“ کا بڑا چرچا ہو رہا ہے۔ ہر دوسرے تیسرے ماہ کوئی نہ کوئی ایسا شو منظر عام پر آیا ہی رہتا ہے۔ کبھی ”فن ریس“ ہو رہی ہے تو کبھی ”میراقصن“۔ اسی طرح حال ہی میں کروڑوں روپیہ خرچ کر کے ”یوتھ فیسٹیول“ کی افتتاحی تقریب کی گئی جس میں طلباء کو ان کے اصل مقصد سے دور کرنے کے لئے خوب ”انجوائے“ کے مواقع فراہم کئے گئے۔ یہ بجائے کہ صحت مند کھیلوں کا اجراء حکومت کی ذمہ داریوں میں شامل ہے مگر اس کا یہ انداز کم از کم اسلامی نہیں ہو سکتا۔

کبھی وطن عزیز کی بیٹیوں کو کھلے عام سڑکوں پر بھگایا جاتا ہے اور ہمارا میڈیا پوری دنیا کے سامنے اپنی عزت کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے اس ریس کو ”لائو کوریج“ دیتا ہے۔ اسی طرح حالیہ یوتھ فیسٹیول میں بھی مردوزن کا اس قدر اختلاط تھا کہ جس کا

گمان اس سے پہلے ہی نہیں جاسکتا تھا۔ علیحدہ علیحدہ نشیمن فراہم کرنے کی بجائے طلباء و طالبات کو اکٹھے ہی بیٹھنے کو کہا گیا۔ پھر گلوکاروں کے ذریعے ان کے جذبات کو مزید برا بیچھینے کیا گیا۔ یقیناً یہ انداز اسلام

کی تعلیمات کے بالکل خلاف ہے اور یہی وہ کافر چاہتے بھی ہیں کہ کسی بھی ذریعے سے ہمیں اسلام سے دور کر دیا جائے۔

محترم قارئین! مائیکل باربر اور اس کی ٹیم کے چند ایک گھناؤنے مقاصد کا ذکر آپ پڑھ چکے۔ درحقیقت یہ وہ بغض ہے جو ان کے مومنوں سے ظاہر ہو چکا ہے لیکن ان کے دلوں میں موجود مزید نفرت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ قرآن اس حوالے سے ہماری مکمل رہنمائی کر چکا مگر افسوس کہ خود کو ”اسلام پسند“ کہلوانے والے بھی دشمن کی ان سازشوں سے نظریں پھیر رہے ہیں۔ باوجود اس کے کہ ”اسلام“ نے ہمیں ایک مکمل نصاب ”قرآن وحدیث“ اور علوم وفنون کی صورت میں فراہم کیا ہے ہمارا غیروں کی جانب دیکھنا سمجھ سے بالاتر ہے۔ بہر حال اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں دشمنوں کی سازشوں کو سمجھنے اور اسلام کے مطابق اپنے اعمال ڈھالنے کی توفیق دے۔ حالیہ موضوع پر یہ حدیث بھی ہماری رہنمائی کے لئے کافی ہے مگر کاش کہ کوئی ہدایت حاصل کرنے والا ہو۔

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مشرکوں کی آگ سے روشنی طلب نہ کرو“۔ حسن بصری رضی اللہ عنہ اس کے مفہوم میں بیان کرتے ہیں: اس کا مفہوم ہے کہ ان سے اپنے کاموں میں مشورے بھی طلب نہ کرو۔

خادم اعلیٰ کو اپنا عمل اور یہ حدیث ضرور مد نظر رکھنی چاہیے۔ اللہ عمل کی توفیق دے۔ آمین

بقیہ ● ملالہ، ملکی وغیر ملکی میڈیا

مصری تجزیہ نگار ابراہیم الحمدی نے لکھا ہے کہ اس امر میں کوئی شک نہیں کہ بھری عدالت میں مروہ الشربینی کے بہیمانہ قتل پر اہل مغرب، بالخصوص مغربی میڈیا نے منافقانہ رویہ اپنایا ہے اور مجھے یہ لکھنے میں کوئی پاک نہیں کہ اگر جرمن کی بھری عدالت میں عدالت کے ججوں اور محققین کے سامنے چاقوؤں کے پے در پے وار کر کے قتل ہو جانے والی مروہ الشربینی کی جگہ کوئی سن رسیدہ، غیر مسلم خاتون ہوتی اور مروہ الشربینی مقتولہ کی بجائے خنجر چلانے والی ہوتی تو اہل مغرب اور مغربی میڈیا کا رد عمل انتہائی سخت اور درشت ہوتا۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ اس قتل کی واردات پر پہلے تو جرمن عدالت کے لئے لیے جاتے کہ وہ اور اس کے محافظین کہاں تھے؟ اس کے بعد مسلمانوں کو بیک جنبش قلم قاتل، جاہل، اجڈ، دہشت گرد اور نامعلوم کن کن القابات سے نوازا جاتا؟ اور اس کے بعد فوراً جرمن حکومت اور اہل مغرب تمام مسلمان طالب علموں پر اپنے ممالک کے تعلیمی اداروں میں داخلے پر پابندی عائد کر دیتے۔

ملالہ اور مروہ کے درمیان فرق پیدا کرنے والے منافق مغربی

میڈیا کے خلاف سوشل میڈیا ورکنگ سائنس پر سینکڑوں نہیں ہزاروں افراد نے کھل کر لکھنا شروع کر دیا ہے کہ آیا جولائی 2009ء میں اہل مغرب اور منافق میڈیا کہاں تھا، جب پاکستان کے ہی نہیں بلکہ عالمی میڈیا اور بالخصوص برطانوی میڈیا نے بھی انتہائی بہیمانہ انداز میں مہذب دنیا کے سامنے چاقوؤں کے وار سے قتل کی جانے والی اعلیٰ تعلیم یافتہ اور حاملہ مروہ الشربینی کے بارے میں ایک پروگرام تک نہیں کیا۔ ایک مباحثہ منعقد نہیں کیا، ایک انٹرویو نہیں کیا اور نہ ہی خبریں چلائیں۔ کیونکہ مروہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان خاتون تھی۔ برقعے کو دنیائے نہیں سمجھتی تھی۔ پردے کے احکامات کو من و عن مانتی اور اس پر یقین رکھتی تھی۔

مروہ الشربینی کے والد ایک شریف انفس انسان تھے جو بیٹی کی شہادت کے غم میں تین ماہ کے اندر دارفانی سے کوچ کر گئے جبکہ ملالہ کے والد کی امریکی حکام سے ملاقاتوں کی تصاویر شائع ہو چکی ہیں۔ facebook پر سینکڑوں پاکستانیوں نے تسلیم کیا ہے کہ ملالہ یوسف زئی کے حق میں امریکی اور مغربی میڈیا اس لیے بھی ختم ٹھوک کر کھڑا ہے کہ اس کو گلے والی ایک گولی سے پورے پاکستان کا امن جھسم ہو سکتا ہے۔ سوشل میڈیا پر موجود جو انوں کا موقف ہے کہ ملالہ کا معمولی کیس اس لیے بھی بڑے زور و شور کے ساتھ

میڈیا پر اٹھایا جا رہا ہے کہ اس کے پس پردہ مغرب اور امریکہ کے واضح سیاسی و استریٹجک مفادات ہیں جبکہ مروہ الشربینی کے کیس میں ایسا کچھ نہیں تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ اسلام دشمن قوتیں ہر اس مسئلہ کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں جس سے پاکستان کو قدامت پسند ثابت کیا جاسکے، یہی لوگ شرمین عید چنائے کو آسکرا یوارڈ سے نوازتے ہیں۔ مختار اس مانی کو پوری دنیا کے چکر لگواتے ہیں اور این جی او کو کروڑوں ڈالر سے نوازتے ہیں اور ساتھ ہی امریکہ کی طرف سے خصوصی ایوارڈ دلواتے جاتے ہیں۔ سوات میں کوڑے لگانے والی جعلی ویڈیو کو یہی میڈیا رات دن بار بار چلاتا ہے۔ رمشا سنج اور آسیہ کو بے گناہ ثابت کرنے کے لیے خصوصی ایڈیشن اور ٹاک شوز چلائے جاتے ہیں۔ اسی طرح کے بہت سارے مسائل موجود ہیں، جنہیں ان صفحات کی زینت بنایا جاسکتا ہے جس سے استعمار کے زیر سایہ چلنے والے ملکی اور غیر ملکی میڈیا کی کج فہمیت واضح ہوتی ہے۔ ملالہ کی ڈائری کے بارے میں بھی مختلف آراء سامنے آئی

مسلمانوں کو بیک جنبش قلم قاتل، جاہل، اجڈ، دہشت گرد اور نامعلوم کن کن القابات سے نوازا جاتا؟ اور اس کے بعد فوراً جرمن حکومت اور اہل مغرب تمام مسلمان طالب علموں پر اپنے ممالک کے تعلیمی اداروں میں داخلے پر پابندی عائد کر دیتے۔

ہے۔ سوات میں ملالہ یوسف زئی کے والد کے قریب رہنے والے لوگوں کی اکثریت اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ ہر ڈائری ملالہ کی بجائے اس کے والد نے لکھی جو سوات میں طالبان کا صفایا چاہتے ہیں۔ ہر بات زبان زد عام ہے کہ یہ ڈائری گل کئی کے نام سے اس وقت کے بی بی سی کے بیورو چیف نے لکھی۔ گل کئی اسی بیورو چیف کی قریبی رشتہ دار تھی اور بعد میں اسے ملالہ سے منسوب کر دیا گیا۔ ڈائری ملالہ کے والد نے لکھی یا کسی اور نے؟ اگر ہم ڈائری کا مطالعہ کریں تو بہت سی باتیں اس ڈائری میں ملیں گی جو 9 سالہ طالبہ چاہے وہ کتنی ہی ذہین کیوں نہ ہو نہیں لکھ سکتی۔

قارئین کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ وہ کیا چیز تھی اس ڈائری میں جس نے ملالہ کو بہر و بنادیا۔ وجہ صرف ایک تھی کہ اس میں اسلام پسند طبقے کو خصوصی حرف تنقید بنایا گیا تھا۔ ڈائری کے ایک اقتباس سے ہی اس کا پورا مضمون سمجھ آ جائے گا۔ ڈائری میں درج ہے۔ ”برقعہ والے مجھے پتھر کے دور کے اور داڑھی والے مجھے فرعون نظر آتے ہیں“

موجودہ ملالہ والے مسئلہ کو جس طرح اچھا لایا اور عوام کو جذباتی بنادیا گیا۔ اب حالات سے پردہ اٹھ رہا ہے۔ سوشل میڈیا نے اس پر خصوصی فوکس کیا ہوا ہے۔ پاکستانی میڈیا اور اس میں کام کرنے والے صحافیوں کے بارے میں عوام میں شکوک و شبہات

پائے جاتے ہیں کہ بغیر تحقیق اور اپنی طرف سے پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔

ملالہ پر قاتلانہ حملہ کو ملکی و غیر ملکی میڈیا پر خصوصی کورٹج دینے کے پیچھے بہت سے محرکات ہو سکتے ہیں۔ اس موقع پر اس مسئلہ کو اتنا اچھا لے کا سب سے پہلا محرک یہ تھا کہ حرمت رسول ﷺ والے مسئلہ کو جس پردہ لایا جائے۔ کیونکہ گستاخانہ فلم آنے کے بعد عالم اسلام اور خصوصاً پاکستان میں زور و شور سے اس خلاف احتجاج جاری تھا۔ آئے دن کئی مقامات پر بڑے بڑے احتجاجی جلسے اور بلیاں منعقد کی جارہی تھیں۔ امریکہ اور اس کے حواریوں کو یہ ڈر تھا کہ کہیں اس کا رخ افغان جنگ کی طرف ہو گیا تو سب سے پہلے نیو سپلائی پر پھر پابندی لگا دی جائے گی۔ اس وجہ سے اس بات کا اتنا ڈھنڈورا پیٹا گیا اور اس کو ملکی اور غیر ملکی میڈیا میں اتنی کورٹج ملی جتنی بے نظیر بھٹو کو بھی ملی تھی۔

دوسرا اس مسئلہ کی آڑ میں نیو سپلائی میں واضح طور پر تیزی نظر آئی۔ ساری قوم کی توجہ ملالہ پر مرکوز کر کے فوجی گاڑیوں سمیت نیو سپلائی کی رفتار تیز کر دی گئی۔ اس واقعے سے قبل گستاخانہ فلم کے خلاف شدید عوامی احتجاج کے پیش نظر نیو سپلائی محدود اور انتہائی مختار انداز میں جاری تھی اور یومیہ 40 تا 50 ٹرانز کنٹینرز لے کر افغانستان کے لیے نکل رہے تھے۔ جبکہ کراچی بندرگاہ پر کھڑی فوجی گاڑیوں کی ترسیل بھی وقفے وقفے سے اور انتہائی مختار انداز میں جاری تھی۔ ملالہ پر قاتلانہ حملے کے بعد ملکی ماحول میں اس یکسر تبدیلی کے بعد اتحادی حکام اور نیو سپلائی کی ترسیل کرنے والے کنٹینرز نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے نیو سپلائی بڑھا دی ہے اور فوجی گاڑیاں بھی ٹرانز میں لاد کر دھڑلے سے بھیجی جا رہی ہیں۔ نیٹو کے نام اور افغان ٹرانزٹ کی آڑ میں بھجوائے جانے والے کنٹینرز اور ٹرانز کی یومیہ اوسطاً تعداد 60 تا 70 تک پہنچ گئی ہے۔ تیل کے 6 ٹینکرز بھی چند روز قبل لوڈ کیے گئے لیکن سکیورٹی خدشات کے پیش نظر ابھی روانہ نہیں کیے جاسکے ہیں۔ نیو افواج کو سامان اور بندرگاہ پر کھڑی 4 ہزار کے قریب فوجی گاڑیوں کی ترسیل بھی معمول پر آ گئی ہے۔

اس کا تیسرا محرک وزیرستان آپریشن کی راہ ہموار کرنا ہے۔ اس واقعہ کے فوراً بعد پورے زور و شور سے وزیرستان آپریشن کی بازگشت ایک بار پھر سنانی دی اور عین ممکن ہے کہ جس طرح سوات میں کوڑے مارنے والی جعلی فلم کے بعد سوات آپریشن کی راہ ہموار کی گئی تھی اسی طرح ملالہ پر حملہ وزیرستان آپریشن کو روانہ بھی ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ملالہ پر قاتلانہ حملے کے بعد گرامینین نے بھی فوراً پاکستان کے اعلیٰ حکام سے ملاقات کی جس کا موضوع وزیرستان آپریشن تھا۔

ثاقب مجید

اسلام اور اس کے علمبرداروں کے خلاف مورچہ زن ہو جاتے ہیں۔ ان کو نہ تو کراچی میں ہونے والے خونی واقعات نظر آتے ہیں، نہ بلوچستان میں ہونے والا ظلم دکھائی دیتا ہے اور نہ ہی انہیں وزیرستان میں امریکی ڈرون حملوں میں شہید ہونے والی سینکڑوں ملازمین نظر آتی ہیں۔ یہاں تک کہ انہیں ملالہ کے ساتھ شدید زخمی ہونے

والی شازیہ اور کائنات بھی دکھائی نہیں دیتی۔ ان کے ساتھ ایسا سلوک کیوں؟

کیا وہ پاکستان کے معصوم شہری نہیں؟

ان کا کسی این جی او سے کوئی تعلق نہیں یا

پھر یہ کہ انہوں نے او باما کو اپنا آئیڈیل

نہیں کہا؟ یا انہوں نے پاکستان

کو انتہا پسند ریاست ثابت کرنے کے

جولائی 2009ء میں جرمنی میں جواں سال ذہین انجینئر اور شہید حجاب کا لقب پانے والی

مروہ الشربینی کو بھری عدالت میں قتل کر دیا گیا لیکن مغربی میڈیا خاموش رہا۔ آج وہی

مغربی میڈیا ملالہ یوسف زئی پر ہونے والے حملے کے حوالے سے تجزیے، تبصرے اور اپنی آرا

پیش کرنے میں سب سے آگے ہے اور اس مسئلہ کو مغرب کے حق میں استعمال کر رہا ہے۔

دھجیاں اڑادی گئیں۔ جو کام امریکہ گزشتہ آٹھ برسوں میں نہ

کر سکا وہ کام پاکستانی میڈیا نے پانچ دنوں میں کر دکھایا یعنی

پاکستانی معاشرے کو انتہا پسند ثابت کر دیا گیا۔

اس معاملے کو کیش کرانے کے لیے سول سوسائٹی، میڈیا،

حکومت اور اس کی لبرل اتحادی جماعتیں میدان میں آ گئیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے سیکولر نظریات اور بیرونی آقاؤں کی

خوشنودی کے لیے معاشرے کے تمام بنیادی اطوار کو الٹ دینے

کے لیے کوشاں ہیں۔ انہیں تھوڑا سا بھی موقع میسر آ جائے وہ

ہر وہ معاملہ جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ پاکستان دہشت گردوں کے قبضے میں ہے یا اسلام پسند طبقہ پاکستان پر اپنا تسلط جمالے گا، اس کو استعماری قوتوں کے زیر سایہ چلنے والا عالمی اور پاکستانی میڈیا بغیر تحقیق..... بلاوجہ بھرپور کورتز گدیتا ہے جس سے پوری دنیا یہ سمجھ بیٹھتی ہے کہ پاکستان میں عورتوں کو تعلیم

دینے پر پابندی ہے۔ اسلام پسند

طبقوں نے پاکستان کے ہر گلی

، چوراہے پر قبضہ کر لیا اور ایٹمی

اثاثے غیر محفوظ ہو چکے ہیں۔

یہی کام ملالہ یوسف زئی

پر ہونے والے قاتلانہ حملے کے

بعد میڈیا نے کیا جب 9 اکتوبر

کو پاکستان کے شہلی ضلع سوات

میں نویں جماعت کی طالبہ ملالہ یوسف زئی نامعلوم افراد کی

فائرنگ سے شدید زخمی ہو گئی۔ اس واقعہ پر جتنی مذمت کی جائے

کم ہے۔ ملالہ پر قاتلانہ حملے کسی صورت بھی حمایت نہیں کی

جاسکتی۔ کیونکہ ملالہ پاکستان کی بیٹی ہے اور اس کی

صحت یابی کی خواہش ہر محبت وطن کی

ہے لیکن بات یہاں

استعماری

لیے کوئی ڈائری نہیں لکھی۔

ملالہ کے معاملے کو بالآخر مغرب نے ہائی جیک کر لیا اور

یوں اب یہ معاملہ پاکستان کے ”روشن خیالوں“ کے ہاتھ سے

ہوتا ہوا امریکہ و یورپ میں انسانی حقوق کے نام نہاد علمبرداروں

کے پاس پہنچ چکا ہے۔ جہاں 14 سالہ بچی کی مظلومیت

کو پاکستان کے خلاف استعمال کرنے کا پورا اہتمام

کر لیا گیا ہے۔

سوچنے کی بات یہ بھی ہے کہ ہش سے لے کر او باما تک



حُرمتِ رسول ﷺ

ملالہ کیس

ملکی اور غیر ملکی میڈیا

کسی بھی امریکی صدر کو اس بچی کا کیا غم ہو سکتا ہے؟ ہیلری کلنٹن کا ملالہ کے ساتھ کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو بھی پوری دنیا میں صرف ایک معصوم لڑکی کیسے مظلوم نظر آنے لگی؟ یہ سب لیڈر مسلمہ طور پر استعمار کے بندے اور انسانی خون کے پیاسے ہیں۔ یہی رہنما ہیں جن کے حکم سے روزانہ ایسی ان گنت ملائیں موت کی نیند سلا دی جاتی ہیں۔ صرف ایک اوبامہ کی صدارتی اور ایک ہیلری کی سفارتی چھتری میں ہلاک کی گئی معصوم بچیوں کی تصویریں جمع کی جائیں تو ڈھیر لگ جائے۔

برطانوی جریدے ”گارڈین“ میں کیلا ششی نے ملالہ کو مستقبل میں اپنی رہنما قرار دیا۔ امریکہ کے سابق قصاب صفت صدر کی اہلیہ لارابش واشنگٹن پوسٹ میں ”ملالہ ایک جرأت مند لڑکی“ کے عنوان سے مضمون میں لکھتی ہے ”ملالہ کی زندگی پاکستان اور خطے کے لیے روشن مستقبل کی نوید ہے۔ ایسے واقعات کے رونما ہونے سے قبل

ہمیں ان پر سوچ بچار کرنا ہوگی اور ان کی روک تھام کے لیے مؤثر اقدامات کرنے ہوں گے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ملالہ اور اس جیسی بہت سی لڑکیوں کو دنیا میں بہتر بنانے کے لیے موقع فراہم کیے جائیں اور ہمیں اس کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔

برطانیہ میں موجود ذرائع نے بتایا کہ یہاں ملالہ پر حملے کو نیارخ سے کرد دنیا کو یہ پیغام دینے کی کوشش کی جارہی ہے کہ پورے پاکستان میں بچیوں یا لڑکیوں پر سکول کے دروازے بند ہیں۔ لہذا اب یہ ذمہ داری عالمی برادری پر آن پڑی ہے کہ وہ پاکستانی بچیوں کی تعلیم کو یقینی بنائیں۔ اس حوالے سے سابق برطانوی وزیراعظم گورڈن براؤن نے ملالہ کی ”جنگ“ لڑنے کا اعلان کرتے ہوئے ”میں ملالہ ہوں“ (I am Malala) کے سلوگوں سے باقاعدہ مہم کا آغاز بھی کر دیا ہے۔ انٹرنیٹ پر ایک ویب سائٹ بھی بنائی ہے جس پر کہا گیا ہے کہ دنیا بھر کے لوگ اس ایٹو پر اظہارِ یکجہتی کے لیے اپنی امیلا بھیجیں۔

برطانیہ میں موجود ذرائع کا کہنا ہے کہ سابق برطانوی وزیراعظم اقوام متحدہ کے سفیر کے طور پر اپنی صلاحیتوں کو منوانے کے لیے ملالہ ایٹو بھر پور طریقے سے استعمال کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں اور اس حوالے سے نومبر میں پاکستان آنے کا پروگرام رکھتے ہیں۔ تاکہ وہ اپنی ”مہم“ کے سلسلے میں پاکستان کی اعلیٰ

حکومتی شخصیات کی حمایت بھی حاصل کر سکیں۔

واضح رہے کہ گورڈن براؤن کو اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بان کی مون نے 12 جولائی 2012ء کو اقوام متحدہ کا خصوصی نمائندہ برائے عالمی تعلیم مقرر کیا تھا۔ ملالہ کے حملے کے بعد سے گورڈن براؤن اس مسئلہ پر اب تک نصف درجن کے قریب مضمون لکھ چکے ہیں جو متذکرہ ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ ان مضامین میں انہوں نے سارا زور اس بات پر لگا دیا ہے کہ پاکستان کے نظام تعلیم میں بنیادی تبدیلیاں کرانے کے علاوہ لڑکیوں کی تعلیم پر پابندی بھی ختم کروا کر دم لیں گے۔ لیکن نہ تو پاکستانی حکومت کے کسی ذمہ دار نے موصوف کی تصحیح فرمانے کی زحمت کی اور نہ خود گورڈن براؤن نے اس حقیقت کو بیان کرنے کی کوشش کی کہ پورے پاکستان میں لڑکیوں یا بچیوں کی تعلیم پر کوئی پابندی نہیں۔

سوات یا چند قبائلی علاقوں میں کچھ وقت کے لیے بعض

یہی تو وہ رہنما ہیں جن کے حکم سے روزانہ ایسی ان گنت ملائیں موت کی نیند سلا دی جاتی ہیں۔ صرف ایک اوبامہ کی صدارتی اور ایک ہیلری کی سفارتی چھتری میں ہلاک کی گئی معصوم بچیوں کی تصویریں جمع کی جائیں تو ڈھیر لگ جائیں۔

سکولوں کو دھماکوں سے ضرور اڑا گیا تھا لیکن 98 فیصد پاکستان میں ایسا کوئی مسئلہ نہیں۔ بلکہ اس وقت لڑکیاں تعلیم کے میدان میں لڑکوں سے بھی آگے جا رہی ہیں۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ پچھلے کئی برسوں سے پاکستان کے مختلف شہروں میں اولین پوزیشنیں لینے میں طالبات ہیں۔

گورڈن براؤن اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں: ”آئیے! اس موقع پر عالمی رائے عامہ کے ساتھ کھڑے ہو کر اس مقصد کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کریں جس کی خاطر ملالہ کمر بستہ ہے۔“ ساری دنیا میں نوجوانوں نے اپنی ٹی شرٹس، پلے کارڈ اور ویب سائٹ پر یہ الفاظ درج کر رکھے ہیں کہ ”میں ملالہ ہوں“ یہ لوگ طالبان کے عزائم کو چیلنج کرنے اور ملالہ جیسی ہر بچی کے تعلیمی حقوق کو محفوظ بنانے کے لیے پرعزم نظر آتے ہیں۔ ملالہ کے حق میں عالمی سطح پر قائم اس مقدمے کو جو کہ ویڈیو کی صورت میں ویب سائٹ www.educatione.nvov.com پر ڈاؤن لوڈ کیا جا چکا ہے صدر زرداری اور اقوام متحدہ کے سیکرٹری بان کی مون کو پیش کیا جاتا ہے۔ اس ویڈیو میں پوری دنیا سے ہزاروں نوجوانوں اور علماء نے ملالہ کے حق میں اپنے نام درج کروائے ہیں۔“

گورڈن براؤن کی مہم نہ صرف پاکستان میں لڑکیوں کی تعلیم پر نام نہاد پابندی کے پروپیگنڈے کے حوالے سے ہے بلکہ مغرب کی جانب سے جاری ان دیرینہ کوششوں کا حصہ بھی ہے۔ جس کے تحت پاکستان کے تعلیمی نظام کو ”روشن خیال“ بنانا ہے۔

اگر ہم عالمی اور ملکی میڈیا کا بغور جائزہ لیں تو ایک بات بالکل واضح نظر آتی ہے کہ ہر وہ مسئلہ جس سے پاکستان میں اسلام پسند طبقہ بدنام ہو سکتا ہو اس کو خصوصی کورج دی جاتی ہے۔ خصوصی ایڈیشن چھاپے جاتے ہیں۔ تجزیہ نگار اینکر پرسن سوشل ماہرین اور اعلیٰ حکومتی عہدیدان اپنے اپنے مضامین، پروگرام اور بیانات جاری کرتے ہیں۔ اس کی سیکڑوں واضح مثالیں ہمیں ماضی قریب میں مل جاتی ہیں۔ ان میں ایک واضح مثال ملالہ اور مروہ کا مسئلہ ہے اگر ان دونوں کا تقابل کریں تو میڈیا کی منافقت کھل کر نظر آتی ہے۔

جولائی 2009ء میں جرمنی میں جواں سال ذہین انجینئر اور شہید حجاب کا لقب پانے والی مروہ الشربینی کو بھری عدالت میں قتل کر دیا گیا لیکن مغربی میڈیا خاموش رہا۔ آج وہی مغربی میڈیا ملالہ یوسف زئی پر ہونے والے حملے کے حوالے سے تجزیے، تبصرے اور اپنی آراء پیش کرنے میں سب سے آگے ہے اور اس مسئلہ کو مغرب کے حق میں استعمال کر رہا ہے۔

اعلیٰ تعلیم یافتہ مصری طالبہ کے ماورائے عدالت قتل پر مغربی میڈیا، تجزیہ نگاروں، سوشل ماہرین اور اعلیٰ حکومتی عہدیدان نے اپنے مضامین اور بیانات میں مصری حکام، عوام اور مقتولہ مروہ الشربینی کے اہل خانہ و شوہر کو صبر، رواداری اور برداشت کا سبق دیا تھا لیکن آج ملالہ یوسف زئی پر حملہ کیا ہوا آسمان سر پر اٹھا لیا گیا۔ تعلیم، برداشت اور رواداری کا سبق دینے والے مغربی ماہرین، میڈیا پنڈتوں، روشن خیال سیاستدانوں اور حکومتی عہدیدان کا بیک آواز ہو کر شمالی وزیرستان آپریشن پر زور دینا انتہائی معنی خیز دکھائی دیتا ہے۔

ایک ماہ سے بھی قلیل عرصے میں مغربی طرز فکر کو پاکستان میں لاگو کرنے کے لیے کارگزار مغربی میڈیا نے ملالہ کے حق میں درجنوں آرٹیکلز شائع کیے لیکن ان درجنوں آرٹیکلز کے مقابلے میں محض ایک آرٹیکل بھی جولائی 2009ء سے تاحال مروہ الشربینی کے حوالے سے سامنے نہیں آیا۔

سورة محمد ﷺ

تفسیر القرآن

پروفیسر حافظ محمد سعید رحمہ اللہ

کے مطابق نہیں چلتے۔ لوگ کیا کہتے ہیں، اس کے مطابق نہیں عمل کرتے بلکہ جو اللہ اور اس کا رسول ﷺ کہتے ہیں اس پر چلتے ہیں۔

مومنوں کا یقیناً رویہ یہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن نے بیان کیا کہ
أَمِنُوا اتَّبِعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّهِمْ

یعنی ایمان والے اس دین پر، اس شریعت پر عمل کرتے ہیں جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی۔ آج عیسائی کہہ سکتا ہے کہ ہمارے پاس بھی اللہ کی کتاب ہے۔ یہودی کہہ سکتا ہے کہ ہمارے پاس بھی اللہ کی شریعت ہے۔ ہم بھی اللہ کے نبی ﷺ کو ماننے والے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول تھے۔ یہ ساری باتیں ہو سکتی ہیں۔

مگر میرے بھائیو! آج کون سی شریعت ہے جو اللہ کی طرف سے حق قرار دے دی گئی ہے اور حق جس میں محفوظ کر دیا گیا ہے؟ یقیناً وہی حق ہے۔ جیسے اللہ نے حق کہا اور وہ صرف اور صرف شریعت محمدی ﷺ ہے۔ محمد ﷺ کے آنے کے بعد نہ یہودی شریعت، نہ موسوی شریعت، نہ تورات، نہ انجیل۔ صرف ان پر ایمان لانا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے ایسی کتابیں ہیں جو نازل ہوئیں تھیں اور وہ نبوتیں اللہ کی طرف سے تھیں لیکن آج عمل کس حق پر ہوگا.....؟؟

آپ یہ آیت پہلے بھی پڑھ چکے کہ:

وَأَمِنُوا بِمَا نَزَّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ

محمد ﷺ کی شریعت پر ان کا ایمان ہوتا ہے۔ ان کا عمل ہوتا ہے اور اسی کو وہ اپنے رب کی طرف سے حق سمجھتے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی اور کو حق نہیں سمجھتے۔ بعض لبرل قسم کے مسلمان کہتے ہیں کہ جی اسب ٹھیک ہے..... عیسائی بھی ٹھیک ہے..... یہودی بھی ٹھیک ہے..... یہ بھی ٹھیک ہے..... وہ بھی ٹھیک ہے..... سارے ہی ٹھیک ہیں اور پھر پاکستان کے یہ سارے لبرل فرقتے بھی ٹھیک ہیں۔ یہ ساری پارٹیاں بھی ٹھیک ہیں۔ جو کچھ ہو رہا ہے وہ سارا ہی ٹھیک ہے، غلط ہے ہی نہیں۔ تو جو یہ کہتا ہے کہ سب کچھ ٹھیک ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا اللہ کے نبی ﷺ کی شریعت پر یقین نہیں ہے۔

اگر سب کچھ ٹھیک ہوتا تو اللہ کو یہ شریعت نازل کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ ”حق وہ ہے جو محمد ﷺ پر نازل ہو گیا“ یہ کیا کہتا ہے؟ وہ کیا کہتا ہے؟ یہ فرق کیا کہتا ہے؟ وہ پارٹی کیا کہتی ہے؟ اس کا عمل کیا ہے؟ اس کا عمل کیا ہے؟ کچھ نہیں جو محمد ﷺ کہتے ہیں وہی حق ہے اور اس کے علاوہ کچھ حق نہیں۔

مومنوں کا رویہ، ایمان اور عمل صالح کا رویہ، محمد ﷺ کی شریعت کو ماننا، اس پر عمل کرنا، یہ ان کا طریقہ عمل ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے جواب میں کیا کہتا ہے؟

كَفَرُوا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ذَٰلِكَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّهِمْ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ ۖ فَإِذَا لَقِيتُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبُ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثَبَّتْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدَ ۖ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ ذَٰلِكَ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانتَصَرْنَا مِنْهُمْ وَلَكِنْ لِيُنْظِرَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۚ وَالَّذِينَ قِيلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ ۖ (محمد: 4 تا 24)

”اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر نازل کیا گیا اور وہی ان کے رب کی طرف سے حق ہے، اس نے ان سے ان کی برائیاں دور کر دیں اور ان کا حال درست کر دیا۔

یہ اس لیے کہ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا انھوں نے باطل کی پیروی کی اور بے شک جو لوگ ایمان لائے وہ اپنے رب کی طرف سے حق کے پیچھے چلے۔ اسی طرح اللہ لوگوں کے لیے ان کے حالات بیان کرتا ہے۔

تو جب تم ان لوگوں سے ملو جنھوں نے کفر کیا تو گردنیں مارنا ہے، یہاں تک کہ جب انھیں خوب قتل کر چکے تو (ان کو) مضبوط باندھ لو، پھر بعد میں یا تو احسان کرنا ہے اور یا فدیہ لے لینا، یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے، (بات) یہی ہے۔ اور اگر اللہ چاہے تو ضرور ان سے انتقام لے لے اور لیکن تاکہ تم میں سے بعض کو بعض کے ساتھ آزمائے۔ اور جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل کر دیے گئے تو وہ ہرگز ان کے اعمال ضائع نہیں کرے گا۔“

الفاظ	معانی	مادۃ	صیغہ
اتَّبَعُوا	انہوں نے پیروی کی	ت، ب، ع	فعل ماضی
لَقِيتُمْ	تم سب ملے	ل، ق، ی	فعل ماضی
فَشُدُّوْا	تم سب تنگی کرو	ش، و، د	فعل دہر
تَضَعُ	رکھ دے	و، ض، ع	فعل مضارع
لَا تَنْصَرُ	البتہ ضرور بدلے لے لیں	ن، ص، ر	فعل ماضی
فَلَنْ يُضِلَّ	پس ہرگز نہ ضائع کرے گا	ض، ل، ل	فعل مضارع

عزیز بھائیو! یاد رکھیں کہ ایمان پہلے ہے اور اس کے بعد نیک عمل ہے۔ فرمایا: مومنوں کا رویہ یہ ہے کہ وہ ایمان لاتے ہیں، پھر نیک عمل کرتے ہیں، اس کے مطابق عمل کرتے جاتے ہیں۔ جو اللہ کہتا ہے، نبی ﷺ سمجھاتے ہیں۔ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے۔ برادری، خاندان کیا کر رہا ہے؟ اس

”اللہ تعالیٰ نے دور کردی ان سے برائیاں“ اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہ معاف کر دیے۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ مومن سے گناہ نہیں ہوتا۔ مومن سے غلطی نہیں ہوتی۔ مومن بھی غلطی کرتا ہے۔ مسلمان سے بھی گناہ ہو جاتا ہے لیکن اگر اس کا ایمان صحیح ہے اور اس کا مجموعی طور پر رویہ عمل صالح کا ہے۔ محمد ﷺ کی شریعت کو قبول کر کے وہ اس پر عمل کرتا ہے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ بجا ہے کہ غلطیاں ہو جاتی ہیں، جذبات میں آکر گناہ ہو گیا، کسی سے کوئی زیادتی ہو گئی، کوئی معاملہ ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس کا ایمان و عمل صالح درست ہو گیا۔ صرف میں اس کے گناہ معاف نہیں کروں گا، بلکہ گناہ کی وجہ سے اس کی شخصیت پر جو داغ پڑ جاتے ہیں، وہ بھی مٹا دوں گا۔ یقیناً گناہ کے اثرات برے ہوتے ہیں، جس طرح نیک عمل کے اچھے اثرات ہوتے ہیں۔ نماز پڑھو اس کا بڑا اچھا

مسلمانوں کے حالات کب ٹھیک ہوں گے؟ پاکستان کے حالات کیسے ٹھیک ہوں گے؟ ہمارے حالات، ہمارے کاروباری حالات، ہمارے ملکی حالات یہ کیسے ٹھیک ہوں گے؟ اس کا بہت شاندار نسخہ اس آیت مبارکہ میں موجود ہے۔ کیا یہ سب کچھ کرنے سے ٹھیک ہوگا؟ پروپیگنڈے کرنے سے حالات ٹھیک ہو جاتے ہیں؟ شکوے کرنے سے ٹھیک ہو جائے گا نہیں! آؤ تمہیں بتائیں کہ حالات کس طرح ٹھیک نہیں ہوتے؟ کس طرح ٹھیک ہوں گے فرمایا:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ۔

اپنے ایمان درست کرلو! اپنے عمل صالح بنا لو! اللہ تعالیٰ تمہارے حالات درست کر دے گا۔ جتنا ایمان اور صالح عمل قوموں میں اجتماعی اعتبار سے، اوپر سے لے کر نیچے تک، جتنا درست ہوتا

آج کون سی شریعت ہے جو اللہ کی طرف سے حق قرار دے دی گئی ہے اور حق جس میں محفوظ

کر دیا گیا ہے؟ یقیناً وہی حق ہے۔ جیسے اللہ نے حق کہا اور وہ صرف اور صرف شریعت محمدی ﷺ ہے

محمد ﷺ کے آنے کے بعد نہ عیسوی شریعت، نہ موسوی شریعت، نہ تورات، نہ انجیل۔

جائے گا ہم اصلاح کرتے جاؤ گے۔ کیونکہ تمہارا کام ایمان کی اصلاح ہے۔ تمہارا کام مل کی اصلاح ہے جبکہ حالات کی اصلاح اللہ کرتا ہے۔

پھر فرمایا:

ذَلِكَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّهِمْ كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ (محمد: 3)

”یہ اس لیے کہ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا انھوں نے باطل کی پیروی کی اور بے شک جو لوگ ایمان لائے وہ اپنے رب کی طرف سے حق کے پیچھے چلے۔ اسی طرح اللہ لوگوں کے لیے ان کے حالات بیان کرتا ہے۔“

ذَلِكَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ۔ یہ اس وجہ سے کہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا۔ اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ اتباع کی، پیروی کی، باطل کی، وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اور وہ لوگ جو ایمان لائے۔ انہوں نے اتباع کی، پیروی کی، اپنے رب کی طرف سے كَذَلِكَ اسی طرح يَضْرِبُ اللَّهُ بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ لِلنَّاسِ لوگوں کے لیے أَمْثَالَهُمْ ان کی مثالیں۔

یہ بچھلی دوا بیویوں میں کہا تھا کہ کافر اللہ کے دین کے رستے میں روڑے نکاتے ہیں، اللہ کے دین کے راستے روکتے ہیں، جہاد کو روکتے ہیں۔ اللہ ان کی مختصیض ضائع کرتا ہے اور ایمان والے اپنے ایمان اور عمل کو درست کرتے ہیں۔ اللہ ان کے حالات کی اصلاح کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ کافروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا رویہ اور ہے، مسلمانوں کے ساتھ اللہ کا رویہ اور ہے۔ دونوں کے ساتھ الگ الگ ہے۔ کافر کو اللہ اپنا دشمن مانتا ہے اور مومن کو اللہ اپنا دوست کہتا ہے۔ تو انہوں کے ساتھ رویہ اور ہے، غیروں کے ساتھ رویہ اور ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ہی سب کو پیدا کیا ہے۔ کافر کو پیدا کرنے والا اللہ، اس کو رزق دینے والا اللہ، زندگی موت کا مالک اللہ ہے لیکن دونوں کے ساتھ اللہ کے رویے الگ الگ ہیں۔ ایمان والوں کے ساتھ الگ، کافروں کے ساتھ الگ ہے۔

اثر ہے۔ روزہ رکھو، اس کا بہت اچھا اثر ہے، حج کرو اس کا بہت اچھا اثر ہے۔ جہاد کرو، اس کا بہت اچھا اثر ہے۔ انسان کے چہرے پر اس کی شخصیت پر اس کے کردار پر نیک عمل کا اثر ہوتا ہے۔ ایسے ہی گناہوں کا اثر بھی انسان کی شخصیت پر اس کے کردار پر بہت برا ہوتا ہے۔ شرابی آدمی، زنا کار، قاتل اس کی شخصیت پر گناہوں اور اللہ کی نافرمانیوں کا بڑا اثر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب اللہ اپنے بندوں کے گناہ معاف کرتا ہے تو گناہوں کے برے اثرات خود بخود ختم کر دیتا ہے۔ یہ نہیں کہ اللہ نے وہاں اس کا کھانا صاف نہیں کیا بلکہ اس کی شخصیت، اس کے کردار پر جو اثرات گناہ کی وجہ سے آچکے تھے، اللہ ان کو پاک صاف کر کے اس کے کردار کو بڑا شاندار بنا دیتا ہے۔ اس کی شخصیت کو بہت خوبصورت بنا دیتا ہے۔ لوگوں کے لیے وہ بڑی محبوب شخصیت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ گناہوں کے اثرات کو اللہ تعالیٰ وسموڈالتا ہے۔

وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ

اور پھر دوسرا کام اللہ کیا کرتا ہے۔ اس کے حال کی اصلاح کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے حال کو درست کر دیتا ہے۔ اللہ اس کے معاملات کی اصلاح کر دیتا ہے۔ اس کی پریشانیاں اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے۔ ”وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ“

ہم اکثر شکوہ کرتے ہیں کہ حالات اچھے نہیں ہیں۔ کاروباری حالات اچھے نہیں ہیں۔ میرے حالات بڑے خراب ہیں۔ مسلمانوں کے حالات بڑے خراب ہیں۔ ہمیں ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”زمانے کو برا نہیں کہنا چاہیے“ یہ سب کچھ تو میرے ہاتھ میں ہے۔ جب تم حالات کے شکوے کرتے ہو، زمانے کو برا بھلا کہتے ہو تو وہ میں اپنے خلاف بات سمجھتا ہوں۔ یہ تو خرابیاں تمہاری ہیں، گناہ تمہارے ہیں، غلطیاں تمہاری ہیں۔ ان کی تم اصلاح کرو۔ حالات کی اللہ اصلاح فرما دے گا۔ ”وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ“ کا یہ مطلب ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کے حال کی اصلاح فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ حالات کی اصلاح کب کرتا ہے،

اب تیسری آیت میں بھی فرمایا کہ میرے رویے دونوں کے ساتھ الگ الگ ہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟ کیوں اللہ کا رویہ کافروں کے ساتھ اور مسلمانوں کے ساتھ اور۔ اب اس کی وجہ بیان ہو رہی ہے۔ فرمایا:

ذَلِكَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ

کافر باطل کے پیچھے، شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔ جبکہ ایمان والوں کے متعلق فرمایا:

وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّهِمْ

ایمان والے تو اس حق کے پیچھے چلتے ہیں جو حق ان کے رب کی طرف سے آیا ہے۔ وہ اس کے اوپر کاربند ہیں اور کافر باطل کے اوپر چل رہے ہیں۔ جب ان کے رویے الگ الگ ہیں تو اللہ ان دونوں کو اکٹھا کیسے کر دے.....؟ اللہ ان کو برابر کیسے کر دے.....؟ عدل کا تقاضا یہ ہے کہ کافر کے ساتھ رویہ اور ہو، ایمان والے کے ساتھ رویہ اور ہو۔

كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ ۝

اسی طرح اللہ تعالیٰ مثالیں بیان کر کے سمجھاتا ہے۔ حقائق کو واضح کرتا ہے۔ کوئی بات چھوڑتا نہیں ہے۔ ہر بات کی گہرائی میں جا کے اللہ تعالیٰ بیان کر رہا ہے۔ ہر چیز انسانی عقل کو جھنجھوٹی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ زبردستی کسی چیز کو ناپا جائے۔ بلکہ انسان اگر غور کرے تو اللہ کی بات میں بڑی حکمت ہے۔ یہ پہلی تین آیتیں تھیں، ان آیات میں تمہیداً کچھ بنیادی اصول اور انسانوں کے رویے، پھر جواب میں اللہ تعالیٰ کے انسانوں کے ساتھ رویے بیان ہوئے ہیں۔

اب اس کے بعد سورت کے اصل موضوع قتال فی سبیل اللہ کی بات شروع ہو رہی ہے۔

فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَنتَحَمَوْهُمْ فَشَدُّوا الرِّقَابَ
فَمَا مَتَّأٍ بَعْدَ وَرَاءَ فِدَاءٍ حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ذَلِكَ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانتَصَرْنَا مِنْهُمْ
وَلَكِنْ لِيَنْلِزَ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ ۝

”تو جب تم ان لوگوں سے ملو جنہوں نے کفر کیا تو گردنیں مارنا ہے، یہاں تک کہ جب انھیں خوب قتل کر چکے تو (ان کو) مضبوط باندھ لو، پھر بعد میں یا تو احسان کرنا ہے اور یا فدیہ لینا، یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے، (بات) یہی ہے۔ اور اگر اللہ چاہے تو ضرور ان سے انتقام لے لے اور تاکم میں سے بعض کو بعض کے ساتھ آزمائے۔ اور جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل کر دیے گئے تو وہ اللہ ہرگز ان کے اعمال ضائع نہیں کرے گا۔“

کہا جا رہا ہے کہ جب تمہاری ملاقات ان لوگوں کے ساتھ ہو، جنہوں نے کفر کیا۔ یعنی جب کافروں سے میدانوں میں تو ان کی گردنیں اڑانی ہیں، خوب گردنیں ماری ہیں، یہاں تک کہ جب تم کافروں کا چوہا را پھو را کر دو۔ پھر ان کی ٹھکیں باندھنی ہیں اور قیدی بنانا ہے۔ اس کے بعد احسان کرنا ہے یا فدیہ لینا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ نے جنگ کا قانون بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بیان کر رہے ہیں۔

فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ

جب تمہارا مقابلہ کافروں کے ساتھ ہو جائے تو پھر کیا کرنا ہے؟ دعوت پیش کرنی ہے، تبلیغ کرنی ہے۔ کس طرح سے کرنی ہے؟ دلیل کے ساتھ، اخلاق کے ساتھ، نرم رویے کے ساتھ ان کو سمجھانا ہے۔ بار بار سمجھانا ہے۔ ان کے اشکالات، ان کے شکوک و شبہات دور کرنے ہیں۔ سوالوں کے جواب دینے ہیں۔ عقائد کو بیان کرنا ہے۔ دلائل بیان کر کے لوگوں کو قائل کرنا ہے۔ دین کی دعوت دینی ہے، جب

دین کی تبلیغ کرنی ہے تو پھر وہاں دلیل ہوتی ہے، دعوت ہوتی ہے، کس کے ساتھ؟ دلیل کے ساتھ، اخلاق کے ساتھ، نرم رویے کے ساتھ، قائل کرنے کے طریقوں کے ساتھ۔ پھر اس کے بعد جب جہاد چلتا ہے، میدانوں میں مقابلے چلتے ہیں تو پھر کیا کرنا ہے؟ پھر کوئی نرمی نہیں کرنی، پھر رویہ اور ہونا چاہیے۔ فرمایا: فَضَرْبَ الرِّقَابِ

کہ گردنوں کو مارو، گردنیں اڑاؤ، اڑاتے ہی چلے جاؤ۔ دوسرے مقام پر فرمایا:

گردنوں کو اڑاؤ اور جوڑ جوڑ پر مارو۔ جب جنگ شروع ہوگی، مقابلہ شروع ہو گیا، پھر لڑو اور شاندار طریقے سے لڑو۔ ان کی گردنیں اڑاؤ۔

حَتَّىٰ إِذَا أَنتَحَمَوْهُمْ اس کا معنی کیا ہے.....؟ یہاں تک کہ ان کا خوب خون بہا دو۔ چورا چورا کر دو۔ یہ ہے نئی۔

آپ نے گئے کے رس والا دیکھا ہوگا کیونکہ بہت سارے لوگ ماشاء اللہ دیہات سے آئے ہیں۔ گئے کا رس پیچنے والے، پیلے میں گندا دے دیتے ہیں، رس نکل جاتا ہے۔ وہ پھر اس کو شیشین سے دوبارہ گزارتے ہیں تو پھر اور رس نکلتا ہے۔ پھر تیسری مرتبہ اور تہیں دے کر گزارتے ہیں تو اور رس نکلتا ہے۔ اس کے بعد وہ چورا چورا جاتا ہے۔ اس کو عربی میں کہتے ہیں ”شحن“۔ اس کیفیت کو کہہ اسی طرح خون نکلتا اور اس طرح مارنا، چورا چورا کرنا۔ کافروں کی یہی حالت ہونی چاہیے۔

حکم دیا جا رہا ہے کہ جب تم مقابلے میں آ جاؤ، جہاد شروع ہو جائے تو پھر نرمی نہیں کرنی بلکہ ان کا خون بہاؤ..... پھر گردنوں پر مارنے کا حکم کیوں ہے؟ اس لیے کہ گردن پر مارنے سے خون بہت نکلتا ہے۔ اور کسی بھی جگہ سے اتنا خون نہیں نکلتا جتنا گردن پر مارنے سے نکلتا ہے۔ یعنی اس طریقے سے ان کافروں کو بالکل چورا چورا کر دینا ہے۔ ان کی ساری قوت کا ستیاناس کر دینا ہے۔

حَتَّىٰ إِذَا أَنتَحَمَوْهُمْ فَشَدُّوا الرِّقَابَ

پھر ان کی ٹھکیں کس لو، ان کو گرفتار کر لو، قیدی بنا لو۔ پھر اس کے بعد ان قیدیوں کو احسان کر کے چھوڑ دو۔ تاکہ دوسرے لوگوں کے سامنے بیان ہو کہ ان کے ساتھ ہوا کیا ہے؟ اس سے دعوت پھیلے گی۔ بہر حال اللہ نے دونوں اختیارات دیئے کہ ان پر احسان کر کے ان کو چھوڑ دیا پھر فدیہ لے لے کر چھوڑ دو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس جہاد کے ذریعے کافروں کی جان نکالنا چاہتا ہے۔ کفر کو تباہ و برباد کرنا چاہتا ہے۔ کفر کی تباہی، کافروں کی تباہی کے ساتھ ہوگی۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں کہتا ہے جب تم چوہا را پھو را کر دو، ان کا خون بہا دو، ان کی ساری قوت کا خاتمہ کر دو۔ پھر باقی جو زندہ رہ جائیں ان کی ٹھکیں کس لو۔ پھر تمہارے سے یہ معافیاں مانگیں، پھر ان پر احسان کر کے چھوڑ دیا فدیہ لے لے کر چھوڑ دو۔ اس حال میں جنگ کو ختم ہونا چاہیے۔ یہ ہے وہ مقام جہاں جنگ کا خاتمہ ہونا چاہیے۔

یہ بھی تلقین ہے مذاکرات پہ آمادہ نہیں ہونا کہ تھوڑا سا کام کرنے کے بعد میزوں پر بیٹھ جاؤ پھر بندر بانٹ کر لو۔ پھر یہ کر لو، پھر وہ کر لو۔ اللہ فرماتا ہے یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ میں تو جہاد کا حکم دے رہا ہوں۔ میرا مقصد کافروں کی تباہی، ان کی قوت کو تباہ و برباد کرنا، کفر کی جان نکالنا، ان کا ستیاناس کرنا ہے تاکہ ان کے اندر کوئی قوت طاقت باقی نہ رہ جائے، وہ اپنی کوئی شرط نہ منوائیں۔ سامنے آ کے بات نہ کر سکیں۔ جرأت نہ کر سکیں۔ تمہارے سامنے کوئی آنکھ نہ کھول سکے۔ اس حالت میں جب وہ پہنچ جائیں تو پھر جنگ کو ختم کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اصول بیان کیا ہے۔ جہاد کا، قتال کا قاعدہ بیان کیا ہے۔ (جاری ہے)



أَهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ



سنورنا چاہتا ہوں لیکن بتا کیا کروں میں؟

تفرقہ بازی سے بچنے اور راہ ہدایت کے متلاشی حضرات کے لئے ایک فکر انگیز تحریر

فرمان کی حکم عدولی کی تو منزل سے کوسوں دور چلی گئی
- اختلافات اور تفرقات ان کا مقدر ٹھہرے۔

نبی اکرم ﷺ نے بھی خطبہ حجۃ الوداع کے موقع
پر اسی بات پر زور دیا:

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوُنَا
تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّتِي

”میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہے۔ جب
تک ان کو پکڑے رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے ایک قرآن
اور دوسری میری سنت۔“ [موطا امام مالک]

نبی ﷺ نے یہ بات واضح کر دی کہ تمہارے
گمراہ نہ ہونے کی گارنٹی صرف اسی بات میں ہے کہ تم
قرآن و حدیث کے ساتھ چھوڑے رہو۔ جو نبی انہیں
چھوڑے گئے گمراہی تمہارا مقدر ٹھہرے گی۔

اللہ کی توفیق سے ہم نے اس بات کو سمجھ لیا ہے کہ
ملت اسلامیہ کے اختلافات میں بڑ جانے کا سبب صرف
اور صرف قرآن و حدیث سے روگردانی ہے۔

اب آپ کے ذہن میں یہ سوال یقیناً پیدا ہوگا کہ
کیا کوئی ایسا طریقہ
بھی ہے جس سے
ان اختلافات کو ختم
کیا جاسکے؟ تو اس کا
جواب ہم قرآن

مفہوم کے ساتھ ساتھ الفاظ بھی اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہیں
لیکن حدیث میں مفہوم تو اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے لیکن الفاظ نبی
اکرم ﷺ کے ہوتے ہیں۔

سورہ انجم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”نبی ﷺ اپنی مرضی سے نہیں بولتے بلکہ وہ
صرف وہی چیز ارشاد فرماتے ہیں جو ان کی طرف وحی (اللہ
کا پیغام) کی جاتی ہے۔“ [النجم: 4,3]

اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن و حدیث پر عمل
پیراہونے کا حکم دیا ہے۔

عبداللہ، UET، لاہور

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا
”اللہ کی رسی (قرآن و حدیث) کو مضبوطی کے
ساتھ تھام لو اور تفرقے میں نہ پڑھو۔“

[ال عمران: 103]
اللہ کا یہ فرمان روز روشن کی طرح ہمارے لیے

اسلام ایک ایسا دین جسے اللہ رب العالمین نے
نبی ﷺ کے قلب اطہر پر 23 سال کے عرصہ میں نازل
فرمایا۔ نبی ﷺ نے اپنی تعلیمات میں نہ صرف شب و روز
کے تمام معاملات بلکہ قیامت تک درپیش حالات
و واقعات کا کسی نہ کسی انداز میں احاطہ کیا ہے۔ تکمیل
دین کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ
عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ
دِينًا. [مائندہ: 3]

”آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین
کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے
اسلام کو بطور دین پسند فرمایا۔“

اللہ نے دین اسلام کو مکمل کر دیا ہے۔ لہذا اس
کے بعد بھی اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ دین اسلام کے کچھ
مسائل ابھی وضاحت طلب ہیں، جن کی وضاحت
نعوذ باللہ، نبی اکرم ﷺ نہیں کر سکے یا اس دین کی تکمیل
میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو یہ اللہ پر بہتان باندھنے کے
مترادف ہوگا۔

شریعت
اسلامیہ دو چیزوں
کا مجموعہ ہے۔ ایک
قرآن اور دوسری

سنت..... قرآن اور حدیث (سنت) دونوں ہی منزل من
اللہ (اللہ کی طرف سے نازل کردہ) ہیں۔

سنت یا حدیث بھی دراصل اللہ ہی کا کلام ہے۔
قرآن اور حدیث میں فرق صرف اتنا ہے کہ قرآن میں

اللہ نے دین اسلام کو مکمل کر دیا ہے۔ لہذا اس کے بعد بھی اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ دین اسلام
کے کچھ مسائل ابھی وضاحت طلب ہیں، جن کی وضاحت (نعوذ باللہ) نبی اکرم ﷺ نہیں
کر سکے یا اس دین کی تکمیل میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو یہ اللہ پر بہتان باندھنے کے مترادف ہوگا۔

کریم ہی سے پوچھ لیتے ہیں۔
”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کا حکم مانو اور
رسول کا حکم مانو اور ان کا بھی جو تم میں سے حکم دینے والے
ہیں، پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑو تو اسے اللہ اور رسول کی

اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ جب قرآن و حدیث کو چھوڑا
جائے گا تو اس کا لازماً نتیجہ تفرقہ اور اختلاف کی صورت
میں نکلے گا۔“
لیکن امت محمدیہ ﷺ نے جب اللہ کے اس

طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہے۔“ [النساء: 59]

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”یہود و نصاریٰ کے 72 فرقے بنے مگر میری امت کے 73 فرقے نہیں گئے۔ سب کے سب جہنم میں جائیں گے۔ صرف ایک جنت میں جائے گا۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا وہ کون سا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي. [ترمذی، صحیح الجامع]

”جو میرے اور میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے طریقے پر ہوگا۔“

اس آیت اور حدیث کا اگر بخور جائزہ لیا جائے تو ہمیں اپنے مسئلے کا حل مل جاتا ہے۔ اللہ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے کہ اول تو اختلاف سے بچنا چاہیے۔ اگر کبھی کسی معاملے میں اس کا سامنا کرنا بھی پڑے تو اسے صل کے لیے قرآن و حدیث کی طرف لوٹا دینا چاہیے۔ پھر فیصلہ ملنے کے بعد:

مَا أَنَا كُمْ الرُّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا [الحشر: 7]

”جو کچھ رسول (ﷺ) تمہیں دے دیں اسے لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔“

اور مناسب ریٹ والی چیز کا انتخاب کرتے ہیں لیکن دین کی حقانیت کی خاطر ہم نے کبھی اتنی بھی محنت نہیں کی، جتنی کہ ہم ایک حقیر سی چیز خریدنے میں کرتے ہیں۔ ہم صرف اتنی بات کہہ کر اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں کہ ”ہر کوئی اپنی جگہ ٹھیک ہے۔ جو دھڑلکا ہے اسے لگا رہنے دیں یا پھر یہ کہ دین بہت مشکل ہے۔ ہمارے لیے اسے سمجھنا دشوار ہے۔“ حالانکہ ایسا نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ

”ہم نے اس قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا ہے پس ہے کوئی غور کرنے والا۔“ [القمر: 17]

یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی غور کرنا چاہے یا براہ راست سچے دل سے متلاشی ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ اسے صراطِ مستقیم کی عظیم دولت سے محروم رکھے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں:

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ [العنکبوت: 69]

”جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم ان کے لیے راہیں آسان کر دیتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ یقیناً نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

حدیث کہا جاتا ہے۔

قول: نبی ﷺ کا ارشاد گرامی۔

فعل: نبی اکرم ﷺ کا فعل

تقریر: کوئی ایسا کام جو نبی اکرم ﷺ کے سامنے کیا گیا ہو اور آپ ﷺ نے اس پر خاموشی اختیار کی ہو، یعنی اس سے منع نہ کیا ہو۔

ہر حدیث نبی ﷺ سے ہم تک باقاعدہ ایک سلسلے سے پہنچتی ہے جو درج ذیل ہے۔

نبی ﷺ.....صحابی.....تابعی.....تبع تابعی.....آئمہ و محدثین رحمہم اللہ.....کتب احادیث

راوی

صحابی: جس نے ایمان کی حالت میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی ہو۔

تابعی: جس نے ایمان کی حالت میں صحابی رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہو۔

تبع تابعی: جس نے ایمان کی حالت میں تابعی کی زیارت کی ہو۔

راوی: روایت کرنے والا ہر وہ آدمی جو حدیث اپنے سے آگے والے شخص کو بیان کرتا ہے۔

اللہ نے دین اسلام کو مکمل کر دیا ہے۔ لہذا اس کے بعد بھی اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ دین اسلام کے کچھ مسائل ابھی وضاحت طلب ہیں، جن کی وضاحت (نعوذ باللہ) نبی اکرم ﷺ نہیں کر سکے یا اس دین کی تکمیل میں کوئی کمی رہ گئی ہے تو یہ اللہ پر بہتان باندھنے کے مترادف ہوگا۔

نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد اسلام کے خلاف بڑی بڑی سازشوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ بعض لوگوں نے اپنی طرف سے جھوٹی باتیں گھڑنے کی نبی اکرم ﷺ

سے منسوب کرنا شروع کر دیں۔ اس لیے محدثین رحمہم اللہ نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ ہر وہ شخص جو نبی اکرم ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہو، اس کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں اور اس کے حالات زندگی کے بارے میں آگاہی حاصل کی جاسکے۔

اس موضوع پر محدثین رحمہم اللہ نے کئی کتابیں مرتب کیں جن میں ”مِيزَانُ الْإِثْبَاتِ“ ایک مشہور کتاب ہے۔ ان کتب میں محدثین رحمہم اللہ نے حدیث کے تمام رواؤں کے حالات زندگی کو جمع کیا ہے۔ جن میں راوی تاریخ کی پیدائش، تاریخ وفات، تقویٰ، عدل وغیرہ زیادہ اہم ہیں۔

محدثین رحمہم اللہ نے اپنی اس خالص اور منصفانہ کاوش سے کھرے اور کھوٹے کو الگ کر کے رکھ دیا۔ ہر وہ حدیث جس کو بیان کرنے میں کوئی جھوٹا یا برے کردار والا شخص تھا، اسے غیر مستند اور ضعیف قرار دیا۔

راویوں کے کردار کے اعتبار سے حدیث کی بنیادی طور پر تین اقسام ہیں:

ہمارے معاشرے کا سب سے بڑا المیہ یہی ہے کہ ہر فرقہ یا گروہ یہی دعویٰ کرتا ہے کہ اس کا عمل قرآن و حدیث کے مطابق ہے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اگر ہر آدمی قرآن و حدیث پر ہی عمل کر رہا ہے تو ہر فرقہ اور گروہ میں اتنے اختلافات کیوں ہیں؟ یہ اختلاف اس قدر شدید ہے کہ اگر ایک گروہ کسی عمل کو حلال قرار دیتا ہے تو دوسرا اسے مکروہ بلکہ گناہ سمجھتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس طرح کے آدمیوں کے قول و فعل میں زمین آسمان کا تضاد ہے۔ اس لیے یہ بات بالکل غلط ہے کہ ہر کوئی قرآن و حدیث پر ہی عمل کرتا ہے۔ خاص قرآن و سنت پر مبنی بیچ کی تلاش ہمارا اولین فریضہ ہے۔

ہمیں کسی بھی مسئلے کا حل معلوم کرنے کے لیے قرآن اور نبی اکرم ﷺ کے مستند اور صحیح فرامین کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ مستند اور صحیح فرامین (احادیث) کیا ہوتے ہیں اس بات کو سمجھنے کے لیے اصول حدیث کی چند بنیادی باتوں کا علم ہونا لازمی ہے۔ سب سے بنیادی بات کہ نبی اکرم ﷺ کے قول و فعل، تقریر کو

یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ یہ صرف نبی ﷺ کی ذات کا خاصہ ہے کہ ان سے غلطی کا امکان نہیں کیونکہ وہ ہمیشہ اللہ کے حکم سے بولتے ہیں۔ نبی ﷺ کی ذات کے علاوہ دنیا کے ہر انسان سے خطا کا امکان ہے۔ تو ہم کیوں کسی ایسے انسان کی بات کو قطعی مانیں جس سے غلطی کا امکان ہے۔

آج امت مسلمہ انہی حالات سے گزر رہی ہے جن کی عکاسی نبی اکرم ﷺ نے کی ہے۔ گروہ بندی اور فرقہ پرستی کی وجہ سے ہمارا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے باہمی اختلافات کو ختم کر کے اس چیز پر جمع ہو جائیں جس کی دعوت ہمیں قرآن نے دی ہے۔ لیکن ہم اپنی دنیاوی مصروفیات میں اس قدر مگن ہیں کہ صراطِ مستقیم کو تلاش کرنے کی ہم نے کبھی جستجو ہی نہیں۔ ہم اس بات سے تو ہمیشہ خوف زدہ رہتے ہیں کہ کہیں خرید و فروخت یا کاروبار میں ہمارے ساتھ دھوکہ نہ ہو جائے لیکن کیا کبھی ہمیں اس بات نے بھی خوفزدہ کیا ہے کہ کہیں دین کے معاملے میں کوئی ہم سے دھوکہ کر کے ہماری آخرت ہی نہ برباد کر دے؟

مثلاً اگر کوئی خریداری کی خاطر دکان پر چلا جائے تو بازار میں موجود ہر دکاندار اپنی چیز کی تعریف کرتا سنانا دیتا ہے لیکن کبھی ہم نے اس کی زبان پر یقین نہیں کیا بلکہ خود غلطی سے اچھے معیار

☆..... ضرورت سے زائد پانی ہونے کے باوجود مسافر کو پانی نہ دینے والا نیز دنیا کے لالچ میں حاکم کی بیعت کرنے والا۔

☆..... غیر محتاط گفتگو (خصوصاً دین کے معاملے میں) کرنے والا۔

☆..... قسم کھا کر کسی کا حق غضب کرنے والا۔

☆..... پاجامہ، شلوار یا تہ بند ٹخنوں سے نیچے لگانے والا۔

☆..... اچھی طرح وضو نہ کرنے والا۔

☆..... حرام مال سے پرورش پانے والا۔

☆..... جانتے بوجھتے دین کا مسئلہ چھپانے والا۔

☆..... قتل کے ارادے سے ایک دوسرے پر حملہ آور ہونے والے دونوں مسلمان جہنم میں جائیں گے۔

☆..... دھوکہ اور فریب دینے والا۔

☆..... سونے کی انگوٹھی پہننے والا۔

☆..... سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے والا۔

☆..... جو آدمی یہ پسند کرے کہ میرے آنے پر لوگ تعظیماً کھڑے ہو کر میرا استقبال کریں وہ جہنم میں جائے گا۔

☆..... مال غنیمت چوری کرنا والا۔

☆..... غیبت کرنے والا۔

☆..... لوگوں کی اکثریت ”زبان“ اور ”شرمگاہ“ کی وجہ سے جہنم میں جائے گی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا ہم جہنم کی آگ کو برداشت کر سکتے ہیں، چاہے وہ کچھ مدت کے لیے ہو۔ یقیناً اس کا جواب نفی میں ہوگا کیونکہ دنیا میں ہم جون جولائی کی گرمی برداشت نہیں کر پاتے اور پھر اگر بجلی نہ ہو تو ہمارا کیا حال ہوتا ہے؟ پھر اگر ہم دنیا کی مثال لیں کہ دنیا میں کوئی بھی شخص ایک دن کے لیے بھی جیل میں جانے کے لیے تیار نہیں ہوتا حالانکہ عمر قید کی سزا کے مقابلے میں ایک دن کی سزا کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ دنیا کا معاملہ ہے جبکہ آخرت کا معاملہ تو اس سے بھی سخت ہے۔ پھر ہم کیوں یہ سوچ رکھتے ہیں کہ جی کچھ دیر کا معاملہ ہے سزا بھگت لیں گے۔ بالآخر جنت میں تو جانا ہی چاہتا ہے۔ جبکہ یہی سوچ ہماری دنیا کے بارے میں نہیں ہوتی۔ بات یہ ہے کہ ہمارے عقائد بہت کمزور ہیں، ایمان کمزور ہیں اور اس کمزور اسلام کی وجہ سے ہم دنیا میں ذلیل ہیں۔ اس وقت امت مسلمہ بہت سارے مسائل کا شکار ہے اور ہم میں سے کوئی بھی آگے بڑھنے کے لیے ان مسائل کو حل کرنے کے لیے تیار نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے ایمان کو مضبوط کریں۔ اپنے آپ کو باعمل مسلمان بنائیں تاکہ کل کو ہمارا معاملہ بہتر ہو اور ہمیں شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین

اس لیے کسی بھی مسئلے کی تحقیق کے لیے پہلے معیار مقرر کریں کہ ہمارا معیار صرف اور صرف قرآن اور نبی اکرم ﷺ کی صحیح احادیث ہوگا۔ پھر کسی بھی قرآنی لائبریری میں جا کر خود کتب احادیث (صحاح ستہ) وغیرہ سے مسئلہ کی تحقیق کریں اور ساتھ ساتھ اللہ سے صراط مستقیم کے حصول کی دعا بھی کریں۔ اگر آپ یہ چھوٹا سا کام کر لیں گے تو ”ان شاء اللہ“ اللہ تعالیٰ آپ پر حق واضح فرمادے گا۔ تحقیق کے بعد اگر کوئی ایک صحیح حدیث بھی مل جائے تو اس پر عمل کرنا فرض ہے بلکہ یہ ایمان کی دلیل ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

”پس نہیں! تیرے رب کی قسم! اوہ مؤمن نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ تجھے اس میں فیصلہ کرنے والا مان لیں جو ان کے درمیان جھگڑا پڑ جائے، پھر اپنے دلوں میں اس سے کوئی تنگی محسوس نہ کریں جو تو فیصلہ کرے اور تسلیم کر لیں، پوری طرح تسلیم کرنا۔“

[النساء: 65]

اور جو شخص حق واضح ہو جانے کے بعد بھی اس پر عمل نہیں کرتا اسے اللہ کی اس وعید سے ڈرنا چاہیے۔

”رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نازل آئے۔“ (نور: 63)

آخر میں یہ بات کہ اللہ کے ہاں وہی عمل قبول ہے جس پر آپ ﷺ کی مہربانی ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرًا فَهُوَ زَوَّارٌ“ [بخاری]

”جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہماری سنت سے ثابت نہیں تو وہ مردود (نا قابل قبول) ہے۔“

اتباع سنت جنت میں جانے کا سب سے بڑا سبب ہے اور سنت سے روگردانی جہنم میں لے جانے کا ذریعہ ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”میری امت کے سارے لوگ جنت میں جائیں گے، ہوائے ان لوگوں کے جنہوں نے انکار کیا، سچا بہ کرام اللہ ﷺ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ (جنت میں جانے سے) انکار کس نے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى“ [بخاری: 6737]

”جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا جس نے میری نافرمانی کی اس نے جنت میں جانے سے انکار کیا۔“

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دین کا صحیح فہم عطا فرمائے اور ہمارے لیے صراط مستقیم واضح فرمادے۔ آمین

صحیح: ایسی حدیث جس کے تمام راوی ثقہ یعنی پرہیزگار، قابل اعتبار حافظہ کے مالک ہوں اور اس کی سند متصل ہو۔

سند متصل سے مراد یہ ہے کہ حدیث میں کوئی راوی غیر معلوم (مجبول) نہ ہو۔

حسن: ایسی حدیث جس کے راوی صحیح حدیث کے راویوں کی نسبت حافظے میں ذرا کم ہوں، باقی شرائط صحیح حدیث والی ہوں۔

ضعیف: ایسی حدیث جس کے راوی جھوٹے اور فاسق ہوں یا بہت ہی کمزور حافظہ کے مالک ہوں۔

صحیح اور حسن (احادیث) مستند ہیں۔ ان پر عمل کرنا ضروری ہے لیکن ضعیف (غیر مستند) روایات پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔

احادیث کی بنیادی طور پر 6 کتابیں ہیں جو صحاح ستہ کے نام سے مشہور ہیں۔

بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، سنن ابن ماجہ اور سنن نسائی۔

محدثین رحمہم اللہ نے ان کتب میں موجود احادیث کی درجہ بندی بھی کی ہے کہ کون سی حدیث صحیح یا حسن ہے اور کون سی روایت ضعیف ہے۔ بخاری اور مسلم کو صحیحین کہا جاتا ہے یعنی ان دو کتابوں میں موجود تمام احادیث صحیح ہیں۔ باقی چار کتابوں میں کچھ احادیث صحیح، کچھ حسن اور بعض ضعیف ہیں۔ جن کی نشاندہی خود محدثین کرام رحمہم اللہ نے کی ہے۔

میں نے ان چند بنیادی باتوں کی وضاحت اس لیے کی ہے کہ بعض لوگ ضعیف روایات کو حدیث کا نام دے کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ دیکھیں جی یہ بھی تو حدیث ہے، جن پر کسی بھی صورت عمل نہیں ہو سکتا۔

اب ہم نے کسی بھی اختلافی مسئلے کی تحقیق کرتے وقت قرآن اور صحیح احادیث کو ہی اپنا معیار بنانا ہے۔ حدیث کے ساتھ صحیح کا لفظ اس لیے استعمال کیا ہے کہ ہر حدیث صحیح نہیں ہوتی۔ اس بات کا پرکھنا لازمی ہے کہ کیا یہ حدیث صحیح بھی ہے کہ نہیں.....؟؟؟

ہمارے اختلافات کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ ہم کسی مسئلہ کی خود تحقیق نہیں کرتے بلکہ سنی سنائی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ شخصیات کی بڑائی کا رعب ہمارے ذہنوں پر سوار رہتا ہے کہ میں نے یہ بات فلاں مفتی، کالرا یا ڈاکٹر سے سنی ہے۔ ذرا غور کیجیے تو آپ نے جس آدمی سے بات سنی ہے، اس سے بھی تو غلطی کا امکان ہے وہ کوئی نبی تو نہیں جس سے خطا نہیں ہو سکتی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ہمیں ہر بات کی تحقیق کا حکم دیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنِ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا
”اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔“ [الحجرات: 6]

افغانستان کے غیر افغانی "قیدی"

جن کی شکست اور بے بسی کی روداد ان کے لہجے اور الفاظ سے عیاں ہے۔

"افغانستان پر حملے کے (ان) گیارہ سالوں میں ہم نے صرف یہ فوجی کیمپ، چند تباہ شدہ سرکاری عمارتیں اور طالبان کا خوف ہی حاصل کیا ہے۔"

ان خیالات کا اظہار ایک امریکی فوجی نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کیا۔ یہ امریکی فوجی 173 ایربورن کی پلاٹون سے وابستہ ہے۔ اس فوجی نے مزید اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے پاس یہاں کرنے کو کچھ نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں یہ تک نہیں پتا کہ ہمیں کرنا کیا ہے؟

ایک دوسرے فوجی نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ پچھلے چھ ماہ سے وہ اس فوجی کیمپ میں قید ہیں۔ وہ باہر نہیں نکل سکتے کیونکہ ان کے کمانڈر کی طرف سے ایسا کرنے پر پابندی ہے۔ کیمپ کے باہر چاروں طرف پہاڑ ہیں اور ان پہاڑوں سے پرے طالبان کے زیر اثر علاقے ہیں۔ سو ہم صرف اپنے کیمپ تک محدود ہیں۔ کیمپ کو دھاتی دیواروں سے محفوظ کیا گیا ہے۔

امریکی فوج کے ارکان کو اگر آپس میں بھی ملنا ہو تو دھاتی دیواروں کے پیچھے ملتے ہیں تاکہ وہ مارٹر اور

راکٹ لانچر کے حملوں سے محفوظ رہ سکیں۔ خوف کی اس فضا سے متعدد امریکی فوجی ذہنی امراض کا شکار ہو رہے ہیں اور اپنی تنہائی کو دور کرنے کی کوششوں میں مصروف رہتے ہیں۔

مندرجہ بالا رپورٹ مشہور اخبار "واشنگٹن پوسٹ" کی طرف سے شائع کی گئی ہے۔ اس رپورٹ میں امریکی فوجیوں کی افغانستان میں حالت زار کو موضوع بحث بنایا گیا تھا۔ اس رپورٹ کے مطابق امریکی فوجی افغانستان میں انتہائی بدترین حالت میں ہیں۔ اس بات کا اظہار امریکی جنرل جان ایلین نے ان الفاظ میں کیا کہ افغانستان ہمارے لیے جہنم بن چکا ہے۔ حالیہ حملوں کی

شدت نے ہمیں پاگل کر دیا ہے۔ امریکی جنرل کے اس بیان کے بعد بیٹھا گون نے جان ایلین کو ہٹانے اور اس کی جگہ ایک دوسرے جنرل کو لانے کا فیصلہ کیا ہے۔

واقعہ کی حقیقت کچھ یوں ہے کہ گستاخانہ فلم کے منظر عام پر آنے کے بعد افغانستان میں امریکی و نیٹو افواج پر حملوں میں بہت

ابن حامد

شدت نظر آئی ہے۔ ان حملوں میں شدت کے بعد افغانستان میں امریکی و نیٹو افواج کی سرگرمیاں بہت محدود ہو گئی ہیں۔

ان واقعات میں ایک خاص بات یہ ہے کہ اکثر حملے ایسے ہیں جو افغان فوجیوں نے امریکی اور نیٹو افواج پر کیے ہیں۔ افغان فوجی جو کہ طالبان سے لڑنے اور افغانستان میں سکیورٹی کا کنٹرول

یہی بات حقیقت ہے کہ امریکہ افغانستان میں بری طرح شکست

کھا چکا ہے۔ اب اپنی اس شکست کا ملبہ امریکہ پاکستان پر ڈالنا چاہتا ہے

اور اپنے باعزت انخلاء کا راستہ ڈھونڈ رہا ہے جو کہ ممکن نہیں

سنجیلے کے لیے تیار کیے جا رہے تھے۔ گستاخانہ فلم کے منظر عام پر آنے کے بعد ان میں شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ اسی غم و غصے کا اظہار امریکی و نیٹو افواج پر حملوں کی صورت میں کیا جا رہا ہے۔

ان حملوں میں شدت آنے کے بعد امریکہ نے افغان فوجیوں کی تربیت بند کر دی ہے۔ جبکہ نیٹو نے تمام آپریشن جو کہ افغان فوجیوں کے ساتھ جاری تھے، ان کو منقطع کر دیا ہے اور افغان فوجیوں کے ساتھ ہر قسم کا گشت بھی بند کر دیا گیا ہے۔

اس وقت جب کہ امریکہ افغانستان کو چھوڑ کر جا رہا ہے اور اس نے اپنی فوجیں نکالنے کا اعلان کر دیا ہے تو ایک بڑی بحث یہ

ہے کہ امریکہ افغانستان میں اپنے مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوا ہے یا نہیں۔ اس کا جواب یقینی طور پر "نہی" میں ہے۔

2001ء میں جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو اس وقت ان کا مقصد افغانستان میں طالبان کی حکومت کو ختم کرنا اور وہاں امریکی مفادات کی حامی حکومت قائم کرنا تھا۔ یہ امریکی حکام کے مطابق ان کے مقاصد تھے لیکن آج گیارہ سال گزر جانے کے بعد جب امریکی فوج افغانستان سے انخلاء کر رہی ہے تو اس وقت بھی امریکہ اپنے مقاصد کے حصول میں "بری" طرح ناکام ہے۔

امریکی فوج کے ایک آرمی آفیسر کا کہنا ہے کہ ہم نے افغانستان کی جنگ میں 500 ملین ڈالر سے زیادہ جھونک دیے لیکن اس کے باوجود ہم اپنے مقاصد کے حصول میں بری طرح ناکام ہیں۔ اس آفیسر نے مزید کہا کہ ان گیارہ سالوں میں ہم نے جو حاصل کیا وہ امریکی فوج کی ہلاکتیں اور نقصانات ہیں۔ اس

آفیسر کے بقول سب سے زیادہ نقصان یہ ہے کہ جن فوجیوں کو ہم افغانستان میں تربیت دے رہے ہیں کہ وہ طالبان کا مقابلہ کریں اور افغانستان میں سکیورٹی کی ذمہ داری

نبھائیں وہ ابھی تک ناقابل یقین ہیں۔ طالبان سے مقابلہ کرنا تو بعد کی بات ہے بلکہ وہ تو ہمیں ہی ہلاک کر رہے ہیں اور ہم بری حملے کر رہے ہیں۔

ان حالات سے دلبرداشتہ ہونے کے بعد امریکی جنرل جان ایلین نے بیان دیا ہے کہ ہم افغانستان میں دہشت گردی کے لیے بہت کچھ قربان کر سکتے ہیں لیکن ہم یہاں مر نہیں سکتے۔ مزید اس بیان میں یہ کہا گیا ہے کہ امریکی فوجی یہاں لڑنے آتے ہیں مرنے نہیں۔

یہ بیان اس وجوہ کی بناء پر جاری کیا گیا کہ افغانستان میں

اس دوران فوجیں نکال لی جائیں گی۔ زیادہ سے زیادہ اگر اسے بڑھایا گیا تو یہ افغانستان کے صدارتی الیکشن تک بڑھایا جاسکے گا۔

افغانستان میں تعینات ایک امریکی ہلاؤن 1173 نیروں کے مطابق افغانستان انتہائی غیر محفوظ ہو چکا ہے۔ امریکی فوجی اب

حملہ آوروں کا پیچھا نہیں کرتے اور نہ ہی ان کو گھروں میں تلاش کرتے

ہیں بلکہ اپنے قلعوں اور کیپوں میں دیکھے بیٹھے رہتے ہیں۔ ایک آفیسر

جو کہ عراق میں بھی اپنی ڈیوٹی ادا

افغانستان کا صوبہ بامیان جو کہ محفوظ ترین علاقہ سمجھا جاتا

تھا، وہ بھی اب طالبان کے زیر اثر آنا شروع ہو گیا ہے اور بامیان میں بھی غیر ملکی فوجوں پر حملوں میں شدت آئی ہے۔ اسی طرح ہلند

کا قلعہ اور اس کا آرمی کیمپ امریکی فوج کی محفوظ ترین آماجگاہ تصور

متعدد مقامات پر امریکی و نیٹو افواج محض اپنے قلعوں میں مقید ہیں۔ یہ فوجیں طالبان اور افغان فوجوں کے حملوں کے ڈر سے باہر نہیں نکل رہیں جبکہ دوسری طرف ہلند اور دوسرے شہروں میں فوجی کیمپوں پر بھی حملے کیے گئے ہیں۔

امریکی و نیٹو افسران

کے مطابق افغان فوجیوں کو

ترتیب دینا سانپ کو دودھ

پلانے کے مترادف ثابت

ہوا ہے۔ افغانستان میں بھرتی

گیارہ سالوں میں ہم نے جو حاصل کیا وہ امریکی فوج کی ہلاکتیں اور نقصانات ہیں۔

جن فوجیوں کو ہم افغانستان میں تربیت دے رہے ہیں کہ وہ طالبان کا مقابلہ کریں

اور افغانستان میں سکیورٹی کی ذمہ داری نبھائیں وہ ابھی تک ناقابل یقین ہیں۔

کیے جاتے ہیں لیکن ایک امریکی اخبار کے مطابق کیمپ بھی طالبان کے لیے کمزور اور آسان ہدف بننے جا رہے ہیں۔

امریکہ کے اہداف میں شامل ایک ہدف افغانستان کو ایک

”خوشحال ملک“ بنانا تھا لیکن اس وقت افغانستان کی صورت حال کو

دیکھتے ہوئے یہ بات کہنا ناممکن ہے کہ افغانستان میں کسی قسم کی

معاشی ترقی ہوئی ہے، بلکہ اس کے برعکس امریکہ اور نیٹو افواج کی

بمباری اور طالبان کے خلاف آپریشنز نے ملکی معیشت کی تباہی کی

رہی سہی کمر بھی نکال دی ہے۔

امریکی جنگ میں شامل اس کے سب سے بڑے اتحادی

برطانیہ نے بھی جنگ سے ہیزاری کا اعلان کر دیا ہے۔ برطانوی

سیکرٹری دفاع فلیس ہیمنڈ نے اپنے ایک تازہ بیان میں کہا ہے کہ

افغانستان کی جنگ بہت مہنگی پڑی ہے اور ہم اہداف کے حصول

میں ناکام رہے ہیں۔

فلیس ہیمنڈ نے اپنے اس بیان میں مزید کہا کہ اگلے سال

کے آخر تک ہزاروں برطانوی فوجی افغانستان سے نکال لیے

جائیں گے جبکہ اس سال کے آخر تک بھی 500 فوجی نکال لیے

جائیں گے۔

جرمن وزیر دفاع تھاؤس ڈی اور جرسن وزیر خارجہ نے اس

بات سے اتفاق کیا ہے کہ فوج کا نیا مینڈیٹ 12 ماہ سے زائد نہ ہوگا۔

کی گئی فوج اور دیگر سکیورٹی فورسز کی تعداد 3 لاکھ 50 ہزار کے لگ بھگ ہے۔ ان فورسز کی تنخواہ بھی امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک مل کر ادا کر رہے ہیں۔

افغانستان میں امریکی اہداف کے حوالے سے ایک

رپورٹ پیش کی گئی جس کے مطابق پہلے پہل امریکی ہدف طالبان

اور القاعدہ کو شکست دینا تھا لیکن اب یہ ہدف تبدیل ہو گئے چونکہ

حالات کے تناظر میں شکست دینا ناممکن نظر آتا ہے۔ اس لیے اب

امریکہ کا مرکزی ہدف یہ ہے کہ طالبان کو دوبارہ حکومت حاصل

کرنے اور القاعدہ کو امریکہ کے لیے خطرہ بننے سے روکا جائے لیکن

پینٹاگون میں ہی پیش کی جانے والی ایک رپورٹ کے مطابق

امریکہ القاعدہ کو شکست دینے میں ناکام رہا ہے اور چونکہ امریکہ

اب افغانستان سے نکل رہا ہے، اس لیے القاعدہ دوبارہ سے اپنی

جڑیں مضبوط کر کے امریکہ کے لیے خطرہ بن سکتی ہے۔

امریکہ میں جاری حالیہ الیکشن مہم میں اوبامہ انتظامیہ کو اس

بات پر شدید ہدف تنقید بنایا گیا ہے کہ امریکہ نے افغانستان سے

انخلاء کا اعلان کیوں کیا۔ مخالفین کی جانب سے یہ اعتراض سامنے

لا یا گیا کہ چونکہ القاعدہ اور طالبان اب جانتے ہیں کہ امریکہ یہاں

سے نکل جائے گا، اس لیے وہ اپنی جڑیں مزید مضبوط کریں گے اور

امریکہ کے لیے ایک مستقل خطرہ کے طور پر موجود رہیں گے۔

مندرجہ بالا تمام واقعات اس بات کا ثبوت ہیں کہ امریکہ

افغانستان میں مکمل طور پر ناکام ہو چکا ہے۔ اگرچہ کچھ امریکی

حلقوں کے مطابق امریکہ نے اپنے کچھ اہداف حاصل کر لیے ہیں

لیکن مقتدر حلقوں کے مطابق امریکہ اپنے اہداف کے حصول میں

کلی طور پر ناکام رہا ہے اور یہی بات حقیقت ہے کہ امریکہ

افغانستان میں بری طرح شکست کھا چکا ہے۔ اب اپنی اس شکست

کا ملہ امریکہ پاکستان پر ڈالنا چاہتا ہے اور اپنے باعزت انخلاء

کا راستہ ڈھونڈ رہا ہے۔ امریکہ کی باعزت انخلاء کی خواہش کہاں

تک پوری ہو سکتی ہے، یہ ہر ذی شعور شخص سمجھ سکتا ہے۔ اب صرف

امریکہ گر چکا ہے اور ہاتھ پاؤں مار رہا ہے لیکن اس ڈوبتے ہوئے

بت کو تھکے کا سہارا بھی نہ بچا سکے گا۔ ان شاء اللہ

...OR WE
WILL FAIL.

AFGHANISTAN

SEND MORE
TROOPS
2012

SEND MORE
TROOPS
2009

SEND MORE
TROOPS
2010

SEND MORE
TROOPS
2011

SEND MORE
TROOPS
2013

SEND MORE
TROOPS
2014

آکسفورڈ یونیورسٹی پریس

نوناہ لان پاکستان کے ناپختہ ذہنوں پر مغربی تہذیب و ثقافت کی چھاپ میں مگن

جائیں۔ دیکھتے ہیں کہ ”آکسفورڈ یونیورسٹی پریس“ نے اس حوالے سے کیا کاوش کی ہے۔

آئیے! آپ کو ”How Many Sleeps“ نامی کتاب کا تعارف کرواتے ہیں۔ تاکہ آپ کو اندازہ ہو کہ آکسفورڈ کی طرف سے کس قدر ”سبق آموز“ کتب کی اشاعت کئی برسوں سے جاری ہے۔ 34 صفحات کی اس کتاب کے پہلے صفحے پر ایک چوہا، ایک تتلی اور 5 کھیاں بنی ہوئی ہیں۔ Slemart Amber اور Layn Marlow نامی دو ”انسانوں“ نے بہت سوچ بچار کے بعد اس کتاب کو لکھا۔ چوہے کا نام Toast ہے۔ وہ ایک دن سو کر اٹھا اور اس کو الہام ہوا کہ آج کچھ خاص ہونے والا ہے۔ Toast ایک درخت کے پاس کھڑا ہو گیا اور پہلے پتے

کے گرنے کا انتظار کرنے لگا کیونکہ پتہ گرنے کا مطلب یہ تھا کہ اب اس کی سالگرہ قریب ہے.....!!

پھر نہ جانے پتہ گرا کہ نہ گرا، وہ اپنی ”Mom“ کے پاس گیا اور پوچھنے لگا کہ میں کتنی مرتبہ سو کر اٹھوں گا تو میری سالگرہ آئے گی؟

اس کی ”Mom“ نے جواب دیا کہ ابھی بہت دیر ہے۔ پھر وہ ہر روز اپنی ”Mom“ سے یہی سوال کرنے لگا۔ جب سالگرہ آ گئی تو اس کے دوستوں کو دعوت دی گئی جن میں گہری، خرگوش اور دوسرے جانور شامل تھے۔ ایک سجا یا گیا۔ تھنے لائے گئے اور Toast کی سالگرہ دھوم دھام سے منائی گئی۔ سالگرہ کے بعد Toast اپنے ”Daddy“ کی گود میں سو گیا اور کہاںی ختم ہو گئی.....!! واہ! کیا کہنے ہیں مصنفین کی عقل و دانش کے.....!!

کتنای اچھا ہوتا اگر انگریزی کے ساتھ ساتھ بچوں کو کوئی اخلاقی سبق بھی دیا جاتا۔ ایک قابل غور بات یہ ہے کہ باپ یا والد کو

حساس معاملہ ہے۔ اس فیصلے میں سب سے پہلے یہ سوچنا ضروری ہے کہ ہم طلباء کو کیا سکھانا چاہتے ہیں، ان کی کیا تربیت کرنا چاہتے ہیں، ان کے کردار اور صلاحیتوں کو کیسا دیکھنا چاہتے ہیں؟



والدین کتنی محنت سے بچوں کو پڑھاتے ہیں، صبح سویرے اٹھ کر بچوں کو تیار کرنا، سکول چھوڑ کر آنا، چھٹی کے وقت سکول کے باہر بچوں کا انتظار کرنا، کتابوں اور فیس کا بوجھ اٹھانا اور بہت کچھ.....!! اگر ان سب تکالیف کے باوجود سکول میں مطلوبہ چیز نہ پڑھائی جائے اور بچوں کے اخلاق و کردار کو سنوارنے کی بجائے بگاڑ

بچے کسی بھی قوم کا مستقبل ہوتے ہیں۔ اسی لیے باشعور اقوام اپنی آئندہ نسلوں کی پرورش پر خاص توجہ دیتی ہیں۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو اقوام اپنے نظریات و مقاصد سے دور ہو جاتی ہیں، پھر واپس پلٹنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس نکتے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ کسی قوم کو اس کے مقاصد اور اہداف سے دور ہٹانا ہو تو اس قوم کے بچوں پر محنت کرنے سے یہ مشکل کام با آسانی کیا جاسکتا ہے۔

بہر حال بچوں کی تربیت بہت اہمیت کی حامل ہے اور ہمیں بحیثیت مسلمان قوم اس پر خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ جب بچے سکول جانا شروع کرتے ہیں تو وہاں سے نئی نئی چیزیں سیکھتے ہیں۔ یوں ان کی زندگی کا ایک نیا مرحلہ شروع ہو جاتا ہے۔ یقیناً سکول بچوں کی تربیت اور کردار میں انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بچے کی گفتگو، اس

کے الفاظ، اس کے پسند اور پسند ہر چیز وقت کے ساتھ ساتھ سکول کے ماحول کے مطابق بدلتی جاتی ہے اور سکول کا ماحول بعض معاملات میں بچوں پر گھر کے ماحول سے بھی زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔ ایک عزیز نے بتایا کہ وہ اپنے بچوں کو آئس کریم کھانے سے روکتے تھے لیکن بچے ان کی بات نہیں مانتے تھے۔ ایک دن وہ بچوں کے لیے خود آئس کریم لے آئے تو ان میں سے ایک نے کھانے سے انکار کر دیا۔ وجہ پوچھی تو جواب ملا ”میری ٹیچر نے کہا ہے کہ آئس کریم نہیں کھانی چاہئے۔“

سکول کا ماحول بھی اہمیت کا حامل ہے لیکن جو الفاظ پڑھ کر، یاد کر کے، امتحان میں لکھے جاتے ہیں، ان کی اہمیت شاید اس سے بھی زیادہ ہے۔ نصاب کی تیاری اور اس میں موضوعات کا چناؤ بہت اہم اور

دیا جائے تو یقیناً یہ پریشان کن بات ہے۔ ذیل میں ہم ”آکسفورڈ یونیورسٹی پریس“ کی ابتدائی کلاسوں میں پڑھائی جانے والی چند کتب کا جائزہ لیں گے۔ یاد رہے کہ پاکستان کے بیشتر پرائیویٹ سکولوں میں آکسفورڈ کا نصاب ہی پڑھایا جاتا ہے۔

”آکسفورڈ یونیورسٹی پریس“ نے ہر مضمون اور ہر کلاس کے لیے کتب کی سیریز تیار کی ہے۔ جس سکول کو جو کتاب پسند آئے وہی کتاب نصاب میں شامل کر لے۔ سچ یہ ہے کہ ریاضی کی کتاب میں ریاضی کے اسباق ہونے چاہئیں۔ سائنس کی کتاب میں سائنس پڑھانی اور سکھانی چاہیے۔ اسی طرح انگریزی کی کتاب میں انگریزی سکھانے کے لیے مضامین ہونے چاہئیں۔ کتنای اچھا ہو کہ انگریزی کے ساتھ ساتھ اخلاقیات و آداب، حقوق و فرائض بھی سکھا دیے

”بے حیائی پھیلانے کا بھی کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا گیا۔“ The Hair Cut میں جام کی دکان پر دو جام دکھائے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک آدمی ہے اور ایک عورت! یہ ہے وہ ”عزت“ جو مغرب نے عورت کو دی ہے۔

"Tiger's Family" میں پانچ افراد ہیں، جن میں سے چار انسان اور ایک جانور ہے لیکن وہ بھی خاندان کا حصہ ہے۔ Tiger انسان ہے اور اس کی "Mom" اپنے شوہر کے لیے cake اٹھائے میز کی طرف جارہی ہے۔ بھوکا نمدیدہ Tiger کیک کو دیکھ کر بے قابو ہو جاتا ہے اور اس کی طرف بھاگتا ہے اور کمر کے نیچے میں "Mum" کے ہاتھ سے Cake نیچے گر جاتا ہے۔ جب "Dad" سے ڈانٹ پڑتی ہے تو Tiger صاحب فرماتے ہیں "Dad is Mad"

جی ہاں! Tiger اپنے باپ کو اپنے بھائی اور ماں کے سامنے ”پاگل“ کہتا ہے۔ یہ ہے وہ تربیت جس کے لیے

اس کہانی میں Father کی بجائے Daddy لکھا گیا ہے۔ اس دور کر دینے والی ایک اور ”مائی ناز“ کتاب "Oh Otto" ہے۔ اس کی داستان کچھ یوں ہے۔ کلاس میں استانی بچوں کو پڑھا رہی

بجائے کہ سائنس کی کتاب میں سائنس پڑھانی اور سکھانی چاہیے۔ اسی طرح انگریزی کی کتب میں انگریزی سکھانے کے لیے مضامین ہونے چاہئیں۔ کتنا ہی اچھا ہو کہ انگریزی کے ساتھ ساتھ اخلاقیات و آداب، حقوق و فرائض بھی سکھا دیے جائیں

ہیں لیکن ان کے پیچھے ثقافت پوشیدہ ہے۔ علاوہ ازیں سالگرہ کا رواج پاکستان میں فروغ دینے میں بھی میڈیا اور اس طرح کی کتب کا اہم کردار ہے۔

"Hide & Cheat" نامی کتاب کی کہانی سنئے۔ چار بچے اور ایک بلی کی ”مظہیم داستان“۔ بچے چھپ چھپائی کھیلنے ہیں۔ 5 میں 4 ”افرا“ چھپتے ہیں اور ایک بچی ان کو تلاش کرتی ہے۔ بچی نے ایک گھڑی نماچیز ہاتھ میں پہنی ہوئی ہے، جو اس کو چھپے ہوئے تین بچوں اور ایک بلی کی سمت بتاتی ہے۔ اس کی مدد سے اس نے سب کو ڈھونڈ لیا لیکن ایک بچہ جو ہے تو انسان لیکن اس کا نام Tiger ہے کو سمت معلوم ہونے کے باوجود تلاش نہ کر پائی۔



ان تھک محنت کے بعد اس کو ایک کھلونا گاڑی کے اندر چھوٹا سا Tiger نظر آ گیا۔ اس پر بچی جس کا نام ”Cat“ تھا کہنے لگی کہ Tiger نے اپنے آپ کو چھوٹا کر کے چھپ کر foul کیا ہے۔ اس پر ان کی لڑائی ہو گئی اور Cat ناراض ہو گئی۔ باقی بچے اپنے آپ کو چھوٹا کر کے ”Micro“ چھپ چھپائی کھیلنے لگے۔

”آ کسفورڈ یونیورسٹی پریس“ کی برس سے اپنی خدمات پیش کر رہا ہے۔ ان کی اسلام دشمنی بھی ہر جگہ عیاں ہے، کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ ہر کہانی میں ”ہیرو“ اور ”معزز“ افراد کفار کے حلیے میں دکھائے گئے ہیں جبکہ "Is Dad in here?" میں ایک چرواہا دکھایا گیا ہے جس کی داڑھی ہے۔ پرائیویٹ سکولوں کے مالکان کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ ہم اپنے بچوں کو کیا سکھا اور پڑھا رہے ہیں۔ یہ بچے امانت ہیں اور قوم کا مستقبل ہیں جن کی تربیت کے متعلق ہم سے سوال ہونا ہے۔

پریس“ والے اگر تیر نہیں سکھا سکتے تو کم از کم بد تیزی تو نہ سکھاتے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ الاعراف میں کچھ لوگوں کے بارے میں فرمایا: اُولَئِكَ كَانُوا لِنِعْمِ بَلٰىهُمْ اَصْلًا [الاعراف: 179] ”کہ یہ جانوروں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں۔“

بہر حال "Top Dog" نامی پیش کش میں کتوں کے حسن کا مقابلہ بیان کیا گیا ہے.....! شاید ہی آ کسفورڈ یونیورسٹی پریس کی کوئی کتاب ہوگی جس میں کوئی جانور نہ ہو۔

کھیلنے کھیلنے Tiger دوبارہ گم ہو گیا اور بہت دیر کے بعد ایک جوتے کے اندر سے برآمد ہوا.....! سوال یہ ہے کہ کیا والدین اپنے بچوں کو یہ فضول اور بے مقصد کہانیاں پڑھانے کے لیے سکول بھیجتے ہیں؟ فیس کی اس طرح کی کہانیاں پڑھانے کے لیے دی جاتی ہے؟ کتاب میں رنگ برنگ تصاویر، بچوں کا لباس اور حلیہ، بچوں کے نام، Cat کے ہاتھ میں گھڑی نما قیمتی چیز، ہمارے بچوں کو کیا سکھا رہے ہیں؟ بچوں کو خوابوں کی دنیا میں گم کر دینے اور حقیقی زندگی سے

اتنا آسان ہے بھلا جنت کے درتے کھلنا!

اک سوچ کہ ”کوئی بات نہیں، جانا تو جنت میں ہی ہے“ کا جواب

قرآن و سنت کی روشنی میں

وغارت کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ جب اسے موقع ملے وہ لوٹ مار کرتا ہے، جب اس کے پاس طاقت آجائے تو وہ دوسرے کا استحصال کرتا ہے۔ اسے حقوق اللہ کی کچھ پرواہ نہیں۔ حقوق العبادہ پورے نہیں کرتا اور یوں پورا معاشرہ بگاڑ کا شکار نظر آتا ہے۔ رحمان کی بندگی کرنے کی بجائے شیطان کی بندگی کرتا ہے۔ پھر کبھی اس نے صحیح معنوں میں اپنے مقصد تخلیق کو سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی پیدائش کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَسْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا. [الملک: 2]

”وہی ہے جس نے زندگی اور موت کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔“

نیک اعمال کرنے والے مومن اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہیں اور برے اعمال کرنے والا شیطان کا پسندیدہ شخص ہے لیکن ہماری صورت حال اس کے برعکس

ہے۔ ہمارے پاس اچھے اعمال کی کمی ہے اور برے اعمال کا ارتکاب ہم بہت زیادہ کرتے ہیں اور پھر ہمیں

احساس بھی نہیں کہ ہمیں اس کی سزا ملے گی۔

قرآن اور حدیث میں بارہا مقامات پر نافرمانیوں کی سزائیں بیان ہوئی ہیں اور ایسا شخص جس نے کلمہ کا اقرار کیا ہوگا اور صدق دل سے اس کو تسلیم بھی کیا ہوگا اور موحّد ہوگا لیکن اس نے نافرمانیوں کا ارتکاب بھی کیا ہوگا تو اس کو آخرت میں ان نافرمانیوں کی بیان کردہ سزا کو بھگتنا ہوگا اور سزا پالینے کے بعد وہ بالآخر جنت میں جائے گا اور جو کافر ہوگا تو اس کی سزا قرآن نے یہ بیان کی ہے کہ وہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں جائے گا۔

ذیل میں ہم کچھ مدت کے لیے جہنم میں جانے والے لوگوں کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

ایسا بالکل نہیں ہے۔ جو جتنی محنت کرے گا اتنا صلہ پائے گا کیونکہ
إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكَ حَسَنَةً يُّضَاعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا [النساء: 40]
”بے شک اللہ ایک ذرے کے برابر ظلم نہیں کرتا اور اگر



ایک نیکی ہوگی تو اسے دو گنا کر دے گا اور اپنے پاس سے بہت بڑا اجر عطا کرے گا۔“

ایسا بالکل نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص ساری زندگی اپنے رب کی بندگی میں گزار دے اور دوسرا شخص جس نے ساری زندگی اپنے رب کی نافرمانی کر کے شیطان کو راضی کیا ہو دونوں کو ایک جیسا صلہ ملے۔ یقیناً جس نے نیک اعمال کر کے اللہ رب العزت کو خوش

ہمارے معاشرے میں عام طور پر یہ تصور پایا جاتا ہے کہ آخرت کی کامیابی کے لیے محض زبانی اقرار کر لینا ہی کافی ہے اور ایک کلمہ گو شخص (اللہ کی توحید اور نبی ﷺ کی رسالت، عقائد اسلامی پر ایمان لانے کا اقرار کرنے والا) تو جنت میں ہی جائے گا۔ اب وہ چاہے اپنے عمل کے ذریعے اس کی تصدیق کرے یا نہ کرے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل اور رسول اللہ ﷺ کی کامل اطاعت کرے یا ان میں سستی کرتے ہوئے اور نافرمانیوں کا سلسلہ جنم دے۔ اپنی خواہشات کا غلام بن کر بے لگام اونٹ کی طرح زندگی گزار دے یا اللہ کی رضا و انعام کے حصول اور اس کے غصے اور عذاب سے بچنے کے لیے اس کی اتباع کا پھرہ اپنے اوپر قائم کرے۔ اس کی بخشش کے لیے محض ”کلمہ گو مسلمان“ بن جانا کفایت کر جاتا ہے۔ چاہے یہ بات زبان سے نہ کہی جائے لیکن ہمارے اعمال اسی کی گواہی دے رہے ہوتے ہیں۔

ذرا تصور کریں کہ ایک طالب علم جس نے سارا سال اچھی طرح اپنے سلیبس کو پڑھا ہوا اور پھر امتحانات کے دنوں میں خوب

جس شخص نے نماز کی حفاظت کی اس کے لیے نماز قیامت کے روز نور، برہان اور نجات کا باعث ہوگی، جس نے نماز کی حفاظت نہ کی اس کے لیے نہ نور ہوگا، نہ برہان اور نہ نجات۔

کیا ہوگا وہ انعام پائے گا اور جس نے نافرمانی کی ہوگی وہ اس نافرمانی کی سزا بھگتے گا۔

أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ [الم سجدہ: 18]

”تو کیا وہ شخص جو مومن ہے وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو فاسق ہے؟ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔“

بزرا و سزا کے اس Concept کی کمزوری نے معاشرے میں بے عملی کو ہوا دی ہے اور ہمارا آج کا مسلمان بے عملی کا شکار نظر آتا ہے۔ وہ اسی غلط فہمی کا شکار نظر آتا ہے کہ آخرت میں اس کا معاملہ بھی اچھا ہی ہوگا لہذا وہ جھوٹ، دھوکہ، غریب، قتل

تیار کر کے امتحان دیا ہو اور ایک دوسرا طالب علم جس نے نہ تو کلاسز اٹینڈ کی ہوں اور پیپروں کے دنوں میں بھی لا پرواہی کا مظاہرہ کیا ہو تو کیا ایسے ہو سکتا ہے کہ ان دونوں کا رزلٹ ایک جیسا آئے؟ یقیناً دونوں کا رزلٹ ایک جیسا نہیں ہوگا۔ جس نے اچھی طرح تیاری کر کے امتحان دیا ہوگا، اس کا رزلٹ اچھا آئے گا اور جس نے تیاری نہیں کی ہوگی وہ ناکام ہو جائے گا۔

یہ تو دنیا کا معاملہ ہے، ہو سکتا ہے اس میں رعایت مل جائے اور پھر طالب علم کے پاس چانس بھی ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ امتحان دے کر اپنے رزلٹ کو اچھا کر لے لیکن دین کے معاملے میں

☆..... زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے جہنم میں جائیں گے۔

کاٹھکا نا جہنم ہے اور وہ بونے کی بری جگہ ہے۔“

گے۔ وہ اس میں جزا کے دن داخل ہوں گے۔ اور وہ اس سے کبھی

☆..... یتیم کا مال ناحق کھانے والا جہنم میں جائے گا۔

عاقب ہونے والے نہیں ہیں۔“

☆..... تارک نماز جہنم میں جائے گا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَخْبَارِ
وَالرُّهْبَانِ لِيَآكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن

سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يُكْرِزُونَ

الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا

يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ

فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ يَوْمَ

يُحْمَىٰ عَلَيْهِمْ فِي نَارِ جَهَنَّمَ

فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ

وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا

كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۝

[التوبه: 34, 35]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بے شک بہت سے عالم اور

درویش یقیناً لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھاتے ہیں اور اللہ کے

راستے سے روکتے ہیں اور جو لوگ سونا اور چاندی خزانہ بنا کر رکھتے

ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، تو انہیں دردناک

عذاب کی خوشخبری دے دے۔

جس دن اسے جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس کے

ساتھ ان کی پیشانیوں اور ان کے پہلوؤں اور ان کی پشتوں کو داغا

جائے گا۔ یہ ہے جو تم نے اپنے لیے خزانہ بنایا تھا، سو چکھو جو تم خزانہ

بنایا کرتے تھے۔“

☆..... مومن کو جان بوجھ کر قتل کرنے والا طویل مدت

کے لیے جہنم میں جائے گا۔

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِدًا فَقَدْ آوَاهُ جَهَنَّمَ

خَالِدًا فِيهَا وَلَعَنَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَهُ وَآَعَدَ لَهُ

عَذَابًا عَظِيمًا ۝ [النساء: 93]

”اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو

اس کی جزا جہنم ہے، اس میں ہمیشہ رہنے والا ہے اور اللہ

اس پر غصے ہو گیا اور اس نے اس پر لعنت کی اور اس کے

لیے بہت برا عذاب تیار کیا ہے۔“

☆..... کفار سے جنگ کے دوران لشکر سے بھاگنے والا جہنم میں

جائے گا۔

وَمَنْ يُؤْلَهِمْ يَوْمَئِذٍ ذُبْرُهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ

مُتَحَرِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَا وَاهُ جَهَنَّمَ

وَبَشِّرِ الْمَصِیْرُ ۝ [الانفال: 16]

”اور جو کوئی اس دن ان سے اپنی پیٹھ پھیرے، ماسوائے

اس کے جو لڑائی کے لیے بینتر ابدلنے والا ہو، یا کسی جماعت کی

طرف جگہ لینے والا ہو، تو یقیناً وہ اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹا اور اس

دنیا میں کوئی بھی شخص ایک دن کے لیے بھی جیل میں جانے کے لیے تیار نہیں ہوتا

حالانکہ عمر قید کی سزا کے مقابلے میں ایک دن کی سزا کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ دنیا

کا معاملہ ہے جبکہ آخرت کا معاملہ تو اس سے بھی سخت ہے

يَا كُلُّونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۝ [النساء: 10]

”بے شک جو لوگ یتیموں کے اموال ظلم سے کھاتے ہیں

وہ اپنے پیٹوں میں آگ کے سوا کچھ نہیں کھاتے اور وہ عنقریب

بھڑکنے کی آگ میں داخل ہوں گے۔“

☆..... پاک دامن مومن عورتوں پر تہمت لگانے والا جہنم میں

جائے گا۔

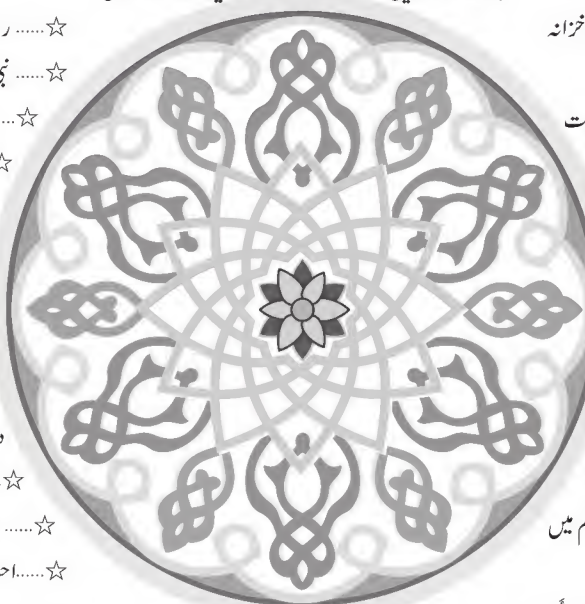
إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ

الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ

عَظِيمٌ ۝ [نور: 23]

”بے شک وہ لوگ جو پاک دامن، بے خبر مومن عورتوں پر

تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں



لعنت کیے گئے اور ان کے

لیے بہت برا عذاب ہے۔“

☆..... فاسق، فاجر اور بدکار لوگ جہنم میں جائیں گے۔

وَإِنَّ الْفَجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ۝ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ

وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ ۝ [انفطار: 14 تا 16]

”اور بے شک نافرمان لوگ یقیناً بھڑکنے کی آگ میں ہوں

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے

روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دن

نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ”جس شخص

نے نماز کی حفاظت کی اس کے لیے نماز

قیامت کے روز نور، ہامان اور نبی کا باعث

ہوگی، جس نے نماز کی حفاظت نہ کی اس کے

لیے نہ نور ہوگا، نہ ہامان اور نہ نجات۔ نیز قیامت کے روز اس

کا انجام قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔“

[صحیح ابن حبان۔ 1467]

اسی طرح اور بہت سی نافرمانیوں کا ارتکاب کرنے والے

کچھ مدت کے لیے جہنم میں جائیں گے۔ ہم طوالت سے بچنے کے

لیے ان کا صرف تذکرہ کر دیتے ہیں۔ باقی قرآن کی آیت یا

حدیث دیکھنے کے لیے مولانا اقبال کیلانی صاحب کی کتاب ”جہنم

کایان“ ملاحظہ کریں۔

☆..... روزہ نہ رکھنے والا۔

☆..... استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والا۔

☆..... ریا کاری کرنے والا۔

☆..... نبی اکرم ﷺ کے نام غلط بات منسوب کرنے والا۔

☆..... تکبر کرنے والا۔

☆..... سودخور۔

☆..... زانی مرد اور عورت۔

☆..... شراب پینے والا۔

☆..... خودکشی کرنے والا۔

☆..... تصویر بنانے والا۔

☆..... دنیاوی جاہ و جلال اور فخر و غرور کی خاطر علم

دین سیکھنے والا۔

☆..... بیت المال کی رقم میں خرد برد کرنے والا۔

☆..... بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور مغرور فقیر۔

☆..... احسان جتلائے والا اور جھوٹی قسم کھا کر مال پیچنے والا۔

☆..... جانور پر ظلم کرنے والا۔

☆..... دوسروں پر ظلم کرنے والا اور دوسروں کے حقوق غصب

کرنے والا۔

☆..... حرام کھانے والا، دھوکہ دینے والا، بخیل، جھوٹا اور فحش گو۔

☆..... جھگڑالو اور بد اخلاق۔

(باقی صفحہ 15 پر)

آ تہ کو دکھائوں ذرا آئینہ میں.....!!

26/11.... اصل حقائق

کشمیری تنظیموں اور پاکستانی اداروں کا راگ الاپتے بھارتی میڈیا کی سازشوں کا احوال

سر پر اٹھایا گیا۔ کسی نے تو قربانی کا بکرا بننا تھا تو وہ قربانی پاکستان کی انٹیلی جنس ایجنسی ISI اور لشکر طیبہ (کشمیری تحریک ہے) کے حصے میں آئی۔ دن رات چینلوں بول رہے تھے اور اپنی توپوں کے دھانے پاکستان اور کشمیری تنظیم کی طرف کھول دیے۔

مالگیاؤں دھماکے ہوں یا سمجھوتہ ایکسپریس، واقعہ ہوتے ہی لشکر طیبہ کے کھاتے میں ڈال دیے گئے لیکن بعد میں یہ ثابت ہوا کہ اس میں ہندو تنظیمیں اور انڈین آرمی کے آفیسر شامل تھے۔ انڈیائی بغیر تحقیق کیے یہ الزام لگا دیا کہ یہ حملے بھی لشکر طیبہ اور ISI نے کردائے ہیں۔ انڈیائی سے محبت کرنے والے بھی میدان میں کود آئے۔ امریکی انٹیلی جنس ایجنسی CIA کے سربراہ Mike Mcconnell نے الزام لگایا کہ

یہ بات طے شدہ ہے کہ یہ حملے لشکر طیبہ نے کیے ہیں۔

کھلے عام پاکستان کی انٹیلی جنس ISI کو ہدف بنایا گیا۔ ہر ملک کی ایجنسی

اپنے ملک کو خطرات سے بچانے اور ملک کو محفوظ کرنے کے لیے کوشاں رہتی ہے لیکن یہاں کیا ہے کہ ISI کو بدنام کرنے اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو داغ دار کرنے کی کوشش جاری ہے۔ امریکہ جس کے لیے پاکستان نے دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ میں بے شمار قربانیاں پیش کیں۔ اپنے ملک کی بقاء داؤ پر لگایا۔ ملکی معیشت اور سالمیت کو بہت بڑے خطرے میں ڈال لیا۔ اب تک اس دہشت گردی کے خلاف شروع ہونے والی جنگ میں پاکستان نے جتنا جانی نقصان اٹھایا کسی نے بھی نہیں اٹھایا۔ ڈرون حملے، خودکش بم دھماکے، افراتفری کا ماحول سب اسی ساتھ کا نتیجہ ہے، مگر اس امریکہ نے بھی ہمارے ہی خلاف زہر لگایا۔

یہ سب کچھ پاکستانی حکمرانوں نے امریکہ کو خوش کرنے کے لیے کیا لیکن 26/11 کے بعد CIA کا آفیسر کھلے لفظوں میں

پھر اسی افواہ سازی پر ہمارے ملک کا میڈیا ٹاک شوز کرتا ہے۔ اسی اسلام اور پاکستان دشمنی کو آگے بڑھاتے ہوئے انڈین میڈیا اور اس کے ایجنٹز دن رات مملکت خداداد اور اس کے باسیوں کے خلاف زہر اگلنے رہتے ہیں۔ پاکستان کی سلامتی اور بقاء پر ضرب لگانا اپنا اولین فریضہ سمجھا جاتا ہے۔ جھوٹی کہانی گھڑنا



اور پھر اس میں رنگ بھرنا ہو تو بھارتی میڈیا سے سیکھ سکتے ہیں۔ طرح طرح کے مفروضے بنائے جاتے ہیں اور پھر اس کے مطابق ایک نئی تصویر بنا کر دنیا کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔

بھارت ایک اور کام بڑے احسن طریقے سے کر رہا ہے۔ کچھ عرصے کے بعد انڈیا کسی نہ کسی کو پکڑ کر ممبئی حملوں کے ملزم کے طور پر منظر عام پر پیش کرتا رہا ہے تاکہ بات بنی رہے

ان کہانیوں میں سے ایک کہانی 26 نومبر 2008ء کے دن ممبئی پر ہونے والے حملوں پر بنائی گئی۔ کراچی ساحل سے سوار ہو کر دس لوگ موٹر بوٹ پر سفر کرتے ہوئے ممبئی کے ساحل پر اترے جن کے پاس خود کار ہتھیار اور پیئڈ گرنیڈ تھے۔ جن میں سے دو افراد ریلوے اسٹیشن کے مسافر خانہ میں داخل ہوئے اور اندھا دھند فائرنگ کی، لیو پولڈ کیفے میں 10 افراد قتل ہوئے، تاج اور اورا برائے ہوئے میں داخل ہوئے اور اسی طرح نرمین ہاؤس میں داخل ہو کر گولیوں اور پیئڈ گرنیڈ سے 188 افراد قتل اور 300 زخمی کر دیئے گئے۔ قتل ہونے والوں میں 22 افراد بیرونی ممالک کے تھے۔

اب یہ حملہ تو ہو گیا جس کے متعلق کوئی ثبوت نہیں کہ کرنے والے کون ہیں؟ پتہ نہیں حملہ آور سمندر کے راستے سے آئے یا انڈیا کے اپنے ہی شہری تھے۔ اس واقعہ کو انڈیائی میڈیا کے ذریعے

میڈیا اکیسویں صدی کا ایسا ہتھیار ہے جس سے تہذیبیں تباہ کی جاسکتی ہیں..... اخلاق برباد ہو سکتے ہیں..... سیاست دان خریدے یا پھر ان کے منہ میں اپنی زبان ڈالی جاسکتی ہے..... جس کو چاہو ملزم، بددیانت اور فرسودہ ثابت کرو اور جسے چاہو بالغ نظر اور باصلاحیت..... جو آپ کا منظور نظر ہو اسے مظلوم اور جس سے آن بن ہو اسے دنیا کا ظالم اور سفاک..... اچھے کو برا اور برے کو اچھا دکھانا میڈیا کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

میڈیا کے تین بڑے ستون، جس پالیسی پر اسے چلا رہے ہیں، اس میں اسلام اور مسلمانوں سے نفرت سرفہرست ہے، ان کے نزدیک تمام مسلمان برے ہیں۔ اس لیے تمام میڈیا پر

مسلمان دہشت گرد، ننگے، عیاش اور عالمی امن کے لیے خطرہ بنا کر پیش کیے جاتے ہیں۔ ان کے ایجنڈے میں شامل ہے کہ اگر کوئی مسلمان تعلیم یافتہ اور باصلاحیت ہو تو اس کی کردار کشی کرو۔ ان میں سے خصوصاً

نیوز لیمنڈ کمپنی جس کا مالک مرڈوک ہے، اس ہدف پر گامزن ہے۔ اس کی پالیسی کا حصہ ہے کہ کلچر اور ثقافت کو چار چیزوں سے تباہ کیا جاسکتا ہے۔

- 1- میکا کی میوزک
- 2- سکینڈلز
- 3- غلیظ جنسی ترغیبات
- 4- مستقل طور پر پھیلانی جانے والی افواہ سازی

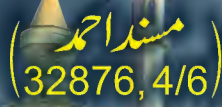
یہی افواہ سازی پاکستان کے حوالے سے ہر دوسرے روز منظر عام پر آتی ہے۔ یہ ٹوٹ جائے گا، یہ دہشت گردوں کی آماجگاہ ہے، جہادی گروپ یہاں تربیتی کیمپ چلا رہے ہیں، حکومتی سطح سے ان کی مدد کی جارہی ہے، اس کا ایٹمی پروگرام دنیا کے امن کے لیے خطرہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ

زمین کی پشت پر مٹی یا گارے کا بنا ہوا کوئی
کلمہ اسلام کو داخل کر دے گا۔ عزت دار کو عزت



مسند احمد
جز 6 ص 4

تبخش کرا اور ذیل کو ذلت دے کر۔ (مسند احمد 32876, 4/6)



پاکستان کی طرف سے اتنی قربانیوں کے بعد کہتا ہے ”پاکستان ہمارے ساتھ اور ہمارے اتحادیوں (یعنی بھارت) کے ساتھ ڈبل گیم کر رہا ہے اور ایسا کرتا ہی جا رہا ہے۔“ اور اس کے ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ ”پاکستانی ISI ممبئی حملوں میں بالواسطہ دہشت گردوں کی تربیت میں شامل ہے۔“ یہ ہے قربانیوں کا اتحادیوں کی طرف سے پاکستان کو ”صلہ“۔

ہمارے عبدالرحمن ملک صاحب کئی دفعہ امریکہ اور انڈیا کو وضاحت کر چکے ہیں کہ پاکستانی ISI ان حملوں میں کسی طرح بھی شامل نہیں ہے لیکن کوئی ان کی بات سننے اور ماننے کے لیے تیار نہیں ہے۔ دوسری طرف جماعت الدعوة انڈین میڈیا کے زیرِ نقاب آگئی۔ حالانکہ یہ وہ جماعت ہے جو ہمہ!

وقت لوگوں کی بے لوث خدمت کرنے! بالیگاؤں دھماکے ہوں یا سمجھوتہ ایکسپریس، واقعہ ہوتے ہی لشکر طیبہ کے کھاتے میں ڈال دیے! کہ قیمت کیوں لگائی گئی؟ تو ان کے پاس کوئی جواب بن نہ پڑا اور کہا کہ انعام حافظ سعید کی خبر دینے والے کے لیے ہے تو حافظ صاحب نے کہائیں بتا ہوں میں کہاں ہوں، اس لیے قیمت مجھے ادا کر کے رسید کوالو۔ جس سے ان کی اپنی پوری دنیا میں بکلی ہوئی۔

مبئی حملوں سے پہلے 26/11 کے حملے اور اس کے بعد انڈیا جماعت کے خلاف اتنا پروپیگنڈا کیوں کرتا ہے؟ اصل میں انڈیا کا پرانا کردار ”بغل میں چھری منہ میں رام رام“ پاکستانیوں کے سامنے بے نقاب کیا جا رہا ہے۔

پروفیسر حافظ محمد سعید ﷺ کا سب سے بڑا قصور یہ ہے کہ وہ حق کی بات ڈنکنے کی چوٹ پر ہر جگہ کرتے ہیں۔ جس سے بھارت کی سازشیں بے نقاب ہوتی ہیں۔ پاکستان اور خاص طور پر بلوچستان میں جو علیحدگی پسند تحریکیں ”را“ کے ہاتھوں سے پروان چڑھ رہی ہیں، وہ آشکار کی جاتی ہیں۔ کشمیر میں 90 فیصد آبادی مسلمانوں کی ہے جو وہ پاکستان سے الحاق کرنا چاہتے ہی لیکن 8 لاکھ انڈین آرمی ان کے حق خود ارادیت کے سوال پر ظلم اور بربریت کے پہاڑ توڑ رہی ہے۔

پروفیسر حافظ محمد سعید ﷺ کے ہاتھوں کی بندوق کے نشانے پر ہیں کیونکہ وہ بھارتی مکروہ چہرے کی نقاب کشائی کرتے ہیں جو حق کی بات کرے، وہ انڈیا اور پوری دنیا کی نظروں میں دہشت گرد ہے۔ لشکر طیبہ کشمیری تنظیم ”گرسیمیر“ کی آزادی کی بات کرے تو وہ دہشت گرد۔ بھارتی حکومت کو وہ ہندو انتہا پسند تنظیمیں جو مسجدوں کو شہید کر رہی ہیں اور مسلمانوں کو زندہ جلاری ہیں، نظر نہیں آتیں۔ یہ آسام اور گجرات کے دل دہلا دینے والے مظالم نظر نہیں آتے۔ یہ بھارت کا دہرا چہرہ ہے۔ اسی کے تحت وہ اپنی خاندانی پالیسی کو ترتیب دے رہا ہے۔

کوئی بے جا نہ ہوگا۔ کچھ عرصہ پہلے انڈین میڈیا اور چینل مسلسل دودن یہ پروپیگنڈہ کرتے رہے کہ لشکر طیبہ کے پانچ کارکن سمندر کے راستے ممبئی میں گھس آئے ہیں اور دہشت گرد حملوں کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ ان میں سے تین کی تصویریں بھی بھارتی میڈیا نے شائع کر دیں۔

بھارت نے ممبئی اور اس کے گرد و نواح میں آئل ریفائنریز اور سرکاری عمارتوں کی سیوریٹی بڑھانے کا بھی اعلان کر دیا۔ تاہم بھارتی میڈیا نے جو قصاص دیکھائیں، ان میں سے دو قصاص لاہور کے تاجروں عاطف بٹ اور مہتاب بٹ کی نگلیں جو بالترتیب 12 اور 14 برس سے لاہور میں کاروبار کر رہے ہیں۔ تیسری تصویر ایک

سیوریٹی گارڈ بابر بشیر کی تھی جو پانچ برس سے ایک ہی پلازہ میں سیوریٹی کے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ مہتاب بٹ کا کہنا ہے کہ وہ اس خبر پر بھارتی چینل کے خلاف قانونی کارروائی کرے گا۔

بھارتی پروپیگنڈے کے خلاف مشتعل تاجروں نے احتجاج کیا اور گلبرگ کھانے پینے گئے جہاں مہتاب بٹ، آصف بٹ اور بابر کے متعلق تمام شواہد پولیس نے جمع کر لیے اور ضروری کارروائی کی یقین دہانی کروادی۔

یہ ہے بھارتی میڈیا کی حقیقت۔ اصل میں انہوں نے لشکر طیبہ اور ISI کا آئینہ لگایا ہوا ہے۔ جیسے دن چاہے سفید اور سورج سے چمکدار ہو لیکن جس نے سیاہ چشمہ لگایا ہو تو اسے سیاہ ہی نظر آئے گا۔ اسی طرح بھارتی لشکر طیبہ اور ISI کا چشمہ اتاریں تو ان کو نظر آئے گا کہ کتنی ہندو انتہا پسند تنظیمیں بھارت کی اپنی کوکھ سے جنم لے رہی ہیں۔

پاکستان پر دباؤ ڈالنے کے لیے بھارت میڈیا کو بطور ہتھیار استعمال کرتا ہے۔ حملہ ہونے چار سال گزر چکے لیکن انڈیا اب بھی اس طرح چھینتا ہے کہ گویا یہ حملہ آج ہی ہوا ہے۔ بھارت ایک اور کام بڑے احسن طریقے سے کر رہا ہے۔ کچھ عرصے کے بعد انڈیا کسی نہ کسی کو پکڑ کر ممبئی حملوں کے ملزم کے طور پر منظر عام پر پیش کرتا رہا ہے تاکہ بات بنی رہے۔

پروفیسر حافظ محمد سعید ﷺ پاکستان کے محرز اور پرامن شہری ہیں۔ جو عرصہ دراز تک ملک کی نامور یونیورسٹی میں بطور معلم فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اس کے ساتھ انہوں نے دینی انسانیت کے لیے اصلاحی اور فلاحی تنظیم کو چلاتے رہے ہیں اور اب

بھی چلا رہے ہیں۔ عمر کے اس حصے میں آرام پر خدمت کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ شخص جس کو پاکستانی قوم اپنا ہیرو اور محسن سمجھتی ہے اس کو انڈیا دہشت گرد اور دنیا کے لیے خطرہ ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے۔ بھارت نے اتنا شور مچایا کہ کئی دفعہ حکومت نے ان کو نظر بند کیا لیکن بے گناہی کے ثبوت پایہ تکمیل تک پہنچنے پر رہا کر دیا۔

اب پاکستان کے اڑی دشمن بھارت نے امریکہ کو استعمال کرتے ہوئے امریکی نائب وزیر خارجہ کے بھارت دورے کے دوران حافظ محمد سعید اور ان کے برادر بستی حافظ عبدالرحمن کی سر کی قیمت مقرر کر دی۔ تو حافظ صاحب نے فوراً پاکستانی میڈیا پر آکر اپنا موقف پیش کیا۔ متعدد ڈی وی چینلوں کو انٹرویو دیے۔ امریکی وزیر خارجہ کے ترجمان سے جب سوال کیا گیا کہ قیمت کیوں لگائی گئی؟ تو ان کے پاس کوئی جواب بن نہ پڑا اور کہا کہ انعام حافظ سعید کی خبر دینے والے کے لیے ہے تو حافظ صاحب نے کہائیں بتا ہوں میں کہاں ہوں، اس لیے قیمت مجھے ادا کر کے رسید کوالو۔ جس سے ان کی اپنی پوری دنیا میں بکلی ہوئی۔

مبئی حملوں سے پہلے 26/11 کے حملے اور اس کے بعد انڈیا جماعت کے خلاف اتنا پروپیگنڈا کیوں کرتا ہے؟ اصل میں انڈیا کا پرانا کردار ”بغل میں چھری منہ میں رام رام“ پاکستانیوں کے سامنے بے نقاب کیا جا رہا ہے۔

پروفیسر حافظ محمد سعید ﷺ کا سب سے بڑا قصور یہ ہے کہ وہ حق کی بات ڈنکنے کی چوٹ پر ہر جگہ کرتے ہیں۔ جس سے بھارت کی سازشیں بے نقاب ہوتی ہیں۔ پاکستان اور خاص طور پر بلوچستان میں جو علیحدگی پسند تحریکیں ”را“ کے ہاتھوں سے پروان چڑھ رہی ہیں، وہ آشکار کی جاتی ہیں۔ کشمیر میں 90 فیصد آبادی مسلمانوں کی ہے جو وہ پاکستان سے الحاق کرنا چاہتے ہی لیکن 8 لاکھ انڈین آرمی ان کے حق خود ارادیت کے سوال پر ظلم اور بربریت کے پہاڑ توڑ رہی ہے۔

پروفیسر حافظ محمد سعید ﷺ کے ہاتھوں کی بندوق کے نشانے پر ہیں کیونکہ وہ بھارتی مکروہ چہرے کی نقاب کشائی کرتے ہیں جو حق کی بات کرے، وہ انڈیا اور پوری دنیا کی نظروں میں دہشت گرد ہے۔ لشکر طیبہ کشمیری تنظیم ”گرسیمیر“ کی آزادی کی بات کرے تو وہ دہشت گرد۔ بھارتی حکومت کو وہ ہندو انتہا پسند تنظیمیں جو مسجدوں کو شہید کر رہی ہیں اور مسلمانوں کو زندہ جلاری ہیں، نظر نہیں آتیں۔ یہ آسام اور گجرات کے دل دہلا دینے والے مظالم نظر نہیں آتے۔ یہ بھارت کا دہرا چہرہ ہے۔ اسی کے تحت وہ اپنی خاندانی پالیسی کو ترتیب دے رہا ہے۔

پروفیسر حافظ محمد سعید ﷺ پاکستان کے محرز اور پرامن شہری ہیں۔ جو عرصہ دراز تک ملک کی نامور یونیورسٹی میں بطور معلم فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اس کے ساتھ انہوں نے دینی انسانیت کے لیے اصلاحی اور فلاحی تنظیم کو چلاتے رہے ہیں اور اب

طلباء کا رنر

ساجد الرحمن



Federal Urdu University
OF ARTS, SCIENCE AND TECHNOLOGY

فیڈرل اردو یونیورسٹی

جعلی طریقوں سے پاک کروانے والے گینگ کے 11 افراد معطل

پاکستانی نظام تعلیم میں بہت سے طلباء اس وقت محنت کرنا چھوڑ جاتے ہیں جب وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ کامیابی صرف اسی شخص کو ملے گی جس کا تعلق اساتذہ یا کلرک حضرات سے ہوگا۔ کیونکہ کام چور اور بددیانت طلباء کو اعلیٰ نمبرز کے ساتھ پاس کر دیا جاتا ہے اور محنتی طلباء راتوں کو جاگنے کے باوجود مطلوبہ نمبر لینے سے محروم ہو جاتے ہیں یا اساتذہ کے ناجائز انتقام کا ذریعہ بنتے ہیں۔ کچھ اسی طرح کا معاملہ جامعہ پنجاب میں پیش آیا جہاں ایگزیمینیشن ڈیپارٹمنٹ کے گیارہ افراد نے BA کے طلباء کو 2012ء کے امتحانات میں رشوت لے کر پاس کیا۔ جامعہ پنجاب نے ان بددیانت، ضمیر فروش افراد کی جانچ پڑتال کی ذمہ داری شعبہ شاریات اینڈ انکیچر مل سائنسز کے پرنسپل پروفیسر شاہد کمال کے سپرد کی گئی ہے کہ وہ کرپشن کے نتائج، مجرمانہ اور فتنہ خیز کے مرتکب افراد کی تحقیق اور ان کی سزا کا انتخاب کریں۔ یقیناً جامعہ پنجاب کے مجرم افراد کے خلاف ایکشن سے ذہین اور محنتی طلباء کی حوصلہ افزائی ہوگی اور انتظامیہ پر اعتماد بڑھے گا۔

وائس چانسلر کی تعیناتی میں تاخیر سے مسائل بڑھ گئے

فیڈرل اردو یونیورسٹی فار آرٹس سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (FUUAST) کے اساتذہ نے ملک کی وفاقی یونیورسٹیز کے انتظامی امور کے چانسلر سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ وائس چانسلر کی تقرری میں تاخیری حربوں سے کام نہ لیں بلکہ FUUAST کی طرف سے تجویز کردہ تین ناموں میں سے ایک کو وائس چانسلر منتخب کریں۔ دراصل پروفیسر ڈاکٹر محمد قیصر صاحب کو FUUAST کا وائس چانسلر بنایا گیا ہے جو پہلے ہی کراچی یونیورسٹی کے چانسلر کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ صوبہ سندھ کی ساری یونیورسٹیز کے بھی چانسلر ہیں۔

اساتذہ کا کہنا ہے کہ پروفیسر قیصر کی وجہ سے بہت مسائل کا سامنا ہے کیونکہ وہ روزانہ FUUAST میں حاضر ہونے سے قاصر ہیں جبکہ FUUAST میں 10,000 طلبہ زیر تعلیم ہیں جو FUUAST کے زیر انتظام تین شاخوں (کراچی کیمپس، گلشن کیمپس اور اسلام آباد کیمپس) میں زیر تعلیم ہیں اور طلباء کے مسائل VC نہ ہونے کی وجہ سے حل نہیں ہو رہے جو طلباء کے ساتھ ساتھ انتظامیہ کے لئے بھی سرور ہے۔ فیڈرل اردو یونیورسٹی آف آرٹس سائنس اینڈ ٹیکنالوجی میں آئے روز مختلف افواہیں اڑتی رہتی ہیں جس کی وجہ سے طلبہ اور انتظامیہ پریشانی کا شکار رہتے ہیں۔ اس کے باوجود HEC نے کوئی ایکشن نہیں لیا۔

سیاسی جماعت کے طلبہ ونگ کے ہاتھوں ڈین کی پٹائی

طلبہ یونین کی بحالی کے حامیوں کے لئے لمحہ فکریہ

پچھلے ماہ عبدالودود کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے (سیاسی جماعت سے وابستہ) طلباء نے ڈین سے سیاسی پروگرام کرنے کی اجازت مانگی۔ ڈین نے Campus میں سیاسی جلسہ کرنے کی اجازت نہ دی جس پر سیاسی پارٹی کے طلباء نے پروفیسر راشد بیگ کو مار مار کر شدید زخمی کر دیا۔ جس کے رد عمل کے طور پر یونیورسٹی انتظامیہ نے کالج کو بند کر دیا ہے تاکہ ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے۔

یکساں نظام تعلیم: پاکستان کی اولین ضرورت

پنجاب کی حکومت نے تعلیمی نصاب میں اصلاحات لانے کے لئے دو امریکن ماہر تعلیم کو تعینات کر رکھا ہے جن کا نام ریمنڈ اور ڈوم ہے۔ اس کے علاوہ برطانیہ کے ماہر تعلیم کنسلٹنٹ برائے تعلیمی روڈ میپ پنجاب کو ایٹو کنسلٹنٹ کرکیم مقرر کیا گیا ہے۔ غیر ملکی مداخلت کی بدولت اب تک ہمارے نظام تعلیم سے اسلامی اقدار، روایات، اسلامی



کا کھلا مطلب یہ ہے کہ چوروں کے ہاتھ میں تعلیم کی مہار ہے۔ چور دروازوں سے داخل ہونے والے اساتذہ نہ تو خود ہی کچھ کر سکتے ہیں بلکہ وہ قابل اساتذہ کو بھی ایمانت داری سے پڑھانے نہیں دیتے۔ عوامی حلقے نظام تعلیم کے سربراہ کے خلاف کئی مرتبہ احتجاج کر چکے ہیں مگر احتجاج بے سود رہا کیونکہ وزیر تعلیم علی مدد شیر، چیف سیکرٹری ایجوکیشن وغیرہ کھل کر اس کی حمایت کر رہے ہیں۔

احتجاجی دلوں میں ایمانت دار اساتذہ کی جگہ رشوت خور، بے ضمیر اور نام نہاد اساتذہ کو تعینات کیا جاتا ہے جو سرعام چند کئے لے کر نقل کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے طلباء میں ایماننداری سیکھنے کا رجحان کم ہوتا جا رہا ہے۔ بعض وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ڈیڑھ سو کے لگ بھگ غیر قانونی بھرتی شدہ افراد کے لیے تنخواہ کا اجراء محکمہ تعلیم اور اکاؤنٹ جنرل آفس کے لیے رد سر بنا ہوا ہے۔ قراقرم یونیورسٹی بورڈ نے بھی محکمہ تعلیم کے کرپٹ عناصر کے ساتھ مل کر نظام تعلیم کو تباہ کیا ہوا ہے۔ اگر یہی صورتحال رہی تو چند سالوں بعد گلگت بلتستان کے تعلیمی ادارے سلجھ ہوئے ہونہار طلباء کی جگہ بگڑے ہوئے چور اور بد معاش پیدا کریں گے۔ آگے آپ خود ہی اندازہ کر لیں کہ معاشرہ کس رخ نکل پڑے گا۔



صوبہ پنجاب کے بوائز اینڈ گرلز کالجز ون لنک کر دیئے گئے

ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ پنجاب نے ایک مقامی ادارے کے تعاون سے صوبائی دارالحکومت کے بوائز اور گرلز کالجز کو کمپیوٹرائزڈ نظام کے ذریعے سے ون لنک کر دیا ہے جس کے بعد امیدواران گھر بیٹھے ایک ہی ویب سائٹ پر تمام کالجز کا ڈیپلن، فیکلٹی ممبرز اور دیگر سہولیات معلوم کر سکیں گے اور ان میں داخلہ بھی لے سکیں گے۔ یہ پاکستانی تعلیمی میدان میں حکومت کا ایک اہم کارنامہ ہے۔ مگر ایک چیز کا خصوصی اہتمام کیا جائے کہ آیا یہ نظام طلباء کے لئے مزید مسائل کو تو جنم نہیں دے گا۔ کیونکہ ماضی میں ایسا ہو چکا ہے۔ اس لئے حکومت کو چاہیے کہ وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ یہ نظام بھی تجربات کی بھیئت چڑھ کر ضائع نہ ہو جائے۔

شخصیات ان کے کارناموں کے حوالے سے بیشتر مواد حذف کیا جا چکا ہے اور باقی ماندہ اسلام کو خارج کرنے کے لئے امریکہ سر توڑ کوشش کر رہا ہے اور اسلامی روایات، اقدار اور اسلامی شخصیات کی جگہ دنیاوی لوگوں کے فرمودات ڈالے جا رہے ہیں۔ بچوں کو یہ باور کروانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ صحیح کام صرف اور صرف یورپی اقوام ہی کر سکتی ہیں جبکہ ایشیائی لوگ صرف ان کی خدمت کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور ان کا کوئی بڑا ایسا نہیں گزرا جس نے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کیا ہو۔ بڑے ہی سازشی انداز سے احساس کمتری کو طلباء کے ذہنوں میں داخل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ایجوکیشن کمیشن نے قومی نصاب میں برطانوی اور امریکی ماہرین تعلیم کی مداخلت کو قومی مفاد میں مستقل بنیادوں پر بند کرنے کی سفارش کی ہے۔ جسٹس خلیل الرحمن خان نے اپنی ذمہ داری کا پاس نبھاتے ہوئے غیر ملکی ماہرین کی تعلیمی معاونت کو رد کر کے ایجوکیشن کمیشن کو اختیارات دیے جائیں تاکہ ملک پاکستان میں یکساں نظام تعلیم رائج ہو سکے۔ جسٹس خلیل الرحمن خان ایجوکیشن کمیشن نے اپنی سفارشات حکومت کو ارسال کر دی ہیں تاکہ جلد از جلد قوم کے بچوں کو یکساں نظام تعلیم فراہم کرے۔ طبقاتی تفرقہ کو بڑے اکھاڑ کر پھینکا جاسکے۔ نیز اپنے اسلاف کے کارنامے، قرآنی آیات اور احادیث رسول ﷺ کو شال کر کے بچوں کی اساس کو برقرار رکھا جاسکے۔



استاد چور ہو تو شاگرد کیسے نیک سیرت ہوں گے.....!

ملک عزیز پاکستان میں رشوت زنی کا معاملہ گھمبیر صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ ریلوے PIA اور دوسرے اداروں میں تو سیاسی بھرتیاں ہونا روزمرہ کا معمول ہے مگر یہ کیا کہ تعلیمی ادارے جہاں سے علم و عرفان کے چراغ زمانے کے اندھیروں میں ضیاء کی کرنیں بکھیرتے ہیں وہاں پر بھی رشوت زنی نے ڈیرے جما لیے ہیں۔

گلگت بلتستان میں تعلیمی صورتحال اتنی خراب ہو چکی ہے کہ اس سال 70 فیصد طلباء امتحانات میں ناکامیوں کے بھوت کا شکار ہو چکے ہیں جس کی وجہ طلباء کی غفلت نہیں بلکہ صوبائی منتظم اعلیٰ سید مہدی شاہ کی دنیاوی مال سمیٹنے کی حرص ہے جس کی خاطر وہ ملک کے روشن مستقبل کو تارک کر رہے ہیں۔ حال احوال کچھ اس طرح کے ہیں کہ نظام تعلیم کا سربراہ شخص ہے جو 2006ء میں بددیانتی کی وجہ سے ریٹائر کیا جا چکا ہے مگر عیش پرست امراء کی جیب گرم کرنے کی وجہ سے اب تک تعلیمی خدوخال کو تباہ کرنے کے درپے ہے۔ ایک استاد کو بھرتی کرنے کے لیے تین سے چار لاکھ رشوت لی جاتی ہے جس

اخبار عالم

دنیا بھر سے "اخبار طلباء" کی نظر میں

ساجد الرحمن



فلسطین کو تسلیم کرنے کی پاداش میں یونیسکو کی مالی امداد بند

اقوام متحدہ کے ادارہ برائے کچر، ایجوکیشن اور سائنس (یونیسکو) کی امداد پر امریکہ نے پابندی عائد کر دی ہے۔ اس کا قصور یہ ہے کہ اس نے فلسطین کو ایک ملک کی حیثیت سے تسلیم کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ادارہ مالی مشکلات کا شکار ہے۔ گزشتہ برس یونیسکو نے فلسطین کو تسلیم کیا تھا۔ جس کی سزا کے طور پر امریکہ نے اس کی امداد بند کر دی تھی۔

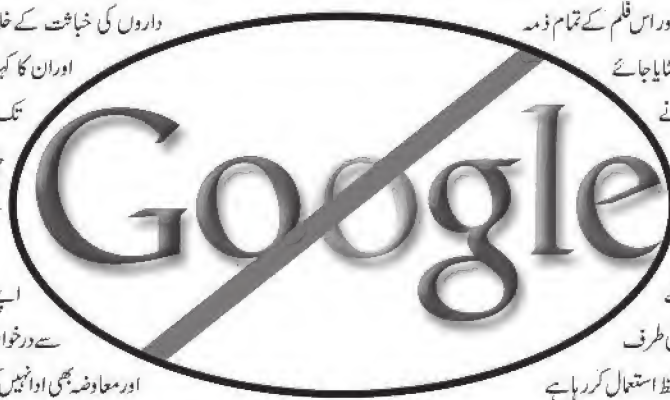
روہنگیا مسلمانوں کی مدد کا الزام

میانمار نے او آئی سی کو دفتر کھولنے سے روک دیا

مسلمانوں کی عالمی تنظیم او آئی سی جو کہ اراکان صوبے میں اپنا آفس کھولنے کا ارادہ رکھتی تھی اس کو میانمار حکومت نے اپنا دفتر کھولنے سے منع کر دیا ہے۔ 2 ماہ پہلے اراکان میں 30 ہزار سے زائد روہنگیا مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا تھا جو کہ بدھ مت حکومت کی سرپرستی میں ہوا تھا۔ اب مسلمانوں کو ظلم و ستم سے بچانے کے لیے اگر او آئی سی نے دفتر کھولنے کا ارادہ کیا ہی ہے تو اسے روک دیا گیا ہے۔ میانمار کے صدر نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ یہ دفتر عوام کی خواہشات سے متصادم ہے۔ اس لیے کھولنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس دفتر کی میانمار کے ظالم بدھ بھکشوؤں نے سخت مخالفت کی ہے۔ یاد رہے کہ یہ وہی بدھ بھکشو ہیں جنہوں نے ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں کو مختلف ایذاں پہنچا کر قتل کیا تھا۔ میانمار کے اس غیر انسانی اقدام کے خلاف کسی بھی عالمی قوت نے کوئی اقدام نہیں کیا کیونکہ سب جانتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کا معاملہ ہے۔

گستاخانہ فلم کے خلاف مسلم امہ کے مظاہرے جاری..... Google کے خلاف مہم اپنے عروج پر

لندن میں ہزاروں مسلمانوں نے گستاخانہ فلم کے خلاف احتجاج کیا اور Google کے خلاف نعرے بازی بھی کی۔ مظاہرین نے شاہی محل کی طرف جانے والے راستوں کو احتجاجاً بند کر دیا۔ مظاہرین نبی کریم ﷺ کی محبت میں سرشار ہو کر گستاخانہ فلم کے خلاف شدید انداز میں مذمت کرتے رہے۔ جبکہ مظاہرین کے خوف کے پیش نظر انتظامیہ نے بھی برہنگہ جانے والے راستوں کو سیل کر دیا۔ مظاہرین نے نبی کریم ﷺ کی عظمت اور اس فلم کے تمام ذمہ داروں کی خباثت کے خلاف ہینرز اور پوسٹرز اٹھا رکھے تھے۔ مظاہرین اور ان کا کہنا تھا کہ یہ احتجاج اس فلم کے ذمہ داروں کے تک جاری رہے گا۔ جاری ہے۔ حالانکہ غیر ملکی خفیہ ایجنسیوں کی طرف کے احتجاج کو دبانے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن اپنے پورٹل سے پاکستان کا لفظ حذف کر دیا ہے۔ یہ سے درخواست دائر ہونے پر کیا گیا ہے۔ Google سرچ اور معاوضہ بھی ادا نہیں کرتا۔ جس کو فوراً بعد Google نے پاکستان کا لفظ پورٹل سے ہٹا دیا۔ امریکی قانون کے مطابق بھی Google نے پاکستان کا نام بغیر کسی معاوضے اور اجازت کے بغیر استعمال کیا ہے۔ جس کا Google کو جرمانہ ادا کرنا چاہیے۔



کے ساتھ ان کی گرفتاریاں ظاہر کر کے جعلی ثبوت گھڑنے کے بعد جیلوں میں بھجوا دیا جاتا ہے۔ جہاں انہیں مسلمان ہونے کے باعث ہائی سیکورٹی میں ٹھونس کر بدترین تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ بھارتی میڈیا کا کہنا ہے کہ جیل رجسٹر میں ظاہر کیا جاتا ہے کہ مسلمان قیدیوں کو سہولیات فراہم کی جارہی ہے۔ لیکن دراصل مسلسل جگ کمرؤں میں بند رہنے کی وجہ سے مسلمان قیدی کئی بیماریوں کا شکار ہیں اور متعدد اپنی یادداشت کھو چکے ہیں جبکہ بعض کی بیانی ضائع ہو چکی ہے۔ جیل افسران کو ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت مسلمانوں کی بیرکوں کی جانب سے گزرنے ہی نہیں دیا جاتا ہے تاکہ مسلمان قیدی ہندو دندوں کی حقیقت نہ بیان کر دیں۔



پاکستانی حکمرانوں کے برعکس بھارت اوجھے ہتھکنڈوں میں مصروف

ہمارے حکمران جس ملک کے ساتھ محبت کی پینگیں بڑھا رہے ہیں، اس کی دوستی کے تحفے پیش خدمت ہیں۔ پاکستان کو ختم کرنے کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے بھارت نے دریائے چناب کا پانی روک لیا ہے۔

رپورٹ کے مطابق بھارت کے پانی روکنے کی وجہ سے ہینڈمرالہ کے مقام پر پانی کی سطح انتہائی کم ہو گئی ہے۔ جس سے پاکستان کی زراعت کو بہت نقصان پہنچنے کا خدشہ ہے۔ اس سے پہلے انڈیا پاکستانی دریاؤں پر سیکنڈوں ڈیم بنانا چاہتا ہے جس سے پاکستان کے معاشی نقصان کے ساتھ ساتھ دفاعی نقصان بھی ہو رہا ہے۔ اس معینہ دوسرا تحفہ پاکستان کو ذہنی توازن کھوئے ہوئے قیدی کی شکل میں ملا ہے۔

محمد تنویر جو 2 سال پہلے سیالکوٹ سے فطی سے بارڈر پار کر گیا تھا، بھارتی تشدد کی وجہ سے اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے۔ اس پر الزام عائد کیا گیا ہے کہ یہ مقبوضہ کشمیر میں داخل ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ 24 سالہ تنویر جو کہ فرنیچر کا کام کرتا تھا اور فطی سے انڈین ورکنگ باؤنڈری کراس کر گیا تھا۔ اس سیکورٹی فورسز نے پکڑ کر مسلسل تشدد کا نشانہ بنایا جس کی وجہ سے وہ ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے۔ تنویر اپنے گھر کا واحد کلیل تھا۔ اس کی گرفتاری کے بعد اس کے گھر میں قاتلوں کی صورتحال ہے۔ اس کی سزا بھی مکمل ہو چکی ہے لیکن ابھی تک رہائی نہیں ہوئی۔ اس کی والدہ نے حکومت پاکستان سے تعاون کی اپیل کی ہے۔ (دیکھیں کہ یہاں امن کی آشا کیا تماشا کرے گی)

دوسری طرف انڈیا نے سیاجن کے پاکستانی علاقے پر قبضہ برقرار رکھنے کے لیے جدید لڑاکا ہیلی کاپٹر خریدنے کا اعلان کیا ہے۔ جس کا مقصد سیاجن آپریشن کے ذریعہ مزید پاکستانی علاقوں پر قبضہ کرنا ہے۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق بھارتی ایئر فورسز کی جانب سے دفاعی ایئر بیس کمپنی پی ایس یو ہال سے باضابطہ طور پر اپیل کی گئی ہے۔ سیاجن آپریشن کو کامیاب بنانے کے لیے 12 جیٹال ہیلی کاپٹر خریدے جائیں گے۔

یونیسکو ڈائریکٹر جنرل ایرینا یوکووا کا کہنا ہے کہ مالی بحران کی وجہ سے ادارہ نئے افراد کا تقرر نہیں کر رہا جس کی وجہ سے ادارہ کو مشکلات پیش آ رہی ہیں۔

ایسے بہت سے واقعات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ، اسرائیلی اشاروں پر چل رہا ہے۔ امن کے نام نہاد ٹھیکیداروں کا دوبرا معیار عیاں ہے کہ ایک طرف نیٹو فلسطینی ہیں جو مسلسل مظلومیت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ دوسری طرف اگر کوئی ان مظلوموں کی حمایت میں بات بھی کرے تو آسمان سر پر اٹھالیتے ہیں۔ امریکہ سراسر مسلم مخالف اقدامات پر عمل کر رہا ہے۔

روس میں بھی اسلام مخالف لہر

طالبات کے سرکارف پہننے کی وجہ سے سکول میں داخلہ بند

جہاں یورپ میں اسلامی اشعار کے خلاف ناجائز محاذ بنایا جا رہا ہے، وہیں روس بھی کچھ پیچھے نہیں۔ جنوبی روس میں مسلمان طالبات کو سرکارف پہننے پر پابندی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ جس وجہ سے والدین کافی پریشان ہیں۔ جو پچاس سرکارف پہن کر سکول جاتی ہیں، ان کے سکول میں داخلے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ مسلمان عالم دین مفتی محمد حاجی رائفوف کے مطابق انہیں مسلمان والدین کی طرف سے شکایات موصول ہو رہی ہیں جس کی وجہ سے مسلم طالبات 2 ہفتوں سے سکول بھی نہیں جاتی ہیں۔



دشمنانہ تشدد بھارت میں قید مسلمان خودکشی کے فتوے لینے پر مجبور دوران قید تشدد و قرآن پاک کی بے حرمتی معمول

بھارتی جیلوں میں قید مسلمان ہیما نہ تشدد اور ہندو عمل کی جانب سے (نعوذ باللہ) قرآن پاک کی بے حرمتی کے مسلسل واقعات پر علماء سے خودکشی کے فتوے لینے پر مجبور ہونے لگے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق بھارت کی سب سے بڑی ریاست کے دارالحکومت کھنؤ کی ایک جیل میں قید مسلم طارق قاسمی نامی نوجوان نے ایک خط کے ذریعے علماء سے فتویٰ مانگا ہے کہ جیل کے عملے کے غیر انسانی سلوک اور بدترین تشدد کی وجہ سے وہ انتہائی مایوس ہیں۔ کیا اس صورت حال سے بچنے کے لئے ان کا خودکشی کرنا جائز ہے؟

بھارتی میڈیا کے مطابق طارق قاسمی کا کہنا ہے کہ انہیں کسی بھی جرم میں ملوث نہ ہونے کے باوجود 13 جون 2008ء سے جیل میں بند کیا گیا ہے۔ دوران قید ان کے جسم کو ہنٹروں اور لالٹھوں کے وار سے ادھیڑ دیا گیا ہے۔ ذہنی تشدد کا نشانہ بنانے کے لئے (نعوذ باللہ) قرآن پاک کے صفحات پھاڑ کر ناپاک مقام پر پھینکے گئے اور لمبی بھوک ہڑتال کرنے پر یہ سلسلہ بند کیا گیا۔ بھارتی ایجنسیوں کی جانب سے مسلمان نوجوانوں کو گھروں بازاروں اور کھیتوں سے اٹھانا معمول بن گیا ہے۔ بھیا تک تشدد کے ذریعے من گھڑت کہانیاں گھڑنے کے بعد کھنؤ بارہ بجکی آناؤ یا دیگر مقامات سے غیر قانونی اشیاء

اہل یہود: ایک سرکش، متکبر اور مغضوب قوم

قرآن و سنت میں بیان کردہ اہل یہود کی لغزشوں کا ایک منفرد جائزہ

رسول اللہ ﷺ کو ہجرت کے بعد یہودیوں سے براہ راست سابقہ پیش آیا جن کی بستیاں مدینہ سے متصل تھیں۔ یہ لوگ توحید، رسالت، وحی، آخرت اور ملائکہ کے قائل تھے۔ اس ضابطہ شرعی کو تسلیم کرتے تھے جو اللہ کی طرف سے ان کے نبی موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا اور اصولاً ان کا دین وہی اسلام تھا جس کی تعلیم رسول اللہ ﷺ دے رہے تھے۔ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گزرے ہوئے تقریباً 19 صدیاں گزر چکی تھیں۔ صدیوں کے مسلسل انحطاط نے ان کو اصل دین سے بہت دور ہٹا دیا تھا۔ ان کے عقائد میں بہت سے غیر شرعی عناصر کی آمیزش ہو گئی تھی جن کے لیے تورات میں کوئی سند موجود نہ تھی۔ ان کی عملی زندگی میں بکثرت ایسے رسوم اور طریقے رواں پا گئے تھے جو اصل دین میں نہ تھے۔ خود تورات کو انہوں نے انسانی کلام کے ساتھ خلط ملط کر دیا تھا اور اللہ کا کلام جس حد تک لفظاً یا معنیاً محفوظ تھا اس کو بھی انہوں نے اپنی من مانی تادیلوں اور تفسیروں سے منہ کر رکھا تھا۔ دین کی حقیقی روح ان میں سے نکل چکی تھی اور ظاہری مذہب کا محض ایک بے جان ڈھانچہ باقی تھا جس کو وہ سینے سے لگائے ہوئے تھے۔

ان کے علماء و مشائخ، ان کے سرداران قوم اور ان کے عوام کی اعتقادی، اخلاقی اور عملی حالت گہرائی اور اس حالت سے ان کو ایسی محبت تھی کہ وہ کسی بھی اصلاح کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوتے تھے۔ صدیوں سے ایسا ہو رہا تھا کہ جب کوئی اللہ کا پیامبر دین کا سیدھا راستہ انہیں بتانے آتا تو وہ اسے اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے اور ہر ممکن طریقہ سے کوشش کرتے کہ وہ کسی طرح اصلاح میں کامیاب نہ ہو سکے اور یہی کام انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کیا۔

یہود کا نبی مکرم ﷺ کے ساتھ رویہ

انسانوں کی احسن شکل سے جانوروں کی شکل میں تبدیل ہونے والی اس قوم نے خود اپنے انبیاء علیہم السلام پر ناپاک الزامات لگائے اور ان کی سیرت کو دغا دار کرنے میں کوئی تامل نہیں کیا۔

حضرت نوح و ابراہیم، لوط، اسحاق، یعقوب، یوسف، موسیٰ، ہارون، عیسیٰ علیہم السلام اور خاتم النبیین امام المرسلین جناب حضرت محمد ﷺ



تک کو نہیں بخشا۔ غرض کوئی بھی ان کی بدگوئی سے نہ بچ سکا۔ لیکن سب سے زیادہ ظلم انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام پر کیا کہ ان کو انبیاء کی صفت سے نکال کر معمولی بادشاہوں کی صف میں لے آئے اور ان کو اس حیثیت سے پیش کیا

آخر یہود کے ایک سیاسی جھوٹ ”ہولوکاسٹ“ کو یورپ نے مقدس قرار دے کر مستوجب سزا قرار دے رکھا ہے تو آپ ﷺ کی عزت و حرمت پامال کرنے کی گھناؤنی حرکتوں کو قابل تعزیر جرم کیوں نہیں ٹھہرایا جاسکتا.....؟؟؟

کہ وہ ڈیپلیمٹ ہیں، فاتح اور مدبر ہیں۔ جھوٹ و فریب، ظلم اور ان تمام وسائل سے توسیع مملکت کرتے ہیں، جن سے دنیا کے دوسرے فاتحین اور جہانگیروں نے کام لیا ہے اور اپنے نفس کی خواہشات پوری کرنے کے لیے وہ سب کچھ کر گزرتے ہیں جو عام بادشاہوں کا شیوہ ہے۔ حد یہ ہے کہ ان لوگوں نے حضرت داؤد علیہ السلام پر زنا اور حضرت سلیمان علیہ السلام پر شرک کا الزام لگانے میں بھی تامل نہیں کیا۔ (نعوذ باللہ)

کائنات کی سب سے مکرم ہستی محمد رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے بھی یہود کا یہی وطیرہ رہا ہے۔ آئیے اس حوالے سے تاریخ کا جائزہ لیں۔

ہجرت کے وقت مدینہ کے یہود کی حالت

بشریت نے اپنی تاریخ میں یہود جیسی رذیل قوم نہیں دیکھی۔ اللہ کے حکم سے تخریر اور بندروں کی شکلوں میں تبدیل ہونے والی یہ قوم ایسی مغضوب اور ملعون قوم ہے کہ جن کو یہ اللہ کا پیغمبر مانتے ہیں، ان میں سے کسی کی شریعت کو بھی انہوں نے دغا دار کیے بغیر نہیں چھوڑا ہے اور داغ بھی ایسے لگائے ہیں جو اخلاق اور شریعت کی نگاہ میں بدترین جرائم شمار کیے جاتے ہیں۔ مثلاً شرک، جادوگری، زنا و جھوٹ، دغا بازی اور ایسے ہی دوسرے گناہ جن سے آلودہ ہونا پیغمبر تو درکنار ایک معمولی اور شریف انسان کے لیے بھی سخت شرمناک ہے۔

یہ بات نہایت عجیب ہے لیکن یہود کی تاریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الحقیقت اس قوم کے معاملہ میں یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ یہ قوم جب اخلاقی اور مذہبی انحطاط میں مبتلا ہوئی تو عوام الناس سے خواص تک علماء و مشائخ اور دینی منصب داروں کو بھی گمراہیوں اور بد اخلاقیوں کا سیلاب بہا لے گیا تو ان کے مجرم ضمیر نے اپنی اس حالت کے لیے عذر تراشنے شروع کر دیئے اور اسی سلسلے میں انہوں نے وہ تمام جرائم

جو یہ خود کرتے تھے، انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب کر ڈالے۔ یہ اس لیے تھا کہ کہا جاسکے کہ جب انبیاء علیہم السلام تک ان چیزوں سے نہ بچ سکے تو بھلا اور کون بچ سکتا ہے؟ اس معاملہ میں یہودیوں کا حال ہندوؤں سے ملتا جلتا ہے۔ ہندوؤں میں بھی اخلاقی انحطاط انتہا کو پہنچ گیا تو وہ لٹریچر تیار ہوا جس میں دیوتاؤں اور اوتاروں کو جو قوم کے سامنے نمونہ ہو سکتے تھے، ان سب کی زندگیاں بد اخلاقی کے تارکوں سے سیاہ کر ڈالی، تاکہ یہ کہا جاسکے کہ جب ایسی عظیم ہستیاں ان قباحتوں میں مبتلا ہو سکتی ہیں تو بھلا ہم معمولی انسان ان میں مبتلا ہونے بغیر کیسے رہ سکتے ہیں اور پھر جب یہ افعال اتنے اونچے مرتبے والوں کے لیے بھی شرمناک نہیں ہیں تو ہمارے لیے کیوں ہوں؟

نبی مکرم ﷺ کی آمد سے پہلے یہودی بے چینی کے ساتھ اس نبی کے منتظر تھے جس کی بعثت کی پیشین گوئیاں ان کے انبیاء نے کی تھیں۔ دعائیں مانگا کرتے تھے کہ جلدی وہ نبی آئے اور کفار کا غلبہ ختم جبکہ ہمارے عروج کا دور شروع ہو۔

خود اہل مدینہ اس بات کے شاہد تھے کہ بعثت محمدی ﷺ سے پہلے یہی ان کے پڑوس میں موجود یہودی آنے والے نبی کی بشارتیں دیا کرتے تھے اور ان کا آنے دن تک یہ کلام یہی تھا کہ ”اچھا اب تو جس جس کا جی چاہے ہم پر ظلم کر لے جب وہ نبی آئے گا تو ہم ان سب ظالموں کو دیکھ لیں گے۔“

اہل مدینہ ان کی یہ سب باتیں سنتے تھے، اسی لیے جب انہیں نبی اکرم ﷺ کے حالات معلوم ہوئے تو انہوں نے آپس میں کہا کہ دیکھنا کہیں یہ یہودی تم سے بازی نہ لے جائیں۔ چلو

پہلے ہم ہی اس نبی پر ایمان لے آئیں۔ مگر ان کے لیے یہ عجب ماجرا تھا کہ وہی یہودی جو آنے والے نبی کے انتظار میں گھڑیاں گن رہے تھے، اس کے آنے پر سب سے بڑھ کر اس کے مخالف بن گئے۔

یہودی نبی اکرم ﷺ کو پہچان گئے تھے کہ آپ ﷺ وہی نبی ہیں جن کا وہ انتظار کر رہے تھے۔ اس کے متعدد ثبوت اسی زمانے میں مل گئے تھے۔ سب سے زیادہ معتبر شہادت ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی ہے جو خود ایک بہت بڑے یہودی عالم کی بیٹی اور ایک دوسرے عالم کی بیٹی تھیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ جب نبی ﷺ مدینہ سے تشریف لائے تو میرے باپ اور چچا دونوں آپ ﷺ سے ملنے گئے۔ بڑی دیر تک آپ ﷺ سے گفتگو کی پھر جب گھر واپس آئے تو میں نے اپنے کانوں سے ان دونوں کو یہ گفتگو کرتے سنا:

چچا: کیا واقعی یہ وہی نبی ہے جس کی خبریں ہماری کتابوں میں دی گئی ہیں؟

والد: اللہ کی قسم ہاں۔

چچا: کیا تم کو اس کا یقین ہے؟

والد: ہاں

چچا: پھر کیا ارادہ ہے؟

والد: جب تک جان میں جان ہے، اس کی مخالفت کروں گا اور اس کی بات چلنے نہ دوں گا۔

شاتمین رسول کا قتل

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہودی رسول اللہ ﷺ سے بغض و عداوت، کینہ اور دشمنی میں اور بڑھتے گئے اور گستاخی رسول ﷺ کے باعث کیفر کردار تک پہنچنے لگے۔

☆..... سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہودیہ عورت کو قتل کیا۔

☆..... ایک تائب صحابی نے اپنی لونڈی ام ولد کو قتل کیا۔

☆..... عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے عصماء بنت مروان کو قتل کیا۔

☆..... 120 سالہ بوڑھے ابو علقمہ کو سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

☆..... کعب بن اشرف یہودی کو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء نے قتل کیا۔

☆..... ابورافع یہودی کو عبداللہ بن عتبک رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

☆..... ابن خطل کی گردن حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اڑا دی گئی اور بتا دیا گیا کہ گستاخ رسول ﷺ کی بی بی مرزا ہوا کرتی ہے۔

یعنی رسول مکرم ﷺ کے دور میں جس نے بھی نبی مکرم ﷺ پر سب و شتم کرنے کی کوشش کی، وہ سب قتل کر دیئے گئے۔

خلافت راشدہ اور پھر اموی دور کی فتوحات میں مسیحی

یہ قوم جب اخلاقی اور مذہبی انحطاط میں مبتلا ہوئی تو ان کے مجرم ضمیر نے اپنی اس حالت کے لیے عذر تراشنے شروع کر دیئے اور اسی سلسلے میں انہوں نے وہ تمام جرائم جو یہ خود کرتے تھے، انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب کر ڈالے۔

سلطنت روم کے علاقے اردن کے، شام، فلسطین، مصر، طرابلس (لیبیا) قبرص المغرب (تونس الجزائر اور مراکش) اور یمن (اندلس) اسلامی سلطنت کا حصہ بن گئے اور مقامی باشندے رومیوں کے جبر سے آزاد ہو کر اسلام قبول کرتے چلے گئے۔

اندلس کے اموی سلطان عبدالرحمن الأوسط (238ھ/852ء) اور محمد اول (273ھ/886ء) کے زمانے میں بعض یہودی اور مسیحی پادریوں نے رسول اللہ ﷺ کی اعلانیہ اہانت کرنے کی شرنگیز تحریک چلائی جس میں لاٹ پادری پولوچس، پادری پریکلس، پادری آنزک، اس کی بہن میری اور ان سے گمراہ ہونے والی دوسرے لڑکیوں فلورا اور کیریٹا اور چند یہودیوں نے توہین رسالت ﷺ کا ارتکاب کیا۔ ان سب کو شرعی قانون کے مطابق سزائے موت دی گئی۔ اس طرح یہ تحریک دبا دی گئی۔

پھر صلیبی جنگوں کے زمانے میں قلعہ ایکریک (اردن) پر قابض یہودی سردار ریحنا لڈ (ارناط) جو حجاج کے قافلے لوٹا اور نبی مکرم ﷺ کی توہین کرتا تھا، اسے سلطان صلاح الدین ایوبی نے اپنے ہاتھ سے قتل کرنے کی قسم کھائی۔ چنانچہ جنگ طہین (583ھ/1187ء) میں جب ریحنا لڈ گرفتار ہوا تو سلطان نے اسے قتل کر کے اپنی قسم پوری کی۔

مسلمان حضرت موسیٰ علیہ السلام سمیت تمام انبیاء کرام علیہم السلام کیساں احترام کرتے ہیں مگر بعض بد باطن یہود نے قسم کھا رکھی ہے کہ وہ رسول کریم جناب محمد ﷺ کی توہین کرنے سے باز نہیں آئیں گے اور مغرب کی صلیبی فوجیں ایسے ضبیث لوگوں کا تحفظ کر کے ان کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔

گزشتہ سال ملعون امریکی پادری ٹیری جونز نے قرآن پاک کو اعلانیہ جلانے کی ناپاک کوشش کی تھی اور اب حکومت نے اس پر کوئی رد عمل ظاہر نہ کیا۔ پھر اپریل 2012ء میں اس نے گرجے میں پھر سے اعلانیہ قرآن مجید نذر آتش کرنے کی جسارت کی۔ اب وہی بد بخت ٹیری جونز متنازع دل آزار فلم کی تشہیر میں ملوث ہے۔

مغرب کی منافقت دیکھئے کہ انہوں نے یورپ اور امریکہ میں شاتمین رسول ﷺ کو کھلی چھوٹ دے رکھی ہے مگر اب پاکستان کے ایک وزیر نے جرأت ایمانی سے کام لیتے ہوئے ملعون امریکی فلم ساز کے سر کی قیمت ایک لاکھ ڈالر مقرر کر دی ہے تو یورپ و امریکہ میں سہا کار کچ گئی ہے۔ یورپی یونین اور امریکہ نے اس اقدام کو اشتعال انگیز قرار دے کر اس کی مذمت کی ہے۔

ہمارے ہاں احتجاج بہت ہو چکا ہے۔ اب مغرب کے

اس منافقانہ اور ظالمانہ رویے کو تبدیل کروانے کے لیے حکمرانوں، دانشوروں اور ذرائع ابلاغ کو ایک عالمی تحریک چلانا ہوگی تاکہ اقوام متحدہ، امریکہ اور یورپی ممالک پر دباؤ ڈال کر اس سلسلے میں قانون سازی

کروائی جائے۔ اسی صورت میں مغربی انتہا پسندوں کی جانب سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کا سلسلہ ختم ہو سکتا ہے۔

فرانس میں پانچ لاکھ یہودی ہیں، جرمنی میں ان کی تعداد ایک لاکھ 19 ہزار اور برطانیہ میں 2 لاکھ 92 ہزار ہے۔ دیگر ممالک میں وہ فقط ہزاروں میں ہے۔ جبکہ ان ممالک میں مسلمانوں کی تعداد 10 لاکھ سے لے کر 50 لاکھ تک ہے۔ وہ سب اور پوری دنیا کے ڈبڑھارے سے نازک مسلمان مل کر توہین رسالت اور توہین قرآن کو عالمی جرم قرار کیوں نہیں دلا سکتے؟ آخر یہود کے ایک سیاسی جھوٹ ”بولوکاسٹ“ کو یورپ نے مقدس قرار دے کر مستوجب سزا قرار دے رکھا ہے تو مسلمانوں کی مقدس ترین ہستی جسے آپ ﷺ کے بدترین دشمن کفار مکہ بھی صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے، ان کی عزت و حرمت پامال کرنے کی گھناؤنی حرکتوں کو قابل تعزیر جرم کیوں نہیں ٹھہرایا جاسکتا.....؟

بجائے اس کے کہ یہود قرآن اور صاحب قرآن کے احسان مند ہوتے کیونکہ دنیا میں صرف ایک قرآن ایسی کتاب ہے جس نے ان انبیاء میں سے ایک ایک کی صفات الگ الگ بیان کی ہی اور ان کے اصل مرتبہ و مقام سے دنیا کو روشناس کرایا۔ اگر قرآن اور صاحب قرآن ﷺ نہ آتا تو آج کوئی شخص ان بزرگزیادہ ہستیوں کو نبی ماننا تو دور کنار عزت سے ان کا نام لینا بھی گوارہ نہ کرتا۔ یہود چاہے اس احسان کو نہ مانیں مگر احسان کا احسان ہونا اس کا محتاج نہیں کہ اس کا اعتراف بھی ہو۔

بلوچستان

ساحل پوری دنیا کے لیے آسان اور سستے تجارتی راستے مہیا کرنے کا سبب ہے۔ لوگوں کی بات کریں تو بہادر، روایت پرکت مرنے والے، روکھی سوکھی کھا کر اپنے رب کا شکر ادا کرنے والے مہمانوں کے لیے اپنی محبتوں کے چراغ روشن کیے ہوئے ہیں.....!!

ان تمام باتوں کے پیش نظر ہی دشمن نے اس خطہ زمین کا انتخاب کیا جہاں مادی اور دفاعی لحاظ سے کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ لوگوں کے دلوں میں نفرتیں ڈالی گئیں۔ اک سازش کے تحت پہلے تو بلوچستان کی غیور عوام کو ان کے جائز حقوق سے محروم رکھا گیا پھر چلتی پرتیل کا کام یوں کیا گیا کہ ان سے ہمدردی جتاتے ہوئے ان کے دلوں میں موجود پاکستان سے محبت پر کاری ضرب لگائی گئی۔ محبتوں کی جگہ نفرتوں کے بیج بوئے گئے جواب اک تناور درخت بننے کے قریب ہیں۔ وہ بلوچ عوام جس نے دفاع وطن پر کبھی آج تک نہ آنے دی ان کے ذہنوں سے اس جذبہ کو کھرچ کر نکالنے کی کوششیں جاری ہیں۔ صرف بلوچ عوام کے قلوب و اذہان پر ہی ضرب نہیں لگائی گئی بلکہ میڈیا کو چلتی پرتیل چھڑکنے کے لیے استعمال کیا گیا جس نے باقی ماندہ پاکستان کے لوگوں کے دلوں میں بھی بلوچستان کے حوالے سے خوف و ہراس پھیلا دیا۔

وہ فون کا لڑجن کا تذکرہ پہلے پہلے وہ چکائے وہ بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہیں۔ عام پاکستانی بلوچستان کا نام سن کر پریشان ہو جاتا ہے۔ میڈیا نے حالات کو ایسے پیش کیا کہ بلوچستان کے باہر پیشہ خاص یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ اگر اسے کبھی وہاں جانا پڑ گیا تو اس

پکڑ چکی تھی۔

منزل تھی پاکستان کے صوبوں سے اک صوبے کا دارالحکومت ”کوئٹہ“۔ جی! بلوچستان جو رقبہ کے لحاظ سے پاکستان کا تقریباً 43 فیصد بنتا ہے۔ جہاں سے نکلنے والی قدرتی گیس پاکستان کے تمام چولہے گرم رکھنے کا سبب ہے۔ جس کی زمین اپنے سینے میں بے شمار قدرتی وسائل چھپائے ہوئے ہے۔ حالیہ تحقیق کے مطابق جہاں کوئلے کے اتنے وسائل موجود ہیں کہ اگر پاکستان

فہد حسین، ملتان



ان وسائل کو بروئے کار لانا شروع کرے تو اس کے توانائی کے مسائل ختم ہو سکتے ہیں۔ جہاں وسیع پیمانے پر سلفر، تانبا، قیمتی پتھر الغرض سونا تک پایا جاتا ہے۔

بلوچستان کو موسم کے لحاظ سے دو واضح حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ اوپری حصہ جہاں سردیوں میں درجہ حرارت نقطہ انجماد سے بھی نیچے ہوتا ہے تو دوسری طرف بلوچستان کا نچلا حصہ جہاں گرمیوں میں سب سے زیادہ درجہ حرارت ہوتا ہے۔ جہاں ایک طرف سخت سردی ہے تو دوسری طرف شدید گرمی۔

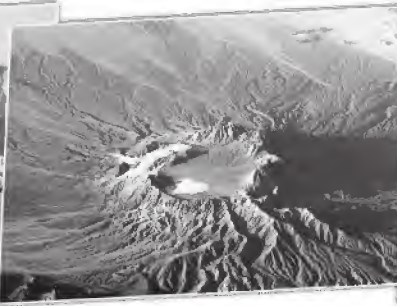
اگر دفاعی لحاظ سے دیکھا جائے تو جہاں پہاڑوں کے سلسلے پشتیان نظر آتے ہیں تو دوسری طرف گوادر پورٹ ہے جو آپ کو باقی تمام دنیا تک رابطہ قائم رکھنے میں بے حد مفید ہے۔ جس کا

ہیک ہاتھ میں اٹھائے پلیٹ فارم کی جانب تیزی سے دوڑتے ہوئے میری سانسیں پھولی جا رہی تھیں۔ ٹرین بارن بجا کر پلیٹ فارم سے ریٹکنا شروع ہو چکی تھی۔ ادھر میری رفتار بڑھی، ادھر ٹرین نے پسیدہ کپڑا شروع کر دی..... آہ.....!

جوتے نے بھی ابھی ساتھ چھوڑنا تھا۔ مگر یہ سوچ کر جوتے کی طرف دیکھا تو..... مگر صد شکر جوتا ٹھیک تھا، صرف پاؤں سے اترا تھا۔ جوتا ٹھیک کیا، پھر تیز رفتاری سے دوڑنا شروع کیا اور اللہ اللہ کر کے گاڑی کے آخری ڈبے پر چڑھنے میں کامیاب ہوتے ہی خود بخود نظریں آسمان کی طرف اٹھ گئیں اور ایک گہری سانس خارج کی۔ سامنے دیکھا تو پولیس والے کو اپنا منظر پایا۔ برے پھٹے مگر نہ جانے کیسے اس پولیس والے کو رحم آ گیا اس نے پھولی ہوئی سانسیں دیکھیں تو سیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ بیٹھ جاؤ۔ میری منزل کے متعلق پوچھ کر خود اگلے ڈبے کی طرف بڑھ گیا۔

سانس کچھ بحال ہوئی تو فوری طور پر ذہن کچھ لمحے پہلے سنی گئی چند فون کا لڑکی طرف پلٹ گیا جس میں دوسری طرف سے فوری رد عمل یہی ہوتا تھا ”کیا کہنے چاہ رہے ہو.....؟ کیا کام ہے تمہیں ادھر.....؟“ اور تیسری بات جو متواتر سننے کو ملی وہ یہ کہ ”پاگل تو نہیں ہو گئے.....؟“

اب ذرا سکون میسر آیا تو میں نے سوچنا شروع کر دیا کہ ”کیا واقعی اتنے حالات خراب ہیں وہاں کہ.....؟ ٹرین مکمل رفتار



بقیہ تعلیم میں بیرونی معاونت

سمیت یہاں سے دم دبا کر بھاگنے پر مجبور ہوگا۔ ان شاء اللہ
إِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَآئِهِ
جِجَابٍ. [الاحزاب: 53]
”جب تم ان سے سوال کرو تو پردے کے پیچھے سے سوال
کرو۔“

☆..... عموماً اس خدشے کا اظہار بھی کیا جاتا ہے کہ بیرونی
معاونت کے بغیر ہم اپنے نظام تعلیم کو ترقی نہیں دے سکتے۔ اس
طرح شرح تعلیم متاثر ہوگا تو اس حوالے سے گزارش ہے کہ فرمان
الہی ہے۔

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ. [اطلاق: 3]
”جو رب تعالیٰ پر توکل کرے اللہ اسے کافی ہوتا ہے۔“
شاعر شرقی کے الفاظ میں

اے طائر لا ہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی
آئیے اقبال کے افکار کا عملی نمونہ بننے ہوئے مغرب
اور دیگر انجینئرز کے مذموم مقاصد کے سامنے دیوار بن جائیں۔
تاکہ کفار اس آیت کا مصداق نہ بنیں۔

إِنَّ الَّذِينَ يُجَاهِدُونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ
آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ
وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ [النور: 19]

”بے شک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں بے
حيائی پھیلے جو ایمان لائے ہیں، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں
دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔“
اور فرمایا:

فَسَيُفْقَرُ لَهُمْ فَيُكُونَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً تُمْ يَغْلِبُونَ.
”پس جب (کفار) خرچ کرتے ہیں پھر ان پر حسرت
طاری ہو جاتی ہے پھر مغلوب ہو جاتے ہیں۔“ [الانفال: 36]
دھی بات و مسائل کی تو فرمانِ رازقی کائنات
ملاحظہ فرمائیں۔

نَحْنُ نَزَّلْنَا الْقُرْآنَ لِلْعَرَبِ وَالْعَرَبُ لَتَفْقَهُوا (طہ)
بڑی بڑی فلک بوس غارتیں، اعلیٰ معیاری فرنیچر اور دیگر
سہولیات اگر نہ بھی ہوں ہماری تہذیب، ہماری تاریخ، ہماری
معاشرت، عفت و عصمت اور غیرت و محبت محفوظ ہو تو سب کچھ
محفوظ ہے۔ اقبال کے الفاظ میں

میرا انداز امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

حالات سے نظریں چرائی جاتی ہیں۔ حالیہ دنوں لاپتہ افراد کے
حوالے سے آئے UNO کے وڈ کو کھلی چھوٹ دی گئی کہ اسے
بلوچستان میں اپنے ”مشن“ کے نام پر کھل کھیلنے کا موقع مل سکے اور
اس کے ذریعے بلوچستان کے حالات کو مزید خراب کیا جاسکے۔
اگر ہم UNO کی کارکردگی پر نظر دوڑائیں تو ہمیں اس کا کردار
سوائے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے اور کوئی نظر نہیں آتا۔ مثال
کے طور پر سوڈان کا سانحہ ہی لے لیجیے جہاں اک لے عرصے تک
UNO کے فوجدار مصرین کا دورہ چلتا رہا۔ یوں ایک طرف میڈیا
پر سوڈان کی غربت و مفلسی کے راگ الاپے جاتے تو کہیں وہاں
لوگوں کی زندگی ختم ہونے کا شوشہ چھوڑا جاتا۔ UNO کے مصرین
کے دوروں سے سوڈان کی غربت میں تو کوئی کمی ہوئی ہو یا نہیں۔ مگر
اتنا ضرور ہوا کہ ایک اور مسلم ملک سوڈان دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔
یہی کھیل بلوچستان میں کھیلنے کی تیاری ہو رہی ہے۔

کے ساتھ بھی یہی رویہ اپنایا جائے گا۔ کہیں ٹارگٹ کلنگ تو کہیں
راکت حملہ۔ اگر اس سے جان بچی تو ہم دھماکہ۔ مگر وہاں حالات کو
اس سے قدرے بہتر پایا لیکن پاکستان کے ازلی دشمن یہ موقع ہاتھ
سے گنوانا نہیں چاہتے اور وہ کافی حد تک کامیاب بھی نظر آتے
ہیں۔ ایک طرف ہمارے وزیر داخلہ عبدالرحمن ملک صاحب اتنا ہی
کہہ پاتے ہیں کہ بلوچستان کے حالات خراب کرنے میں بیرونی
ہاتھ ملوث ہے مگر جب بات حد سے گزرتی نظر آتی ہے تو وہی
عبدالرحمن ملک اپنے پسندیدہ ملک انڈیا کا نام بادل خواستہ ہی لیتے
ہیں کہ انڈیا بلوچستان کے حالات خراب کرنے میں منفی کردار ادا
کر رہا ہے۔ لیکن کیا صرف انڈیا ہی.....؟؟

جو لوگ حالات پر گہری نظر رکھتے ہیں انہیں اس بات کا
بخوبی اندازہ ہوگا کہ بلوچستان میں صرف انڈیا ہی ملوث نہیں بلکہ
اپنے آپ کو سپر پاور نمونے والا امریکہ بھی ان حالات کا اتنا ہی

پاکستان کے دشمن تو چاہتے ہی یہی ہیں کہ پاک فوج اور عوام کو

آپس میں گتھم گتھا کروانے کا کھیل بلوچستان میں کھیلیں۔ مگر بلوچ عوام

دشمن کی سازشوں کو سمجھتے ہوئے اُس تعلق کو جو کلہ طیبہ کی بنیاد پر ہے

اور جس بنیاد نے پورے پاکستان کو اک لڑی میں پرو رکھا ہے

UNO کا کردار مسلم ممالک کے لیے اب یہی ہے جو سوڈان سے
مشرقی تیمور تک ان مصرین کے دوروں کے ہمسایہ تک انجام
مسلمانوں سے عیاری اور مغربی مفادات کی آبیاری کی صورت میں
نکلا ہے۔

جناب سردار اختر میگل کے چھ نکات کے ذریعے آگ کو
ہوا دینے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ان نکات سے کوئی بھی
پاکستانی اختلاف نہیں کرتا۔ سازشوں کے اس جال میں پاک فوج
کا کردار بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ ہمیں نفرتوں کی اس خندق کو
پر کرنے کے لیے فی الفور اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ پاکستان کے دشمن
تو چاہتے ہی یہی ہیں کہ پاک فوج اور عوام کو آپس میں گتھم
گتھا کروانے کا کھیل بلوچستان میں کھیلیں۔ مگر بلوچ عوام دشمن کی
سازشوں کو سمجھتے ہوئے اُس تعلق کو جو کلہ طیبہ کی بنیاد پر ہے

اور جس بنیاد نے پورے پاکستان کو اک لڑی میں پرو رکھا ہے
”مضبوط بنا رہے ہیں۔ لیکن اس صورتحال میں ہمیں بھی آگے بڑھنا
ہے اور اپنے بلوچ بھائیوں کو اپنے گلے لگانا ہے“ ان کے گلے
شکوے دور کرنے ہیں پھر وہ دن دور نہیں کہ دشمن اپنی تمام سازشوں

ذمہ دار ہے۔ امریکہ جو اس وقت افغانستان میں بری طرح پٹ
رہا ہے اور شکست سے دوچار ہے۔ اپنی اس شکست کا بدلہ لینے اور
دنیا کی توجہ اپنی اس ناکامی سے دور ہانکنے کے لیے امریکہ نے
سازشوں کا جال بلوچستان کی سرزمین تک وسیع کر دیا ہے۔ وہاں
کے لوگوں اور غلامین میں پاکستان کے خلاف نفرت بڑھانا شروع
کر دی ہے۔ لوگوں کو خرید کر اور اپنے ایجنٹ داخل کر کے وہاں کے
حالات خراب کرنے کے لیے اپنی پوری کوششوں میں لگا ہوا ہے۔
اس کے ساتھ ساتھ اس کے باقی اتحادی ایم آئی فائیو
(MI5) کا کردار بھی اب بلوچستان کے حوالے سے ڈھکا چھپا
نہیں رہا اور پاکستان کے وجود سے شدید نفرت رکھنے والی اسرائیلی
انٹیلی جنس ایجنسی موساد بھی اس گھناؤنی سازش میں کہاں چھپے رہنے
والی ہے۔

ایک طرف یہ خبیث اتحادی اکٹھے ہو کر بلوچستان میں
حالات خراب کرنے کے درپے ہیں تو دوسری طرف رہی کس
حکمرانوں اور سیاستدانوں کی نااہلی اور عاقبت نااندیشی نے پوری
کر دی ہے۔ کہیں UNO کے وڈ کو دعوت دی جاتی ہے تو کہیں

میں اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَفْضَلُ الصَّيَامِ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ صِيَامُ شَهْرِ اللَّهِ الْمُحَرَّمِ. [مسلم: 1163]

”ماہ رمضان کے بعد سب مہینوں سے افضل روزے اللہ کے مہینہ محرم کے ہیں۔“

اس حدیث پاک میں ماہ محرم کو ”شہر اللہ“، یعنی اللہ کا مہینہ کہا گیا ہے۔ اس کی نسبت اللہ کی طرف کی گئی ہے۔ جس سے اس کی فضیلت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کیونکہ کسی خاص چیز کی نسبت ہی اللہ تعالیٰ کی طرف ہو سکتی ہے۔ جیسے کعبہ کو ”بیت اللہ“ (اللہ کا گھر) سیدنا صالح علیہ السلام کی اونی کو ”نافۃ اللہ“ (اللہ کی اونی) اسی طرح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو ”روح اللہ“ اور ”کلمۃ اللہ“ کہا گیا ہے۔

انہی نسبتوں کی طرح ماہ محرم کی نسبت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے ہوئے اسے ”شہر اللہ“ قرار دیا گیا ہے۔

علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس مہینے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کی حرمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ کسی دوسرے کو اختیار نہیں کہ اس کی حرمت کو تبدیل کرے جیسا کہ دور جاہلیت میں لوگ اسے لڑائی کے لیے حلال کر لیتے اور اس کی جگہ ماہ صفر کو حرام قرار دے دیتے تھے۔ پس اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ یہ مہینہ اللہ

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے۔ نئے سال کا آغاز غیر مسلم اقوام بڑے جوش و خروش سے کرتی ہیں۔ رنگارنگ تقریبات، رقص و سرود کی محافل، آتش بازی اور اس جیسی اور کئی خرافات بڑے اہتمام سے منعقد کی جاتی ہیں لیکن اسلام کا مزاج اس سے بالکل مختلف ہے۔ اسلام ان بے ہودگیوں کی ہرگز اجازت نہیں دیتا بلکہ اس خیال کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ ہماری زندگی سے ایک سال کم ہو گیا ہے اور جو شخص موت کے مزید قریب ہو جائے، کیا وہ کبھی کبھل کو دور شو و غوغا کا سوچ سکتا ہے؟ علاوہ ازیں گزرے سال کا جائزہ لینا چاہیے کہ اس میں ہم سے کتنی کوتاہیاں ہوئیں اور ساتھ ہی یہ عہد کیا جائے کہ سابقہ غلطیوں کا حسب توفیق ازالہ کیا جائے گا اور آئندہ نیکیوں کی جستجو میں مزید آگے بڑھا جائے گا۔ ان شاء اللہ

وجہ تسمیہ

ابوعلی احمد بن محمد الاصفہانی کہتے ہیں محرم کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں لوگ قتال کو حرام سمجھتے تھے۔ (کتاب الازمانہ والا مکئہ ص: 205)

اور ابو الحسن السعوی بھی یہی وجہ بیان کرتے ہیں کہ اس ماہ میں وہ لڑائیوں اور قتل و غارت کو حرام سمجھتے تھے۔

ماہ محرم کی فضیلت

ماہ محرم ان چار مقدس و محترم مہینوں میں سے ہے جنہیں

اور پھر یہیں پر بس نہیں بلکہ ان تمام کاموں سے فراغت کے بعد شرعی وغیرہ بانٹی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر شرعی نہ بانٹی تو صاحب قبر پر بوجھ رہے گا۔ اس کی روح ناخوش ہوگی اور کوئی نقصان کر جائے گی۔ (العیاذ باللہ)

کا ہے۔ اسی نے اسے محترم بنایا ہے۔ لہذا مخلوق میں سے کسی کے لیے اس میں تغیر و تبدل کرنا جائز نہیں۔

ماہ محرم کو ایک یہ بھی فضیلت حاصل ہے کہ سن ہجری یعنی نئے اسلامی سال کا آغاز اسی ماہ محرم سے ہوتا ہے اور یہ بات محتاج بیان نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور مسعود سے لے کر آج تک پوری امت اس بات پر متفق چلی آ رہی ہے کہ اسلامی سال کا پہلا مہینہ محرم ہے۔ لہذا یہ اسے ایک ایسی منفرد فضیلت حاصل ہے جو دوسرے مہینوں میں سے کسی کو حاصل نہیں۔

ماہ محرم کے روزوں کی فضیلت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رمضان کے بعد افضل روزے اللہ کے مہینہ محرم کے ہیں

قرآن مجید میں ”الشَّهْرُ الْحَرَامُ“ [البقرہ: 194] ”الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ“ [التوبہ: 5] اور ”أَرْبَعَةُ حُرُمٍ“ [التوبہ: 36] کہا گیا ہے۔ جبکہ احادیث میں ان کی وضاحت یوں ہے۔

السَّنَةُ أَثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثُ مَثَوِيَّاتٍ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ. [بخاری: 4662]

”سال بارہ مہینے کا ہوتا ہے، ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ تین تو لگاتار ہیں یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم جبکہ چوتھا مہینہ رجب ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان میں پڑتا ہے۔“

ماہ محرم کی فضیلت و عظمت کو واضح کرنے کے لیے حدیث



محمد الیاس

اور فرض نماز کے بعد افضل نمازرات کی نماز ہے۔“

[مسلم: 1163]

اور تقریباً یہی الفاظ سیدنا جناب بن سفیان رحمہ اللہ سے بھی مروی ہے اور ان احادیث میں مطلق صوم محرم کا ذکر ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فضیلت عاشورہ کے علاوہ محرم کے دوسرے دنوں کو بھی حاصل ہے۔ محرم کے پورے مہینے میں زیادہ سے زیادہ نفلی روزوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔

یوم عاشورہ کی فضیلت

یوم عاشورہ کی فضیلت میں اگرچہ عوام میں بہت ساری باتیں مشہور ہیں۔ تاہم صحیح روایات سے صرف اتنا پتا چلتا ہے کہ:

☆..... یہ ایک نیک دن ہے۔
☆..... اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات عطا فرمائی۔ [بخاری: 2004]
☆..... اس دن اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور آپ ﷺ کی قوم کو فرعون اور اس کی قوم سے نجات

دلائی۔ [مسلم: 1130]
☆..... یہود اس دن کی تعظیم کرتے اور اسے عید تصور کرتے۔
☆..... یہودیوں کی عورتیں

اس روز خصوصی طور پر زیورات پہنتیں اور اپنا بناؤ سنگھار کرتیں۔ [مسلم: 1131]
☆..... سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس دن بطور شکرانہ روزہ رکھتے تھے۔
☆..... یہود بھی اس دن کی تعظیم کرتے ہوئے روزہ رکھتے تھے۔ [مسلم: 1130]
☆..... قریش بھی دور جاہلیت میں اس دن روزہ رکھتے تھے۔ [بخاری: 2002]

☆..... اس دن کعبہ پر غلاف بھی چڑھایا جاتا تھا۔ [بخاری: 1592]

یوم عاشورہ کے روزوں کی فضیلت

سیدنا ابو قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

صِيَامُ يَوْمٍ عَاشُورَآ اِنِّیْ اُحْتَسِبُ عَلَی اللّٰهِ اَنْ یُّكْفِرَ السَّنَةَ الَّتِیْ قَبْلَهُ. [مسلم: 1976]

”مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ عاشورہ کے روزے سے گزشتہ ایک سال کے گناہ معاف فرمادے گا۔“

اور سیدنا عباس رحمہ اللہ سے عاشورہ کے روزے کے متعلق

پوچھا گیا تو انہوں نے کہا:

مَا عَلِمْتُ اَنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَامَ یَوْمًا یَطْلُبُ فَضْلَهُ عَلَی الْاَيَّامِ اِلَّا هَذَا الْیَوْمَ وَلَا شَهْرًا اِلَّا هَذَا الشَّهْرَ یَعْنِیْ رَمَضَانَ. [مسلم: 1914]

”میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی دن کو افضل جان کر روزہ رکھا ہو سوائے یوم عاشورہ کے اور نہ ہی آپ نے ماہ رمضان کے سو کسی مہینے کے پورے روزے رکھے ہیں۔“

نبی اکرم ﷺ نے مکہ میں یوم عاشورہ کا روزہ رکھا لیکن صحابہ کرام رحمہ اللہ کو اس کا حکم نہیں دیا۔ [بخاری]

دور جاہلیت میں قریش بھی یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے اور اس دن کی تعظیم کرتے ہوئے کعبہ کو غلاف بھی پہنتے تھے۔

[فتح الباری]
پھر جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اہل کتاب کو بھی دیکھا کہ وہ اس دن کی تعظیم کرتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”رمضان کے بعد افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نماز

کے بعد افضل نمازرات کی نماز ہے۔“ [مسلم: 1163]

آپ ﷺ نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا تو وہ کہنے لگے کہ یہ ایک اچھا دن ہے۔ اس میں اللہ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون) سے نجات دلائی تو موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا روزہ رکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کے (شریک مسرت ہونے میں) تم سے زیادہ حق رکھتا ہوں۔ لہذا آپ نے اس دن روزہ رکھا اور صحابہ کرام رحمہ اللہ کو بھی اس کا حکم دیا۔ [بخاری]

مطلب یہ نہیں کہ آپ ﷺ نے عاشورہ کے روزے کی ابتدا یہود کو دیکھ کر کی بلکہ روزہ تو آپ ﷺ پہلے بھی رکھتے تھے اور بعد میں بھی رکھا۔

لیکن جب ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رحمہ اللہ کو اس دن کا روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کا اختیار دے دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عاشورہ اللہ تعالیٰ کے دنوں میں سے ایک دن ہے جو چاہے اس کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔ [مسلم]

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتا سنا ”یہ عاشورہ کا دن ہے، اللہ تعالیٰ نے اس

دن کا روزہ فرض نہیں کیا۔ حالانکہ میں روزے سے ہوں، سوئم میں سے جو کوئی اس دن کا روزہ رکھنا پسند کرے وہ یہ روزہ رکھے اور جو کوئی نہ رکھنا چاہے نہ رکھے۔ [مسلم]

عاشورہ کا روزہ کب رکھا جائے؟

سیدنا عبداللہ بن عباس رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھا اور رکھنے کا حکم دیا تو صحابہ کرام رحمہ اللہ نے عرض کی۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! اس دن کی یہود و نصاریٰ بڑی تعظیم کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: آئندہ سال ہم ان شاء اللہ نو محرم کا روزہ بھی رکھیں گے۔ لیکن آئندہ سال سے پہلے ہی آپ ﷺ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ [مسلم]

صوم عاشورہ کے متعلق رائج بات یہی ہے کہ یہ نو اور دس محرم کو رکھا جائے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے دس محرم کا روزہ خود رکھا اور اہل کتاب کی مخالفت کے لیے نویں محرم کے روزے کی خواہش فرمائی۔

نو محرم کے روزے کا اعلان محض یہود و نصاریٰ کی مخالفت کی بنیاد پر کیا گیا تھا کیونکہ اگر آپ نویں کا اعلان نہ فرماتے اور یہود کی مخالفت میں دسویں کا روزہ ترک

کر دیتے تو امت ایک عظیم ثواب سے محروم رہ جاتی۔ ابن عباس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اگر اگلے سال تک زندگی نے ساتھ دیا تو میں ان شاء اللہ نو محرم کا روزہ رکھوں گا اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں مجھ سے یوم عاشورہ (کی فضیلت) فوت نہ ہو جائے۔ [طبرانی فی الکبیر]
سیدنا ابن عباس رحمہ اللہ بھی دو روزوں ہی کے قائل تھے۔ فرمایا: ”یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو، نویں اور دسویں کا روزہ رکھو۔“ [مصنف عبدالرزاق]

لفظ عاشورہ سے بھی یہی بات ذہن میں آتی ہے کہ اصل روزہ دس محرم ہی کا ہے کیونکہ عاشورہ دس محرم کو کہتے ہیں۔ لہذا نو محرم اور دس محرم دونوں دن روزہ رکھنا ہی بہتر عمل ہے۔

بدعات محرم و غلط نظریات کا جائزہ

☆..... لوگوں میں عام طور پر یہ بات معروف ہے کہ محرم اور بالخصوص یوم عاشورہ کی فضیلت کا باعث سیدنا حسین رحمہ اللہ کی شہادت ہے۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں کیونکہ دین اسلام تو آپ ﷺ کی شہادت سے تقریباً نصف صدی پہلے ہی مکمل ہو چکا تھا۔

میں ان کی فروٹ باڈیز زمین سے باہر نکل آتی ہیں۔ مزید تین سے پانچ دنوں میں ساری فصل بھر کر اگ آتی ہے۔ فروٹ باڈی کی شاخیں پانچ سے سات انچ لمبی ہوتی ہیں۔ پھر ان کو اتار کر خشک کرنے کے بعد پکانے میں استعمال کیا جاتا ہے یا مارکیٹ میں بیچا جاسکتا ہے۔

اس کے بعد ہر دس دن بعد ان کی شاخیں دوبارہ اگ آتی ہیں اور یہ سلسلہ تین ماہ تک جاری رہتا ہے۔

وسیع پیمانے پر کاشت

وسیع پیمانے پر تجارتی بنیادوں پر مشرومز کی کاشت کے لیے ایک بنیادی تربیت کی ضرورت ہوتی ہے جو مشرومز کی نفع بخش کاشت میں معاون ہو۔ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد (UAF) اس حوالے سے مختصر دورانیہ کا کورس کروا رہی ہے۔ اس کے ساتھ UAF لیبارٹری نے مشرومز کی کچھ ایسی اقسام تیار کی ہیں جو حرارت اور نقصان ماحولیاتی اثرات کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ جن میں Batton اور Oysters مشرومز شامل ہیں۔

وہ کاشتکار جو مشرومز کی کاشت کرنا چاہتے ہیں، انہیں موسم سے پہلے ہی اس کی بنیادی کھال کرنے کا اطمینان بخش انتظام کرنا چاہیے کیونکہ عین وقت پر اس کا تیار ہو کر ملنا مشکل ہوتا ہے جب اس کی ڈیمانڈ زوروں پر ہو۔

تجارتی اہمیت

مشرومز بہت زیادہ تجارتی اہمیت کی حامل ہیں۔ دنیا میں مشروم کی سالانہ پیداوار 15 لاکھ ٹن ہے۔ پاکستان ہر سال 90 ٹن مشروم یورپ کو برآمد کرتا ہے۔ مشروم مارکیٹ میں مینگے داموں فروخت ہونے والی پروڈکٹ ہے۔ پاکستان میں یہ 150 روپے فی کلوگرام کے حساب سے فروخت ہوتی ہے۔ مشروم کی ایک برانچ (Flush) تین مہینوں کے اندر ہر ہفتے آدھا کلوگرام سے زیادہ خوراک پیدا کر سکتی ہے اور 100 ہینچر ہر ہفتے 120 کلوگرام پیداوار دے گی۔ اس طرح ایک ہفتے میں 18,000 روپے اور مہینے میں 72,000 روپے کا نفع دے گی۔

زارعت کا عالمی رجحان اب روایتی فصلوں کی کاشت کے سادہ نظام سے فصلوں کی نئی انواع و اقسام اور ان کی پیداوار میں دلچسپی کی طرف منتقل ہو رہا ہے جو نئے وقتوں کی خوراک کی ضروریات کو پورا کر سکیں۔ اس وقت سائنسدانوں اور زرعی ماہرین نے کئی فصلیں تجویز کی ہیں جو زرعی پیداوار کے ٹیکنیکزم کو بہت زیادہ پھیلا سکتی ہیں۔ مشروم کی کاشت اور ان کا استعمال بھی اسی نظام کا حصہ ہے جو مستقبل میں قابل بھروسہ زرعی پیداوار میں سے ہو سکتی ہیں۔

☆..... ماہ محرم میں لوگ شہداء کے نام کی نذر و نیاز بکثرت تقسیم کرتے ہیں۔ دودھ، شربت اور قسم قسم کے کھانے، بھانے کر تقسیم کیے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ تمام امور ناجائز اور حرام ہیں۔ کتاب و سنت میں ان کی کوئی دلیل نہیں ملتی بلکہ یہ نذر و نیاز غیر اللہ کے زمرے میں آتی ہے اور اللہ کے نام کے علاوہ کسی نبی، صحابی، ولی یا شہید کے نام کی نذر و نیاز دینا شرک ہے۔ اگر یہ شہداء کے نام سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے کرتے ہیں تو محرم کے مہینے کی تخصیص کیوں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لیے صدقہ و خیرات کرنے کے لیے نہ تو کسی خاص دن کی ضرورت ہے اور نہ کسی مہینے کی تخصیص۔

☆..... محرم کی جملہ بدعات میں سے مخصوص فضیلت کا اعتقاد رکھتے ہوئے اس میں پڑھی جانے والی چند مخصوص نمازیں بھی ہیں جن کا کتاب و سنت سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ لکھنے والوں نے کتابوں کے اوراق سیاہ کیے ہیں اور کوئی حوالہ دینے کی زحمت نہیں

☆..... بعض لوگ محرم کو سوگ کا مہینہ قرار دیتے ہیں، اسی لیے وہ اس میں شادی بیاہ یا کوئی اور خوشی کا کام بڑا گناہ گردانتے ہیں۔ یہ لوگ زیب و زینت اور عمدہ لباس ترک کر کے غم کا اظہار کرتے ہیں۔ پہلے عشرے میں ننگے پاؤں، ننگے سر اور ننگے بدن رہتے ہیں۔ چار یا پانچ وغیرہ الٹ دیتے ہیں۔ حالانکہ اگر واقعی محرم سوگ کا مہینہ ہے تو پھر اللہ عز و جل، رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام یا دیگر سلف صالحین نے ہمیں خبر کیوں نہ دی؟ اگر شہادت مستقل کسی مہینے یا دن کے سوگ کا باعث ہے تو دیگر اصحاب رسول ﷺ کی جن ماہ و ایام میں شہادتیں ہوئیں، ان میں بھی سوگ منایا جائے گا؟

اگر ہم گزرے ہوئے ہر واقعہ و حادثہ پر خوشی غمی کے دن منانے لگیں تو سال بھر میں شاید ہی کوئی دن باقی بچے۔

☆..... ماہ محرم خصوصاً نویں اور دسویں محرم کو مرد و خواتین

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اگر اگلے سال تک زندگی نے ساتھ دیا تو میں ان شاء اللہ نو محرم کو روزہ رکھوں گا، اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں مجھ سے یوم عاشورہ (کی فضیلت) فوت نہ ہو جائے۔“

کی۔ کہا جاتا ہے کہ محرم کے کسی متین دن یا وقت میں اتنی رکعات پڑھیں جن میں یہ مخصوص سورتیں اور دعائیں ایک خاص ترتیب سے پڑھی جائیں تو یہ بجا جزو ثواب حاصل ہوگا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ایسے فضائل بیان کیے جاتے ہیں جن کا سنت رسول ﷺ سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ کچھ ایسی ہی صورت حال محرم میں کیے جانے والے وظائف کی ہے جو انتہائی دیدہ دلیری سے گھڑے گئے ہیں اور یہ خبر عوام ایسی ہی من گھڑت چیزوں کو دین سمجھ کر اصل سے بے خبر ہو چکے ہیں۔

☆..... محرم کا مہینہ جو نبی امن و سلامتی کا پیغام لے کر ہم پر سایہ گلن ہوتا ہے تو کچھ مخصوص لوگوں کی طرف سے طرح طرح کی بدعات و خرافات دیکھنے میں آتی ہیں۔ جگہ جگہ مجلسیں اور محفلیں منعقد کی جاتی ہیں، جن میں مرثیہ خوانی ہوتی ہے، جن کا عام مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ اہل بیت بھی اس قسم کی بدعات سے کوسوں دور تھے۔ خیر القرون میں ان کا تصور تک نہ تھا۔

یہ تھے وہ عقائد و نظریات اور بدعات جنہیں محرم الحرام سے منسوب کیا جاتا ہے جو نہایت انحصار کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں اس مہینے کی برکتیں سمیٹنے اور بدعات و خرافات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بچے بوڑھے سبھی قبرستان کا رخ کرتے ہیں۔ قبروں پر مٹی ڈالتے ہیں، ان کی لپائی کرتے ہیں۔ مردوں کو پارے پڑھ کر بخشے ہیں۔ اسی طرح قبروں پر دال، چاول اور چینی وغیرہ بھینکتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب چیزیں بدعات و خرافات کے زمرے میں آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا حکم دیا ہے نہ رسول اکرم ﷺ نے اجازت دی اور نہ ہی یہ عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے کیے ہیں۔ نصیحت اور آخرت کی یاد کی غرض سے قبرستان جانا کوئی معیوب بات نہیں بلکہ مستحب اور مسنون ہے مگر ہمارے ہاں تو نو اور دس محرم کو یوم حسوں ہوتا ہے جیسے قبرستان میں مینا بازار لگا ہو۔ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و صحابیات رضی اللہ عنہن بھی ایسا کیا کرتے تھے؟

اگر قبر پر کوئی شکاف وغیرہ پڑ جائے یا وہ سطح زمین سے نیچی ہو جائے تو ایسی حالت میں محرم ہو یا غیر محرم مٹی ڈالنا جائز ہے لیکن مخصوص محرم کے مہینے میں اور پھر بلا وجہ مٹی ڈالنا بھلا کیسے مستحسن ہو سکتا ہے۔ ھَاتُوا بُرْهَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ۔

[البقرہ: 111]

اور پھر یہیں پر بس نہیں بلکہ ان تمام کاموں سے فراغت کے بعد شرعی وغیرہ بائیں جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اگر شرعی نہ بائیں تو صاحب قبر پر بوجھ رہے گا۔ اس کی روح ناخوش ہوگی اور کوئی نقصان کر جائے گی۔ (العیاذ باللہ)



لیے یکساں مواقع بطور خاص لڑکیوں کے لیے مہیا کرنا تاکہ روشن خیال اور باہنر شہری (تیار ہوں)“

The World Bank:

Areas to Support,
"Gender equity in Education Sector"
"تعلیم میں جنس کی برابری"

United Nations Population Fund (UNFPA):

Objective: To Support Govt. of Pakistan by supporting Girls Education in 10 Districts.

"پاکستان کے دس اضلاع میں لڑکیوں کی تعلیم میں امداد کے ذریعے حکومت کے ساتھ تعاون کرنا۔"

United Nation Children Fund (UNICEF):

Goal To Champion access, and completion of equality basic education, especially for girls,

"بنیادی تعلیم میں برابری، خاص طور پر لڑکیوں کی تعلیم کے لیے آخری حد تک مدد کرنا اور (اس مقصد کی) تکمیل کرنا۔"

World Food Program (WFP):

Support access to education and

& Cultural Organization

7- United Nation Population Fund

8- United Nation Children's and Emergency Fund (UNICEF)



لیکن سوال یہ ہے کہ آخر ان اداروں کے کیا مقاصد ہیں؟ کیا واقعتاً یہ ادارے ملک پاکستان کی ترقی اور بہتری کے عزائم رکھتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو اس بیرونی معاونت سے ملکی تعلیمی کیفیت میں کون سی ایسی غیر معمولی ترقی ہوئی ہے؟ وزارت تعلیم (Policy and Planning Wing 2008) کے تحت شائع ہونے والی "ڈائریکٹری آف ڈویژنل سسٹمز فار پاکستان ایجوکیشن" کے مطابق ملاحظہ فرمائیں۔

Asian Development Bank:

ایشین ڈیولپمنٹ بینک (ADB) ایشیائی ممالک کے

دنیا بڑی تیزی سے عالمگیریت (Gloablization) کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اقوام عالم کو (Survive) کرنے اور اپنے وجود کو دوام دینے کے لیے باہمی تعاون و رابطہ کی جتنی اب ضرورت محسوس ہو رہی ہے شاید ماضی میں اس کا تصور بھی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے نظام کو چلانے کے لیے یہ ایک فطری ضرورت رکھی ہے کہ بنی نوع انسان ایک دوسرے کے دست نگر ہیں۔ کبھی باہمی تجارت اور لین دین کی صورت میں اور کبھی امداد و تعاون کے نام پر مختلف ممالک ایک دوسرے کے ساتھ باہمی معاہدات کیے ہوئے ہیں۔ آج سے 65 سال قبل جب مملکت خداداد پاکستان، ملت اسلامیہ کی سب سے بڑی آزاد مسلم ریاست کے طور پر معرض وجود میں آئی تو تقریباً ہر شعبہ زندگی میں تعاون کے مواقع موجود تھے۔ زراعت، صنعت و حرفت اور دیگر شعبہ جات کے ساتھ ساتھ تعلیم کا شعبہ اقوام عالم، بطور خاص اہل مغرب کی خصوصی دلچسپی کا باعث رہا۔ آج کیفیت یہ ہے کہ ایک اندازے کے مطابق عالمی جنگ کے بعد بحالی نو کے لیے اتنا خرچ نہیں ہوا جتنا صرف صوبہ پنجاب کے تعلیمی بجٹ پر خرچ کیا جا رہا ہے۔

آج کیفیت یہ ہے کہ ایک اندازے کے مطابق عالمی جنگ کے بعد بحالی نو کے لیے اتنا خرچ نہیں ہوا جتنا صرف صوبہ پنجاب کے تعلیمی بجٹ پر خرچ کیا جا رہا ہے۔

مختلف منصوبہ جات میں قرضے اور امداد فراہم کرتا ہے۔ وزارت تعلیم پاکستان کے ساتھ ہونے والے معاہدے کے مطابق اس بینک کا مقصد معاونت ہے۔

"To Promote social capital formation by raising literacy, access Particular for girls enlightened and skilled citizens."

"تعلیم کے ذریعے وفاقی معاشرتی فروغ اور تعلیم کے

درج ذیل ادارے جو پاکستان میں تعلیم پر اندھا دھند خرچ کر رہے ہیں۔

- 1- Asian Development Bank (ADB)
- 2- Islamic Development Bank (IDB)
- 3- World Bank
- 4- International Labour Organization (ILO)
- 5- United Nation Development Program (UNDP)
- 6- United Nation Education Scientific

reduce gender disparity in access to education

”حصولِ تعلیم میں تعاون اور تعلیم میں جنسی اختلاف کو ختم کرنے تک رسائی حاصل کرنا۔“

درج بالا (Donor Agencies) کے تعاون کے مقاصد اور Core Statements کو آپ نے ملاحظہ کیا۔ مضمون میں طوالت سے بچنے کے لیے ہم مزید ایجنسیوں کے صرف نام لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں لیکن آپ آسانی سے مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ ہر ایجنسی کا بنیادی ایجنڈہ ہے کہ پاکستان میں لڑکیوں کی تعلیم کو فروغ دیا جائے۔

سوال یہ ہے کہ پورے نظامِ تعلیم میں صرف



لڑکیوں کی تعلیم پر ہی گہری توجہ کیوں.....؟ کیا ہمارے ان مخلص معاونت کاروں کو ہمارے دیگر مسائل نظر نہیں آتے؟

اس سوال کا جواب اگر آپ مشاہدہ کرنا چاہتے ہوں تو ملک کی کسی بھی یونیورسٹی میں جا کر مشاہدہ کر لیں۔ کل جو مناظر تھیں اور سینا گھروں میں نظر آتے تھے، آج ملک کی نامور یونیورسٹیوں میں دکھائی دیتے ہیں اور اگر میدانِ عمل میں مشاہدہ کرنا ہو تو بنکوں، موبائل کمپنیوں کے دفاتر اور تعلیمی اداروں میں استقبالیہ پر مائلاں اور میلاں کا کردار ادا کرتی ہوئی امت محمدیہ کی نام نہاد بیٹیاں ہونے کی دعویدار ترقی کے نام پر مردوں کے شانہ بشانہ نظر آتی ہیں۔ یہ مغرب اور عالمِ کفر کی معاونت کا نتیجہ ہی تو ہے۔

مغربی نظامِ تعلیم میں جنسی برابری:

مردوزن کی تعلیم میں برابری پر آج جو مغرب ہمیں تعاون کی پرکشش پیشکش کر رہا ہے اس کے گھر کا احوال دیکھئے۔

”ورجینیا میں ایک چھوٹے سکول کی طالبات کے اپنے بیانات سے پتہ چلا کہ 75 سے 80 فیصد لڑکیاں جنسی تعلقات قائم

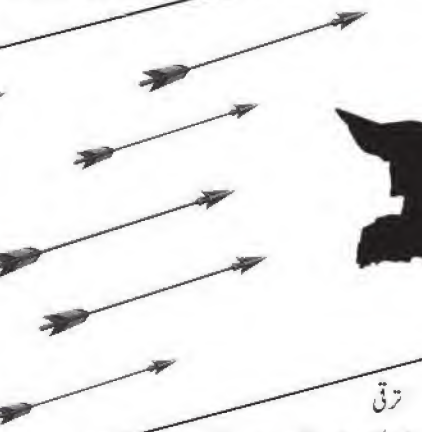
کر چکی ہیں۔“ (بحوالہ: مخلوط تعلیم کے نقصانات، ص: 41)

”م کسنفرڈ یونیورسٹی میں صرف ایک سال میں ساڑھے تین سو لڑکیوں اور عورتوں کو پروفیسروں اور منتظمین نے ہوس کا نشانہ بنایا۔“ (بحوالہ: مخلوط تعلیم کے نقصانات، ص: 44)

”امریکہ کے شہر ہالٹی مورسٹی میں صرف ایک سال میں بارہ سال سے کم عمر کی ایک ہزار سے زیادہ لڑکیاں عدالتوں میں جنسی مقدمات کے متعلق پیش ہوئیں۔“ (اسلامی روایات کا تحفظ ص: 60)

امریکہ میں ناجائز بچوں کی تعداد 30.35 فیصد ہے اور مالی کور میں 50 فیصد۔ ان میں سے نصف سے زیادہ وہائیں ہیں جن کی عمر 15 سے 19 برس ہے۔ (مغربی معاشرے میں مساواتِ مردوزن کے اثرات)

”کونز کالج کی ایک طالبہ نے اپنی عصمت دری کی سالگرہ منائی اور کہا کہ



یافتہ حلقوں میں باعصمت ہونا ایک حماقت اور قابلِ ملامت بات ہے۔“ (خواتین میگزین ڈاکٹر عذرا بٹول۔ جون 2002ء)

بیرونی معاونت کے اثرات

پنجاب حکومت کے حالیہ چند ایک اقدامات سے یہ بات اظہارِ نفس ہے کہ یہودی نصاریٰ کا تیر نشانہ پر لگ چکا ہے اور ہم اس سازش کا شکار ہو چکے ہیں۔ اس کا مین ثبوت حکومت کے درج ذیل اقدامات ہیں۔

☆..... نئی بھرتی میں عورت اور مرد اساتذہ کو ایک ساتھ ٹریننگ کروانا بلکہ دورانِ ٹریننگ ایک میل ٹیچر اور ایک فی میل میجر کو علیحدگی مہیا کر کے باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو کا موقع فراہم کرنا۔ ☆..... پرائمری لیول تک بچے بچوں کو اکٹھے تعلیم دینے کے فیصلے کا نفاذ اور آئندہ مل، ہائی اور انٹرمیڈیٹ تک نفاذ کے لیے راہ ہموار کرنا۔

☆..... پوتھ فیسٹیول کے نام پر طلباء و طالبات کو ایک میدان میں اکٹھے اتارنا۔

☆..... پرائمری لیول تک صرف خواتین اساتذہ بھرتی کرنے کا فیصلہ۔

☆..... مرد و خواتین اساتذہ کی ایک ہی تعلیمی ادارے میں تقرری۔

☆..... گرلز سکولز کے لیے مرد DTE'S کی تقرری۔

☆..... بھرتی میں خواتین کے لیے مردوں کی نسبت آسانی (Relaxation) مثلاً Age Limit وغیرہ۔

☆..... نئے بھرتی ہونے والے مرد اساتذہ کے لیے خواتین کو بطور ٹرینر تقرر کرنا وغیرہ۔

حکومت سے گزارشات

اللہ اعلم الحکمین قرآن مقدس میں فرماتے ہیں:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَنْقُضُونَ أُمُورَ آلِهِمْ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ. [الانفال: 36]

”کفار اپنے اموال خرچ کرتے ہیں کہ (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکا جائے۔“



ضرورت اس

امری کہ ہے بیرونی معاونت کو قبول کرنے سے پہلے اچھی طرح شرح صدر حاصل کیا جائے کہ اس معاونت سے کہیں اس شکاری کا کردار تو ادا نہیں کیا جا رہا جو پرندوں کو دانوں کا جھانسنہ دے کر جال میں پھنسا لیتا ہے۔ ”تعلیم میں برابری“ اور ”عورت کی تعلیم“ سے کسی کو بھی اختلاف نہیں بلکہ اسلام تو اس کی ترغیب دیتا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ اہمات المؤمنین تعلیم و تعلم میں پیش قدمی تھیں۔ یہاں تک کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا شمار تو کثرتِ روایت (زیادہ احادیث روایت کرنے والے) میں ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ حکیم بھی تھیں کہ اسے مسلمانوں!

اقبال کا تصور ملت

شاعر مشرق نے عالم اسلام کو قومیت کی بجائے توحید کی بنیاد پر وحدت ملت کا درس دیا

مصر کے بادشاہ فواد عراق کے بادشاہ فیصل اور سعودی عرب کے سلطان عبدالعزیز ابن سعود کو احساس دلاتے ہیں کہ دھویں کی طرح بے مقصد لڑنے سے فائدہ نہیں اپنی زمین سے خالد اور عمر پیدا کرو۔

امیر احسان اللہ خان والی افغانستان کو مشورہ دیتے ہیں کہ اسلامی نظام جاری کرنے میں دیر نہ کرے اس سے قبل کہ باوصبا صحرا کے پھولوں کو چومتے ہوئے گزرے۔

تقسیم ہند کے وقت اقبال مسلمانان ہند کے ساتھ دوقومی نظریے کے حامی تھے اور اسی کی بنیاد پر پاکستان عالم وجود میں آیا۔ علامہ اقبال جب بستر علالت پہ تھے اس وقت ایک بڑا دلچسپ واقعہ پیش آیا کہ مولانا حسین احمد مدنی جو کہ مسلمانوں کے ہندوستان میں رہنے کے حامی تھے نے دہلی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کو ہندوستان میں رہنا چاہیے کیونکہ یہ ان کا پیدائشی ملک ہے اور وہ ہندوستانی ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ قومیں اوطان سے بنتی ہیں۔ اقبال کو یہ بات پسند نہ آئی انہوں نے مولانا کی اس سوچ کے خلاف اشعار کا ایک قطعہ لکھ کر اخبارات میں شائع کر دیا جس کے بعد ایک بڑا علمی مذہبی اور سیاسی مباحثہ شروع ہوا۔

اس مسئلے پر اقبال کی زندگی اور اس کے بعد بھی بحث چلتی۔ اسی سلسلے میں اقبال کے فرزند ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنے والد محترم کو تصور میں لے کر خط لکھے۔ جن سے ہمیں اقبال کے ملت کے تصور کو جاننے میں بڑی مدد ملی۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنی کتاب ”پناگر بیان چاک“ میں ”دوسرا خط“ کے عنوان سے جو خط لکھا اس سے کچھ اقتباس ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

ڈاکٹر جاوید اقبال لکھتے ہیں:

والد مکرم اسلام علیکم!

ہم مسلمانوں کے قومی تشخص کے بارے میں آپ کی جو

اقبال کے مخالفین نہیں جانتے کہ وہ تو مسلمانوں کو ملت کی چادر تلے اکٹھا کرنا چاہتے تھے۔

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ
خلافت چونکہ مسلمانوں کی اجتماعیت اور ملت کی نشانی ہوتی



ہے۔ خلافت راشدہ کے بعد اموی عباسی اور عثمانی خلافتوں میں ساری دنیا کے مسلمان ان حکومتوں کو اپنی مرکزی حکومت مانتے تھے اور انہی سے امید لگاتے تھے۔ جب تک خلافت کسی نہ کسی صورت میں قائم رہی تو مسلمانوں کی مرکزیت قائم تھی اور اقبال خلافت اسلامیہ کے زبردست حامی تھے۔

ساری دنیا کے مسلمانوں کا تصور ایک ملت کے طور پر موجود تھا لیکن جب خلافت ختم ہوئی تو اس کے بعد مسلمانوں میں وطن پرستی اور ملت سے دوری کی سازشیں گہری ہوتی چلی گئیں۔ اسی وجہ سے اقبال نے خلافت عثمانیہ ختم ہونے پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے اسے ترکوں کی نادانی اور اسلام، مسلمان دشمنوں کی گہری سازش قرار دیا۔

چاک کر دی ترک ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی اپنوں کی دیکھ اووں کی عیاری بھی دیکھ
اسی جذبے سے سرشار اقبال نے اپنے بعض دوستوں کو علمی اور ادبی خطوط لکھے اور اپنے زمانے کے بعض مسلمان سربراہوں اور آزادی و حریت کے متوالوں کے نام قصیدے اور قطعات لکھے جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ ان کے دل میں اسلام سے جو محبت تھی اس کے تاؤ تیج سے وہ آخری دم تک بے قرار رہے۔

ہر مذہب اور مسلک کا ڈھانچہ ایک مخصوص عقیدہ کی بنیاد پر استوار ہوتا ہے۔ اس مذہب کے ماننے والوں کے لیے اس بنیادی عقیدے کو ماننا اور تسلیم کرنا لازمی ہوتا ہے۔ چونکہ آج اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین اسلام ہی ہے تو ایک مسلمان کے لیے اللہ رب العزت کی ربوبیت کا اقرار کرنا۔

رسول اللہ ﷺ کی رسالت آخرت کی ابدی زندگی اور اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء کو ماننا لازم و ملزوم ہے۔ اللہ رب العزت نے وقتاً فوقتاً معاشرے کی اصلاح کے لیے جو انبیاء و رسل مبعوث کیے۔ سب کی دعوت کی بنیاد توحید تھی اور اس کے بعد انفرادی اور اجتماعی معاملات کی اصلاح، یہ سلسلہ چلتا رہا اور بالآخر اللہ رب العزت نے محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی بھیجا اور قرآن مجید ان پر نازل کیا۔ قرآن مجید نے لوگوں کو توحید کا درس دیا اور مسلمانوں کو ایک ملت بن کے رہنے کا حکم دیا۔ اسی طرح اقبال کے کلام کا ڈھانچہ بھی اسلام کی اجتماعی وحدت پر استوار تھے۔

اقبال شاعر برائے شاعر نہیں تھے بلکہ ملت اسلامیہ کے عظیم مفکر کے طور پر ساری دنیا کے سامنے ابھرے اور مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت اور غلامی سے چھٹکارے کے لیے بیدار کرتے اور عظمت رفتہ کو پانے کے لیے نصیحت کرتے رہے۔

اسی طرح اقبال کے مخالفین اعتراض کی شکل میں اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اقبال صرف شاعر نہیں بلکہ ملت کے عظیم مصلح تھے۔ جیسے اقبال کے ایک ناقد جناب کلیم احمد جو کہ مغرب کے بڑے دلدادہ ہیں اپنی کتاب ”اقبال“ ایک مطالعہ میں لکھتے ہیں۔ ”اقبال شاعر تھے اور ایتھے شاعر تھے اور وہ زیادہ ایتھے شاعر ہو سکتے تھے اگر وہ صرف شاعر ہونے پر قناعت کرتے اور پیغمبر بننے پر مصر نہ ہوتے۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ اقبال ہمیں راہ نجات دکھانے میں اس قدر منہمک ہو جاتے ہیں اور اس کام کو اس قدر اہم سمجھتے ہیں کہ اکثر شاعری کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔“

بحث مولانا حسین احمد مدنی کے ساتھ ہوئی ان کا موقف تھا کہ قومیں
اوطان سے بنتی ہیں۔ لہذا مسلمانوں کی قومیت ہندی ہے۔ آپ
نے ان سے اختلاف کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ”قوم“ اور ”ملت“
کے ایک ہی معنی ہیں۔ مسلم قوم وطن سے نہیں بلکہ ”اشترک ایمان“
سے بنتی ہے۔ اپنے نظریہ کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے چند
مثالیں بھی دی تھیں یہ کہ رسول اللہ ﷺ اگر اپنے آبائی وطن سے
ہجرت نہ کرتے اور کفار کے ساتھ تصفیہ کر لیتے کہ نسل، زبان
اور علاقے کے اشتراک کی بنا پر ایک ہوتے ہوئے وہ اپنے خداؤں
کی پرستش جاری رکھیں اور مسلمان اپنے خدا کی عبادت کرتے
رہیں تو حضور اکرم ﷺ سب سے پہلے عرب نیشنلیٹ قرار
پاتے۔ مدینہ ہجرت کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین
اور انصار کو اشتراک ایمان کی بنیاد پر ایک ”ملت امت“ یا قوم بنایا۔
پس ملت اسلامیہ اشتراک وطن سے نہیں بلکہ اشتراک ایمان سے
بنتی ہے۔“

ایک اور جگہ ڈاکٹر جاوید اقبال لکھتے ہیں
”آپ نے اشتراک ایمان کی بنیاد پر مسلم قومیت کا تصور
پیش کر کے برصغیر میں ”دوقومی نظریہ“ کی حقیقت کو تقویت بخشی۔
چنانچہ مسلم قوم وجود میں آئی اور پھر اس قوم کے لیے وطن بصورت
پاکستان حاصل کر لیا گیا۔ بلکہ کشمیر کو پاکستان کا حصہ سمجھنے
میں بھی یہی جذبہ کام کر رہا ہے۔ پاکستان ایک اسلامی
نظریاتی ریاست کے طور پر سامنے آیا اور اپنی اسی
نظریاتی اساس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے پاکستان نے
اقوام متحدہ میں مسلم امہ کی کوکھ سے نکلی ہوئی کئی قوی
ریاستوں کی نوآبادیاتی طاقتوں سے آزادی کی خاطر
تنگ دود میں حصہ لیا۔ فلسطین کی آزادی اور کشمیر کے مسئلہ کے حل
کے لیے کوششیں جاری رکھیں۔ افغانستان سے غیر مسلم حملہ آوروں کو
نکلانے کے لیے پاکستان نے افغان مجاہدین کے شانہ بشانہ حصہ
لیا۔ بعد ازاں پاکستان کی ہی مدد سے وہاں اسلامی حکومت قائم
ہوئی اور اسے تسلیم کیا گیا۔“

ملت بیضا کی بنیاد لالہ کوثر اردیتے ہوئے کہتے ہیں۔
ملت بیضا تن و جاں لالہ
ساز سارا پردہ گراں لالہ
لالہ سرمایہ اسرار ما
رشتہ اس شیرازہ افکار ما
”ملت بیضا (اسلام) بدن ہے اور توحید اس کے اندر
روح ہے۔ لالہ کے ساز سے ہمارے نغموں میں ہم آہنگی
موجود ہے۔ لالہ ہمارے روحانی اسرار کا سرمایہ ہے۔ اس سے
ہمارے افکار کی شیرازہ بندی ہے۔“

اقبال نے اپنے اعلیٰ افکار کو اپنی شاعری کے ذریعے
پھیلایا۔ وہ ساری دنیا کے مسلم خطوں کو اپنی شاعری کے اندر
تذکرہ کر کے وحدت و یکانیت کا پیغام دیتے ہیں۔ جیسے نظم صقلیہ
میں وہ بغداد اور غرناطہ کے علاوہ دہلی کی تباہی و بربادی پر بھی ماتم
کرتے ہیں۔

نالہ کس شیراز کا بلبل ہوا بغداد پر
داغ رویا خون کے آنسو جہاں آباد پر
آسمان نے دولت غرناطہ جب برباد کی
ابن بدروں کے دل ناشاد نے فریاد کی
غم نصیب اقبال کو بخشا گیا ماتم تیرا
چن لیا تقدیر نے وہ دل کہ تھا محرم تیرا
اسی طرح بانگ دراء کی نظم ”بلاد اسلامیہ“ میں ساری دنیا
کے مسلمانوں کو ایک ملت کا تصور دیتے ہوئے دنیا کے اسلامی
شہروں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ مثلاً دلی بغداد، قرطبہ، قسطنطنیہ اور
خواب گاہ مصطفیٰ ﷺ یعنی مدینہ منورہ۔

جہاں میں اہل ایمان صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر نکلے
جس طرح اسلام لازوال ہے اسی طرح ملت اسلامیہ

ساری دنیا کے مسلمانوں کا تصور ایک ملت کے طور پر موجود تھا۔
لیکن جب خلافت ختم ہوئی تو اس کے بعد مسلمانوں میں وطن
پرستی اور ملت سے دوری کی سازشیں گہری ہوتی چلی گئیں۔
لافانی ہے۔ دونوں میں ایک قانون قدرت ہے اور دوسرا مظہر
فطرت۔ جیسے آفتاب عالم تاب جو ہمیشہ ہی چمکتا رہتا ہے۔ یہاں
تک کہ اس کا غروب بھی طلوع ہی کی ایک شکل ہے۔ ایک افق پر
ڈوبتا ہے تو دوسرے پر نکلتا ہے۔

کچھ لوگ اقبال کے وطنیت کے شعر پیش کر کے اقبال کے
تصور ملت کو کیا سے کیا بنا دیتے ہیں۔ غور کرنا چاہیے کہ جو شخص بار بار
ایک ہی پیغام کی تکرار کرتا ہو اس کے یہاں تضاد نہیں ہوگا اور اگر
تضاد ہے تو وہ یقیناً ایک نئی خاص اور اہم بات ہے۔ مثلاً یہی کہ
اقبال نے اپنے ابتدائی دور میں بعض وقت وطنیت کا اظہار کیا تھا۔
مگر اس کے بعد وہ آفاقیت اور اسلامیت کا پرچار کرنے لگے۔ اس
سے قطع نظر کہ اسلامیت بہر حال ایک عالمی بین الاقوامی اور آفاقی
اصول ہے جبکہ وطنیت بالکل مقامی علاقائی اور محدود قسم کا تصور
ہے۔ یہ بات سرے سے ہی حقیقت کے خلاف اور لغو ہے۔

اقبال اپنی شاعری کے کسی بھی دور میں وطن کے پجاری
نہیں رہے اور بعد میں وطن کے مخالف ہو گئے۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ

وطن دوست ہمیشہ رہے۔ شروع سے آخر تک اور وطن پرست کبھی نہ
تھے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ فطری طور
پر ان کے ذہن کی وسعتیں بڑھتی گئیں اور وہ قرآن سے راہنمائی
حاصل کر کے روز بروز آفاقیت کی طرف مائل ہوتے گئے۔

اقبال یہ ضروری سمجھتے تھے کہ ہندوستان اور دوسرے
ایشیائی ممالک اور افریقی ممالک برطانوی اور یورپی سامراج سے
آزاد ہوں اور اس کے لیے ایک فکری انقلاب ضروری سمجھتے تھے وہ
یہ تھا کہ دنیا مغربی مادیت کے ہاتھوں برباد ہو چکی اور یورپی
وکیلہ سانی اخلاق نے انسانیت کو رو بہ زوال کر دیا ہے۔ لہذا سرمایہ
داری و اشتراکیت کے بعد دونوں کی داشتہ جمہوریت سے مختلف
ایک ایسا نظریہ درکار ہے جو حقیقی روحانیت کو پوری دنیا میں ابھار کر
مادیت کو صحیح رخ پہ لگا دے اور آج کے انسان کو ایسے اخلاق سے
آراستہ کرے جو اسے جدید ترین آلات و وسائل کا بہتر استعمال
سکھائیں اور ضروری ہے کہ یہ نظریہ صرف روحانیت اور اخلاقیات
کا کوئی صوفیانہ تصور نہ ہو بلکہ ایک کلی جامع، شہس اور عملی ضابطہ فکر
اور نظام حیات ہو جو کائنات وحیات اور فکر و عمل کی تمام جہتوں کے
لیے بہترین عقائد اور صالح ترین اعمال کی ضمانت دے سکے۔

یہ نظریہ اقبال کے خیال میں صرف اسلام ہے، کسی فرقہ
کے مذہب کے طور پر نہیں بلکہ پوری انسانیت کے
نظریے اور نظام فلسفہ حیات اور طریق زندگی کے
طور پر۔ اسی لیے اقبال کے توحید اور اسی کے تحت
وحدیت پر بہت زور دیا۔ اب اقبال کا مطالعہ
بجائے جڑ پر یہ تھا کہ اسلامی توحید کا آفتاب دورِ حاضر کی
ظلمتوں میں مشرق سے ہی طلوع ہو سکتا ہے۔ اس کے
لیے مغربی افق بالکل تاریک ہو چکا ہے۔ بلکہ وہی تاریکی کا منبع ہے۔
اقبال نے ضرب کلیم اور بانگ درا کے جن اشعار میں
ہندوستان سے محبت کا اظہار کیا ہے وہیں اسی خاک کو خاور کی
امیدوں کا مرکز قرار دیا ہے۔ اقبال کے وطن دوست ہونے اور
وطن پرست نہ ہونے کا حسین منظر آپ یہاں دیکھ سکتے ہیں۔ ایک
فطری مرکب اور متوازن نقطہ نظر ہے اور اس کا یہی اظہار اقبال کے
ابتدائی دور کے ترانہ ہندی اور ترانہ ملی میں ہوا تھا۔

غور کریں تو:

سارے جہاں سے اچھا ہندوستان ہمارا
اور
چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا
کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے۔ اس لیے کہ:
مسلم ہیں ہم وطن ہیں سارا جہاں ہمارا
ایک طرف ترانہ ہندی میں کہا: (بقیہ صفحہ 47)

جھوٹی جمہوریت سے اسلام کا نظام لاکھ درجے بہتر ہے۔

تمام مسائل سے نکلنے کیلئے ضروری ہے کہ اسلام کے احکامات پر عمل کیا جائے۔

آسانٹوں کیساتھ حج ادا کر رہے ہیں۔ کسی کا حق مارنا شریعت کیخلاف ہے۔ مسلمانو! باہمی جھگڑوں اور تفرقوں کا شکار نہ ہو جاؤ۔ آج ہی کے دن اللہ نے ارشاد فرمایا کہ آج اسلام مکمل ہو گیا۔ جعلی جمہوریت سے اسلامی نظام لاکھ درجے بہتر ہے۔ مفتی اعظم نے خطبہ حج میں تمام مسلمانوں سے براہیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی اپیل کی۔ مفتی اعظم نے کہا کہ اپنی خارجی اور داخلی پالیسیوں میں بھی اسلام کو ہی سامنے رکھنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتے۔ اسلام میں شک و شبہ پیدا کر نیوالے کفر کی راہ پر ہیں۔ سیاسی مشکلات کا حل مل بیٹھ کر نکالا جاسکتا ہے۔

میدان عرفات میں پاکستانیوں سمیت لاکھوں فرزندِ اسلام نے حج کا رکن اعظم وقوف عرفہ ادا کیا اور سنت نبوی کی پیروی کرتے ہوئے ایک اذان اور 12 اقامت کے ساتھ مسجدِ نبوی میں ظہر و عصر کی نمازیں باجماعت ادا کیں اور خطبہ سنا۔ وہ حجاج کرام جو اپنے خیمے دور ہونے کے باعث مسجدِ نبوی نہیں پہنچ سکے تھے انہوں نے اپنے اپنے خیموں میں ہی نمازیں ادا کیں۔ اہل ایمان کا یہ ٹھانٹھا مارتا ہوا سمندر مختلف اقوام، زبانوں اور رنگ و نسل رب العالمین کے دربارِ قدس کے مہمان ایک ہی لباس میں لبیک اللہم لبیک کہتے ہوئے اپنے رب کے حضور گڑ گڑا رہے تھے۔ حجاج نے غروب آفتاب تک وہاں عبادت کرتے ہوئے دن گزارا۔ غروب آفتاب کے ساتھ ہی حجاج کرام عرفات سے مزدلفہ پہنچے۔ مغرب اور عشا کی قصر نمازیں وہاں ادا کیں۔ رات بھر قیام کے بعد کنکریاں وہاں سے جمع کر کے صبح فجر کی نماز کے بعد مٹی پیچیں گے اور بڑے شیطان کو سات کنکریاں ماریں گے۔ کنکریوں سے فاذرغ ہو کر سنت ابراہیم کی ادا کرنے کے لئے قربانی کے جانور ذبح کریں گے، سر کے بال کٹوا کر احرام کھول دیں گے، پھر حجاج کرام طواف زیارت کے لئے حرم شریف جائیں گے۔ سعودی عرب میں آج عید الاضحیٰ ہوگی، لوگ قربانی کریں گے، عید کا سب سے بڑا اجتماع مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ہوگا۔

اسلام مسائل اور مشکلات سے گھرا ہوا ہے۔ تمام مسائل سے نکلنے کیلئے ضروری ہے کہ اسلام کے احکامات پر عمل کیا جائے۔ حکمران شریعت پر عمل کرنے کیلئے حالات سازگار بنائیں۔ مسلمان اپنے تجربات اور وسائل ایک دوسرے کے ساتھ شیئر کریں۔ امت مسلمہ میں اخلاقی برائیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ تمام وسائل کو گرج کر لیا جائے تو مسائل پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ معاشی اور اقتصادی مسائل کا حل بھی مسلمان ملکر ہی کر سکتے ہیں۔ سیاسی مشکلات کا حل بھی مسلمان ملکر نکال سکتے ہیں۔ مال حلال ذریعے سے کمایا جائے اور ایسے خرچ کیا جائے جیسے ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ ہمیں ہر طرح کے تشدد و کور و کنا ہوگا۔ امت مسلمہ میں اخلاقی برائیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ مفتی اعظم نے کہا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ اگر وہ ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ٹیکنالوجی کی طرف جائیں۔ مسلمانوں کی بقاء کیلئے ایسا کرنا بہت ضروری ہے۔ امت مسلمہ غربت کا شکار ہے، اس میں ترقی کیلئے باہمی بیکہتی اور اخوت کو فروغ دینا ہوگا۔ وسائل کو مسلمانوں کی ترقی اور بہبود پر خرچ کرنا چاہئے۔ مسلمانوں کو پورے وسائل سے استفادہ اور ان میں اضافہ بھی کرنا چاہئے۔ حکمران شریعت پر عمل کرنے کیلئے حالات سازگار بنائیں۔ ہمیں اپنے اخلاق کو سنوارنے کیلئے حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کی سنتوں کو اپنانا ہوگا۔ جادو و امیت مسلمہ کا اہم مسئلہ ہے، اس نے لوگوں کو گمراہی میں مبتلا کر دیا ہے۔ عقیدہ کو حید پر چلتے ہوئے اپنی اولاد کی پرورش کریں۔ اے لوگو! ہدایت کیلئے ایک دوسرے کے ہموار بن جاؤ، خراب ٹیکنالوجی نے ہمارے بچوں کا اخلاق تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ مسلمانوں کے دشمنوں سے ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہے۔ اسلام میں جبر اور جنتی نہیں پیارا اور رحمت ہے۔ دنیا میں شر کا غلبہ ہے۔ دہشت گردی اور ظلم کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلام وہ دین ہے جو جارحیت کی اجازت نہیں دیتا۔ آج یہاں کوئی قوم نہیں، صرف مسلمان ہیں۔ اسلام قومیتوں کی نفی کرتا ہے، حج اہم رکن ہے۔ حاجیو! دعا کریں کہ جو حج سے محروم رہے ہیں وہ اگلے سال یہ سعادت حاصل کریں۔ اے حاجیو! اللہ کا شکر ادا کریں کہ تمام

سعودی عرب کے مفتی اعظم خطیب حج فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل الشیخ نے مسجدِ نبوی میں خطبہ حج میں کہا ہے کہ اسلام کا پیغام ہی افضل پیغام ہے۔ اس کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔ اسلامی ممالک اقتصادی بحران سے نکلنے کے لئے مسلم بلاک تشکیل دیں۔ مسلمان باہر کے بنکوں سے اپنی دولت نکال کر اپنے معاشرہ میں لائیں۔ انہیں رارائے اور جمہوریت کے نام پر اسلام کو بدنام کیا جا رہا ہے، شانِ رسول میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتے۔ انہوں نے خطبہ حج میں کہا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ اے لوگو! اللہ سے ڈرتے رہو، تقویٰ اور ہدایت کی راہ اپناؤ۔ اے لوگو! قیمت کے دن سے ڈرتے رہو۔ اسلام کا پیغام تو حید کا پیغام ہے۔ نبی کریم کو حید کا دین لائے۔ اللہ کے نبی کا حکم ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور بت پرستی چھوڑ دو۔ تو حید کا پیغام ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور کسی کی نہیں۔ ہر مسلمان کو پوری زندگی ثابت قدم رہنا چاہئے۔ اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ ہماری زندگی اور موت اللہ کیلئے ہے۔ اللہ اپنی ذات اور صفات میں واحد ہے۔ مسلمان کا حق ہے کہ وہ تو حید پر کار بند رہے۔ اللہ تعالیٰ اور مخلوق کا رابطہ براہ راست ہے، اس کا کوئی وسیلہ نہیں۔ اسلام کا پیغام سب سے افضل ہے۔ اے لوگو! اللہ سے ڈرتے رہو، تقویٰ اور ہدایت کی راہ اپناؤ۔ مسلمان اللہ کے ساتھ کسی کو ہرگز شریک نہ ٹھہرائے۔ خود کشی حرام ہے، اسکی مغفرت نہیں ہوگی۔ مومن کی نشانی ہے کہ اسکی ذات سے کسی مسلمان کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ جو اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتا ہے وہ گمراہ ہے۔ دنیا کی برائیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرو۔ مومن کی صفات میں جھگانہ نماز کی ادائیگی، روزہ، زکوٰۃ اور دیگر فرائض کی ادائیگی ہے۔ اچھے اخلاق اور اچھی خوبیاں اپناؤ۔ تم پر ضروری ہے کہ کسی بھی قوم کو عدل سے محروم نہ کرو۔ اپنے درمیان اختلافات کو کم کرو۔ اللہ کی تو حید اپنا کر ہی ہم اس دنیا میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ دین وہی ہے جو نبی کریم نے دیا۔ اس دین میں قبیلہ ہے نہ خاندان۔ کسی کو اختیار نہیں کہ اللہ اور حضور کے فیصلوں کے علاوہ عمل کرے۔ آج عالم

HAZARA UNIVERSITY

ہزارہ یونیورسٹی

ہزارہ یونیورسٹی کی بنیاد 2002ء

ایک تعارف

ہری پور کیمپس

ہری پور کیمپس اسلام آباد سے 654 کلومیٹر اور ایبٹ آباد سے 354 کلومیٹر جنوب کی جانب واقع ہیں۔ اس کے شمال میں دنیا کا ساتواں بڑا ڈیم تربیلہ اور جنوب میں خان پور ڈیم واقع ہے۔

ہری پور کیمپس میں موجود ڈیپارٹمنٹس

- 1- ڈیپارٹمنٹ آف انوائرنمنٹل سائنس
- 2- ڈیپارٹمنٹ آف مینجمنٹ سائنس
- 3- ڈیپارٹمنٹ آف ایگریکلچر سائنس
- 4- ڈیپارٹمنٹ آف ایجوکیشن

لابریری

مین کیمپس میں 2 لائبریری ہیں۔

1- مین لائبریری

2- احمد شہید لائبریری

ان لائبریریز میں ہزاروں کی تعداد میں کتابیں موجود ہیں جس سے طلباء مستفید ہوتے ہیں۔

داخلہ کا طریقہ کار

یونیورسٹی میں داخلے سال میں دو بار ہوتے ہیں۔ اگست اور مارچ۔ داخلے کے لیے ٹیسٹ پاس کرنا لازمی ہے۔ مزید معلومات کے لیے یونیورسٹی کی ویب سائٹ www.hu.edu.pk وزٹ کریں۔

- 2- ڈیپارٹمنٹ آف ایجوکیشن
- 3- ڈیپارٹمنٹ آف انگلش لینگویج اینڈ لٹریچر
- 4- ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اینڈ ریلیجیئس سٹڈی
- 5- ڈیپارٹمنٹ آف کمیونیکیشن اینڈ میڈیا سٹڈی
- 6- ڈیپارٹمنٹ آف سائیکالوجی
- 7- ڈیپارٹمنٹ آف اردو

فیکلٹی آف لاء اینڈ Administrative سائنس

- 1- ڈیپارٹمنٹ آف مینجمنٹ سائنس
- 2- سکول آف لاء



یونیورسٹی کیمپس

ہزارہ یونیورسٹی کے دو کیمپس ہیں۔

حویلیاں کیمپس

اس کیمپس کی بنیاد 5 دسمبر 2007ء میں رکھی گئی۔ یہ ایبٹ آباد سے 12 کلومیٹر جنوب مغرب کی جانب اور 21 کلومیٹر ہری پور سے شمال کی جانب واقع ہے جو کہ ارد گرد کے طلباء و طالبات کے لیے ہی نہیں بلکہ پشاور، مردان، صوابی اور چارسدہ کے لیے قریب پڑھتا ہے۔

حویلیاں کیمپس میں تین قسم کے ڈیپارٹمنٹس موجود ہیں۔

- 1- ڈیپارٹمنٹ آف انگلش
- 2- ڈیپارٹمنٹ آف مینجمنٹ سائنس
- 3- ڈیپارٹمنٹ آف فارمیسی

میں جنرل (ر) سید افتخار حسین شاہ گورنر KPK نے رکھی۔ ہزارہ یونیورسٹی کا مین کیمپس مانسہرہ شہر کے شمال میں 144km کے فاصلے پر شاہراہ قراقرم کے دائیں جانب واقع ہے۔ پکھل کے سرسبز و شاداب کھیت کھلیاں اور دریائے سیران اس کو مزید صحت افزاء بناتے ہیں۔ اس کے شمال مشرق کی طرف آسمان سے باتیں کرتے پہاڑ اور ان پر موجود ہرے بھرے جنگلات اور دور دکھائی دیتے تاران و کاغان کے برف پوش پہاڑ دلچسپ مناظر پیش کرتے ہیں۔ ان قدرتی مناظر کی وجہ سے اداروں میں ہزارہ یونیورسٹی کو ایک الگ مقام حاصل ہے۔

فیکلٹیز

- 1- اب ہم یونیورسٹی میں موجود فیکلٹیز کو زیر بحث لاتے ہیں۔
- 1- فیکلٹی آف سائنس
- 2- فیکلٹی آف ہیلتھ سائنس
- 3- فیکلٹی آف آرٹس
- 4- فیکلٹی آف لاء اینڈ Administrative سائنس

فیکلٹی آف سائنس

اس میں درج ذیل ڈیپارٹمنٹس ہیں۔
پانکی..... کیمسٹری..... فزکس..... جینیٹک..... ریاضی.....
زوالوجی..... آئی ٹی

فیکلٹی آف ہیلتھ سائنس

- 1- ڈیپارٹمنٹ آف بائیو کیمسٹری
- 2- ڈیپارٹمنٹ آف مائیکرو بائیولوجی

فیکلٹی آف آرٹس

- 1- ڈیپارٹمنٹ آف اکنائٹس

طور پر استعمال ہو رہی ہیں۔ یہ دنیا کے مختلف حصوں میں مثلاً چینی، جاپانی، یورپی اور کوریائی کھانوں کا اہم جزو ہیں۔ یہی نہیں بلکہ مشروم بہت زیادہ زرعی اور تجارتی اہمیت کی حامل بھی ہیں۔ مگر ایسا بھی نہیں کہ آپ جس مشروم کو چاہیں پکائے یا بغیر پکائے استعمال کر لیں۔ ان کے انتخاب میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ سبھی مشروم کھانے کے قابل نہیں ہوتیں۔ اس حوالے سے ان میں بہت زیادہ بے ترتیب تنوع پایا جاتا ہے۔

ایک خام اندازے کے مطابق مشروم کی کل 1500 سپیشیز میں سے 50% کھانے کے قابل نہیں ہیں۔ یعنی ان میں لذت اور غذائیت موجود نہیں۔ 25% مشروم کھانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ 20% کا استعمال انسانوں کے اندر مختلف بیماریوں یا باعث بنتا ہے۔ مثلاً قے آنا، معدے کے مسائل، ذہنی

آتا ہے تو یہ بائفنی زمین سے باہر خوبصورت ”فروٹ باڈی“ کو جنم دیتے ہیں۔ یہی فروٹ باڈی ہمیں برسات کے موسم میں بارش کے بعد دھوپ نکلنے پر بڑی تعداد میں نظر آتی ہیں۔ ”فروٹ باڈی“ جیسی پیچیدہ ساخت مشروم کو باقی فنجائی سے انفرادیت دیتی ہے۔ فنجائی کے ننگڈم کو چار بڑے گروپس میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مشروم اس کے گروپ ”پیڈیو مائی سیٹس“ (Basidiomycetes) سے تعلق رکھتی ہیں۔

اس ”فروٹ باڈی“ پر غور کریں تو اس کے اوپر والے حصے کو کیپ یا (Pilius) کہتے ہیں۔ اس کی ٹھلی سائڈ پر سپورز پیدا ہوتے ہیں جو ان کی نسل کو بڑھانے میں مدد دیتے ہیں۔ ان کی تنانما

آپ نے برسات کے موسم میں اپنے گرد و نواح میں گھاس پھوس کے ڈھیروں پر بہت سی کھمبیاں دیکھی ہوں گی..... یہ ہیں کیا.....؟ ہمارے معاشرے میں ان کے بارے میں بہت کم معلومات پائی جاتی ہیں۔ عمومی طور پر ان کو کوئی خطرناک اور سرسار چیزیں سمجھا جاتا ہے اور ان کے بارے میں بے جا خوف بھی پایا جاتا ہے۔ آپ کے دل میں ان کو جاننے کا اشتیاق ضرور پیدا ہوا ہوگا۔ اس دفعہ سائنس و یو بیس ہم انہی کھمبیوں کی ”خبر“ لیتے ہیں۔ امید ہے یہ آپ کے اشتیاق کی تسکین اور بے جا خوف کی تردید کرے گا۔

ان کھمبیوں کو بائیولوجی کی زبان میں ”مشروم“ (Mushrooms) کہا جاتا ہے۔ یہ جانداروں کے مخصوص گروپ ”فنجائی“ سے تعلق رکھتی ہیں جو اپنی خصوصیات کے اعتبار سے بیکٹیریا، پودوں اور جانوروں سے بہت مختلف ہیں۔

وقار احمد، FCCU

مشروم گولڈ مائن



بیجان، مسلز کا کھچاؤ وغیرہ۔ 14% اپنی غذائیت اور ذائقے کے لحاظ سے بہت اعلیٰ ہیں۔ مثلاً بٹن مشروم اور اوکسز مشروم وغیرہ۔ جبکہ 1% انتہائی خطرناک اور زہریلی ہیں۔ جیسا کہ ایمانیتا فلوائڈز (Amanita Phalloides) جسے ڈیتھ کیپ بھی کہتے ہیں جسکی ایک کیپ کھانے سے انسان کی موت واقع ہو سکتی ہے۔

ساخت کو ”Stipe“ جبکہ زیر زمین پھیلے ہوئے بائفنی کو ”Substrate“ کہا جاتا ہے۔ مشروم اپنی فروٹ باڈی کی ساخت اور ظاہریت کے لحاظ سے بہت مختلف ہوتی ہیں۔

مشروم کی اقسام

مشروم میں سے بہت سی درائیز دنیا بھر میں خوراک کے

فنجائی کے جسم کو مائیسیلیئم (Mycellium) کہا جاتا ہے جو کہ بہت سی دھاگہ دار ساختوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ جنہیں بائفنی (Hyphae) کہا جاتا ہے۔

مشروم کا مائیسیلیئم زیر زمین پھیلا ہوتا ہے۔ اس کے بائفنی نمکیات، پانی اور خوراک کو جذب کرتے اور پھیلتے رہتے ہیں۔ مگر جب نسل بڑھانے کے لیے سپورز (Spores) پیدا کرنے کا وقت

کھائی جانے والی مشرومز

جوشرومز نقصان دہ اثرات نہیں رکھتی اور پرکشش خوشبو اور ذائقے کے ساتھ ساتھ غذائیت سے بھی بھرپور ہوتی ہیں۔ وہ Edible Mushrooms کے طور پر استعمال ہو رہی ہیں۔ ان کی چار مقبول اقسام میں بٹن مشرومز، جاپانی، چینی اور اؤسٹر (Oyster) مشرومز شامل ہیں۔ پاکستان میں بہترین کوالٹی کی مشرومز میں اؤسٹر مشرومز کے مختلف فلیورز شامل ہیں۔ مثلاً سفید، گولڈن، گرے اور گلابی اؤسٹر مشرومز وغیرہ۔ وسیع پیمانے پر اگائی جانے والی سپیشیز میں "Agaricus Bisphorus" اور Pleurotus Cystidiosus شامل ہیں۔ یہ مشرومز ملک بھر میں کاشت کی جاتی ہیں اور مون سون کے موسم کے بعد دستیاب ہوتی ہیں۔

کھانے کے قابل مشرومز میں ایک قسم تو ان مشرومز کی

ہے جو پکائے یا بن پکائے استعمال ہوتی ہیں اور ان میں نقصان دہ اثرات بالکل موجود نہیں ہوتے۔ دوسری قسم ان مشرومز کی ہیں جن کو استعمال کرنے سے پہلے پانی میں ابال کر خشک کر کے یا تھوڑی سی پروسینگ سے ان کے زہریلے اثرات ختم کر لیے جاتے ہیں۔ اس طرح یہ استعمال کے قابل ہو جاتی ہیں۔ ان میں کچھ سی سپیشیز مثلاً Coprinopsis، Amanita Muscaria، Lactaria spp. atramentaria اور دیگر شامل ہیں جن کو (Parboiling or Pickling) کے بعد استعمال کیا جاتا ہے۔

مشرومز کی پہچان

مشرومز کے استعمال کے حوالے سے ایک مسئلہ ان کی پہچان کا ہے۔ کسی بھی مشرومز کی فروٹ باڈی سے اس کے قابل تناول ہونے یا زہریلے ہونے کا پتا نہیں لگایا جاسکتا کیونکہ ان کی فروٹ باڈی بعض اوقات مماثلت اور مطابقت رکھتی ہیں۔

دوسرے یہ کہ ان کی پہچان کے لیے کوئی ایک خوبی یا (Identification Criteria) موجود نہیں اور نہ ہی اس حوالے سے ان کی کوئی درجہ بندی (Classification) کی جاسکتی ہے۔

البتہ مشرومز کے ماہرین عمومی طور پر ان کی پہچان کے حوالے سے جن خصوصیات کو مد نظر رکھتے ہیں، ان میں ان کے پائے جانے کی جگہ، خوشبو، ذائقہ، سپورز پرنٹ اور ظاہری خصوصیات مثلاً شکل و صورت اور لیبارٹری ٹیسٹ شامل ہیں۔

کھانے کے قابل مشرومز کا حصول

مشرومز بے ترتیبی سے مختلف جگہوں مثلاً گھاس پھاس کے ڈھیروں اور جہاں وافر خوراک اور منرل ہوں پراگتی ہیں۔ جن میں مختلف اقسام شامل ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایڈبل مشرومز کو علیحدہ کر کے اکٹھا کیا جاتا ہے اور ان کو گھریلو استعمال یا مارکیٹ کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ اس کو (Wild Mushroom Hunting) کہا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لیے مشرومز کی خصوصیات اور پہچان کا علم ہونا ضروری ہے۔ ان کی شناخت میں بے احتیاتی کی وجہ سے کچھ لوگ حادثات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جو کہ خطرناک مشرومز کے خواص پر غور نہ کرنے، کچھ بے ترتیب اور غلط رہنمائی کرنے والے گھریلو تجربات پر یقین رکھنے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ کسی بھی مشرومز



کو خوراک کے طور پر استعمال کرنے سے پہلے اس کی خصوصیات اور اس کے قابل استعمال ہونے کے بارے میں سو فیصد یقین ہونا ضروری ہے۔

غذائیت

کھائی جانے والی مشرومز اگرچہ سبزیوں کے خاندان سے تعلق نہیں رکھتی لیکن انہیں لذت کے اعتبار سے سبزیوں کی دنیا کا "گوشت" کہا جاتا ہے۔ مشرومز کیلوری بڑی کم تعداد رکھتی ہیں جنہیں پکائے یا بغیر پکائے کھانوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ مشرومز مکمل غذا ہیں جو اہم وٹامنز (Vit.B) منرلز اور پروٹینز کا اچھا ذریعہ ہیں۔ اسی طرح یہ تھوڑی مقدار میں کاربوہائیڈریٹس، فائبر اور وٹامن C بھی رکھتی ہیں۔ ان کی غذائی اہمیت کو مندرجہ ذیل چارٹ کی مدد سے بیان کیا جاسکتا ہے۔

100 گرام مشرومز میں غذائیت کی مقدار

انرجی:	113 کلو جول (27 کلو کیلوری)
کاربوہائیڈریٹ:	4.1 گرام
فائبر:	0.1 گرام
پروٹین:	2.5 گرام

تھائی میں (وٹامن B1):	0.1 ملی گرام
رائبوفلاون (وٹامن B2):	0.5 ملی گرام
نیا سین (وٹامن B3):	3.8 ملی گرام
پنٹو تھینک ایسڈ (وٹامن B5):	1.5 ملی گرام
کالمیٹ:	18 ملی گرام
فاسفورس:	120 ملی گرام
پوٹاشیم:	448 ملی گرام
سوڈیم:	6 ملی گرام
زنک:	1.1 ملی گرام

طبی اہمیت

مشرومز غذائیت کے ساتھ طبی اہمیت کی بھی حامل ہیں۔ ان کے عرقیات (Extracts) کچھ بیماریوں مثلاً جسمانی سوزش، ذیابیطس اور کینسر وغیرہ کے علاج میں استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہ ایمنٹی بایوٹیکس بنانے، وائرسز اور بیکٹیریا کے خلاف بھی موثر ہوتی ہیں۔ مختلف مشرومز کے عرقیات کینسر کی ریڈیو تھراپی اور کیموتھراپی میں استعمال ہوتے ہیں۔

مشرومز کی کاشت

دنیا کے تقریباً 60 ممالک تجارتی مقاصد کے لیے 20 اقسام کی مشرومز کاشت کر رہے ہیں۔ پانچ بڑے ممالک میں چین، امریکہ، نیدرلینڈز، فرانس اور پولینڈ شامل ہیں۔ دنیا میں سب سے زیادہ مشرومز کی کاشت اور پیداوار چین میں ہو رہی ہے جو ہر سال دنیا کی کل پیداوار کا نصف پیدا کرتا ہے۔ پاکستان میں مشرومز کی کاشت اکتوبر سے مارچ کے درمیان ہوتی ہے۔

مشرومز کی کاشت کے دو طریقے ہو سکتے ہیں۔ البتہ دونوں صورتوں میں پہلا مرحلہ مشرومز کے انتخاب کا ہے۔ یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ ان میں مشرومز کی زہریلی اقسام شامل نہ ہوں۔ ان کی بھیری ماہرین کی نگرانی میں تیار شدہ ہونی چاہیے جو کہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد NIBGE، ایوب ایگریکلچرل ریسرچ انسٹیٹیوٹ اور گورنمنٹ کے دیگر تحقیقاتی اداروں میں دستیاب ہے۔ اس کے علاوہ ان کی کاشت کے حوالے سے رہنمائی اور مکمل معلومات بھی مل سکتی ہیں۔

چھوٹے پیمانے پر

مشرومز کی کاشت گھروں میں بھی جزوقتی سرگرمی کے طور پر کی جاسکتی ہے کیونکہ اس کے لیے بہت زیادہ رقبہ اور کل وقت کام کی ضرورت نہیں ہوتی۔ گھر کے افراد اس کے مختلف معاملات کی آسانی سے دیکھ بھال کر سکتے ہیں۔

..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دین اسلام کے بہادر مجاہدوں سے گہری محبت ہے جو کہ ہماری آئندہ نسلوں کی نظریاتی اور اخلاقی حفاظت کی ضمانت ہیں۔ اللہ انہیں استقامت دے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

(سہیل عامر۔ چنداقلہ گوجرانوالہ)

☆.....☆.....☆

..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ کی پوری ٹیم خیریت سے ہوگی۔ ماشاء اللہ اخبار طلباء بہت اچھا رسالہ ہے۔ اس کے لیے میری یہ آراء ہے کہ آپ اس میں بہتر انداز میں کرنے کی کچھ Tips بھی دیا کریں۔ جس سے ہر طالب علم کا پڑھنے کا ذوق بڑھے گا۔

(سلیمان احمد۔ سیالکوٹ)

☆..... آپ کے مشورے پر ضرور

غور کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ

☆.....☆.....☆

..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری طرف سے اخبار طلباء کے تمام بھائیوں کو سلام۔

الحمد للہ! آج مجھے یہ پہلی مرتبہ اخبار طلباء ملا ہے۔ یہ رسالہ پڑھا کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اس رسالے میں مجھے ”روشن نقوش“ بہت اچھا لگا۔

(صلاح الدین۔ نیو سعید آباد سندھ)

☆.....☆.....☆

..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کے پر فن دور میں اگر کوئی طلباء کی اصلاح کر رہا ہے تو وہ اخبار طلباء ہی ہے۔ یہ واقعی ہی طلباء کا ترجمان رسالہ ہے۔ اس کے ہر شمارے میں طلباء کے لیے دینی اور دنیاوی راہنمائی ہوتی ہے۔ اس حوالے سے میری کچھ تجاویز ہیں جو پیش خدمت ہیں۔

1- اخبار طلباء چونکہ نوجوان طلباء کا رسالہ ہے اس لیے اس میں بچوں کے لیے مخصوص کیے گئے صفحات ختم کر کے اس کی جگہ کوئی اور سلسلہ شروع کیا جائے۔

2- ایک ایسا سلسلہ شروع کریں جس میں قومی اداروں میں جاب حاصل کرنے کے لیے مطلوبہ تعلیمی قابلیت کا بتایا گیا ہو۔

3- C.S.S اور پنجاب پبلک سروس کمیشن پر کوئی سیر حاصل

مضمون تحریر کریں۔ یہ آج کی اہم ترین ضرورت ہے۔

4- اسلامی ممالک میں جاب کے سلسلے میں جانے کے لیے محفوظ طریقوں کے بارے میں بتائیں۔ تاکہ کوئی شریف انسان کسی غلط آدمی کے ہتھے نہ چڑھے۔

5- کمپیوٹر سے متعلق معلومات فراہم کریں۔ خاص طور پر ایسی ویب سائٹس کے بارے میں بتائیں جو تعلیم، دین، سائنس و ٹیکنالوجی اور جاب میں سہولت پیش کریں۔

(فرخ الفت۔ چک نمبر 103/P رحیم یار خان)

☆..... آپ کی پہلی تجویز کے علاوہ باقی تمام تجاویز کے حوالے سے کئی ایک سلسلے جاری ہیں۔ جیسے کیریئر کونسلنگ وغیرہ مگر یاد رہے کہ ان کا مقصد فقط جاب کا حصول نہیں بلکہ قارئین کی سہولت کے

کرتے۔

مگر ”اخبار طلباء“ ایسا مجلہ ہے جو دینی و دنیاوی اور سائنسی لحاظ سے بھی پھر پور معلومات فراہم کرتا ہے۔ میں سینڈائیر کا طالب علم ہوں اور چند دن پہلے الحمد یہ سٹوڈنٹس سے منسلک ہوا ہوں۔

اللہ تعالیٰ اخبار طلباء کو لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین (رحمن الحسن ذکوی۔ ایمرسن کالج بوسن روڈ ملتان)

☆.....☆.....☆

..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس دفعہ کا اخبار طلباء بہت اچھا تھا۔ طلباء کا رزکا کیا ہی کہنا، ویری گڈ.....!

(محمد ندیم اشرف۔ میاں چنوں، خانیوال)

☆.....☆.....☆

..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیارے بھائیو! امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ اس دفعہ اخبار طلباء کمال اہمیت کا حامل ہے۔ خاص طور پر طلباء مسئولین کے لیے احمد ساس بھائی کا مضمون بہت پڑتا شیر ہے۔ اللہ ان کی مدد فرمائے اور ہمیں دل لگا کر کام کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(محمد ضییب۔ فیصل آباد)

☆.....☆.....☆

..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم مدیر اخبار طلباء! گزارش ہے کہ رسالے کے کم از کم ایک یا دو صفحات پر دنیا بھر میں موجود مساجد کے نام، تزئین و آرائش، ذہن آزن اور سہولیات تصاویری کی مدد سے شائع کریں اور وضاحت بھی۔ تاکہ اہل اسلام کو مسلمانوں کی یکتا پرستی اور اس سے محبت کا اندازہ ہو سکے جو آج کل مغرب کی گندی عمارتوں کو دیکھنے کے لیے مرے جاتے ہیں۔ امید ہے کہ گزارش پر جلد عمل ہوگا۔ ایڈوائس میں شکریہ۔

(حسن طاہر سلیم۔ گوجرانوالہ)

☆.....☆.....☆

نوٹ

قارئین حضرات! اخبار طلباء کے متعلق ہمیں اپنی آراء سے ضرور آگاہ کیجئے۔

SMS 0334-7551755
P.O BOX 966 GPO LAHORE
Email: akhbaretalaba@yahoo.com

پہلی بات

دے صحابہ کرام نے تعجب سے پوچھا۔

یا رسول اللہ ﷺ ایسا تو کوئی نہیں جو اپنے

والدین کو گالی دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بندہ جب کسی کے

والد کو گالی دے گا تو وہ جواب میں اس کے والد کو گالی دے گا اور

بندہ کسی کی ماں کو گالی دے تو نتیجتاً وہ اس کی ماں کو گالی دے گا۔

(گویا بندہ خود اپنے والدین کو گالی دے رہا ہے)

ہمیں چاہیے اس قبیح فعل سے بچیں۔ اکیلے خود ہی نہیں

بلکہ اپنے دوست و احباب کو بھی اس فعل سے منع کریں۔ جو بندہ

گالی سن کر اس کے جواب میں گالی نہیں دیتا تو فرشتے اس کی

طرف سے جواب دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

نو نہالان اسلام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ خیر و عافیت سے ایمان والی زندگی بسر کر رہے ہوں گے۔

پیارے بچو! آج کل معاشرے میں گالی بہت عام

ہے۔ چھوٹے بچے سے لے کر بڑی عمر کے بزرگ تک اس لعنت

کو اپنائے ہوئے ہیں جبکہ یہ منافقین کا شیوہ ہے۔ نبی کریم ﷺ

نے منافقین کی نشانیاں بتاتے ہوئے فرمایا: ”جب وہ جھگڑا

کرتے ہیں تو گالی دیتے ہیں۔“

پیارے بچو! اس طرح ہم اپنے ہی والدین کو بھی

گالیاں دیتے ہیں۔ اس کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”بے شک کبیرہ گناہوں سے ہے کہ بندہ اپنے والدین کو گالی

قرآن الہی

”اللہ کے ہاں نہ تمہارا (قربانی کے جانور کا)

گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون، بلکہ اس کے ہاں تو

تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

(سورۃ الحج: 37)

نوائے سچ

رمضان المبارک کے بعد سب سے افضل

روزے اللہ تعالیٰ کے مبینہ محرم کے ہیں اور فرض نماز

کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے۔“

(مسلم: 1163)

تاریخی جھرنے

مسجد اقصیٰ کی تعمیر

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کے عیسائیوں سے صلح کی شرائط طے کیں۔ پھر بیت المقدس میں داخل ہوئے اور مسجد اقصیٰ کی جگہ حراہ میں تحیۃ المسجد ادا کی۔ اگلے دن فجر کی نماز میں سورہ صل اور بنی اسرائیل کی تلاوت کی۔ پھر آپ ﷺ صخرہ کے پاس آئے جس کی جگہ کی راہنمائی کعب احبار رضی اللہ عنہ نے کی۔ کعب احبار رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ صخرہ کے پیچھے مسجد بنادیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ بات تم نے یہودیوں جیسی کی۔

البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کے قبلے والی طرف ایک مسجد بنادی جو آج کل آباد ہے۔ پھر امیر المومنین نے اپنی چادر اور قبائے دامن سے صخرہ کی صفائی کی۔ باقی مسلمانوں نے بھی آپ ﷺ کی اتباع کی اور صخرہ صاف کیا۔ عیسائیوں نے یہودیوں کی حرکت یہودیوں کی جواب میں تھی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر پر گندگی پھیلتے تھے۔ اسی لیے اس جگہ کو قمامہ (گندگی) کہا جانے لگا۔ بعد میں عیسائیوں نے اس جگہ قمامہ کے نام سے گر جانا لیا۔

امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس سے روانگی کے وقت صخرہ و اور براق کو باندھنے کی جگہ کے قریب جہاں انہوں نے ساتھیوں سمیت نماز ادا کی تھی۔ ایک مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ یہی مسجد بعد میں مسجد اقصیٰ کہلائی۔ جبکہ قرآن میں اسے پہلے ہی مسجد اقصیٰ قرار دیا گیا تھا۔

(الحکا شفت - جامعہ نجاب)



جس کا سامنا منگولوں سے ہوا۔ منگول کافروں نے لاکھوں مسلمانوں کو شہید کر دیا جس میں خلیفہ بھی شہید ہو گیا۔ چنانچہ کچھ دیر ہی خلافت قائم نہ ہو سکی۔

مسلمانوں کی جوابی تیاریاں

خلیفہ اور ہزاروں مسلمانوں کے شہید ہو جانے کے بعد مسلمانوں نے ہلاکو خان کے خلاف کمر کس لی اور جہاد کے علم کو بلند کیا۔ رکن الدین نے ایک عظیم منصوبہ تشکیل دیا اور اس وقت ہلاکو خان کا چچا زاد بھائی برقائی خان مسلمان ہو چکا تھا۔ رکن الدین نے اس کو اپنے ساتھ ملا لیا اور ہلاکو خان پر حملے کے لئے تیار کیا۔

ہلاکو خان کی تیاریاں

ہلاکو خان نے عظیم فوج مرتب کی اور اسے دو حصوں میں تقسیم کر کے لائحہ عمل تیار کیا۔ اتنے میں اسے خبر ملی کہ اس کا چچا زاد بھائی اس سے مقابلے کے لئے سامنے تیار کھڑا ہے۔ ہلاکو خان مغرور ہو کر غصے میں آ گیا اور اس نے آدھا لشکر وہیں چھوڑ دیا اور آدھا لے کر خود برقائی خان کا مقابلہ کرنے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔

مسلمانوں کی اہم منصوبہ بندی

بہرس کو جب یہ خبر ملی تو اس نے سارے کے سارے لشکر کو اکٹھا کیا اور پھر ہزاروں کی طرف روانہ ہوا جہاں ہلاکو خان کا آدھا لشکر تھا۔ رکن الدین کے مطابق وہ اس آدھے لشکر پر حملہ کرے گا۔ چنانچہ اگلی شب عشاء کے بعد یہاں سے کوچ کر کے رکن الدین نے اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ جو کہ یکے بعد دیگرے حملے کر کے کافروں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی اور ایک بھی کافر بچ کر جانے نہ پایا۔ اتنا زبردست معرکہ ہوا کہ جوڑ بڑھ صدی تک مسلمانوں کی تاریخ میں کہیں نظر نہیں آتا۔ اس معرکے کے دوران کافروں کو بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

برقائی خان کا قہر

ایک طرف رکن الدین بہرس نے ہلاکو خان کی کمر توڑ دی تو دوسری طرف برقائی خان اور اس کا چچا ہلاکو کا بے مبری سے انتظار کر رہے تھے۔ برقائی خان نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے کہا کہ:

”ہم نے ہلاکو خان سے ہر ایک چیز کا بدلہ لینا ہے، ہر وہ ہاتھ توڑ دینا ہے جو مسلمانوں کے خلاف اٹھا تھا، ہر اس مسجد کی عظمت کا بدلہ لینا ہے جسے ہلاکو خان نے جلا ڈالا تھا ان سے قرآن کی حرمت کا بدلہ لینا ہے۔“

اتنی دیر میں ہلاکو اپنی فوج کو لیتا ہوا برقائی خان پر ٹوٹ

مدت میں عراق اور اس کے وسیع و عریض علاقوں کو کافروں سے مکمل آزاد کر دیا۔

خلافت عباسیہ کا قیام

رکن الدین نے جہاں عالم کفر کے خلاف جہاد کو بلند کیا وہاں رکن الدین کا مقصد یہ بھی تھا کہ وہ مصر اور دوسرے علاقوں میں خلافت قائم کرے۔ چنانچہ بہرس کو اس بات کا پتہ چلا کہ ایک

رکن الدین بیبرس

عباسی شہزادہ جس کا نام ابوالقاسم احمد ہے بغداد پر حملے کے بعد ہلاکو خان کے آگے بھاگ کر دمشق میں قیام پذیر ہے۔ لہذا رکن الدین بہرس نے اسے مصر میں آنے کی دعوت دی۔

عظیم دربار

خلیفہ کو مصر میں لانے کے بعد بہرس نے ایک عظیم دربار منعقد کیا جس میں سپہ سالار اور علماء بھی موجود تھے۔ جنہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ابوالقاسم احمد خلافت کا صحیح حقدار ہے۔ چنانچہ خلافت عباسیہ قائم ہو گئی اور خلیفہ ابوالقاسم احمد کے ہاتھ پر بیعت لی



گئی۔ خلافت کے بعد پہلا جہد سترہ جب کوہوا جس میں خلیفہ نے جمعہ سے خطاب کیا۔ اسی وجہ سے مسلمانوں کے اندر یکجہتی پیدا ہو گئی۔

خلیفہ کی ہلاکت

خلیفہ ابوالقاسم احمد کے دماغ میں یہ بات آئی کہ اب مصر اور شام میں خلافت عباسیہ قائم ہو چکی ہے۔ کیوں نہ بغداد میں بھی خلافت عباسیہ قائم کی جائے۔ اس بات سے رکن الدین بہرس رضامند ہو گیا اور اس نے خلیفہ کے ساتھ ایک بہت بڑا لشکر بھیجا

مسلمانوں نے دل کھول کر حصہ لیا اور رکن الدین کے ساتھ ایک عظیم فوج اکٹھی ہو گئی جن کے دل بھی کافروں کے لئے سخت تھے۔ آخر کار مسلمان تہران کی طرح 15 رمضان المبارک کو ارض فلسطین میں کافروں پر ٹوٹ پڑے اور فلسطین کو کافروں سے آزاد کر دیا۔ ہلاکو خان کے اہم سپہ سالاروں کو قید کر لیا گیا۔ سپاہیوں کو واصل جہنم کر دیا گیا۔ قطیو غنا جو کہ ہلاکو خان کا اہم سپہ سالار تھا اس کا سر کاٹ کر مصر میں نمائش کے لئے بھیج دیا گیا۔

سرزمین شام میں جہاد

فلسطین کے بعد رکن الدین نے شام میں کافروں کے ساتھ زبردست معرکے کئے اور کچھ ہی وقت میں شام کو مکمل آزاد کر دیا۔

سرزمین مصر واپسی

شام کو فتح کرنے اور منگول کے کچھ علاقے کافروں سے آزاد کرانے کے بعد بہرس کو کچھ سیاسی وجوہات کی بناء پر مصر واپس جانا پڑا۔ مصر میں اس وقت جشن کا سماں تھا۔ اہل مصر نے رکن الدین بہرس کو اس کی خدمات پر سراہا۔ اس وقت بہرس شام اور مصر و فلسطین کی آنکھوں کا تارہ بن چکا تھا۔ چند دن بعد مصر کے حکمران کو قتل کر دیا گیا۔ لہذا لوگوں کے اصرار پر رکن الدین بہرس کو ملک کا حاکم مقرر کر دیا گیا۔

جب شام مصر کا حصہ بنا

حاکم وقت بننے کے بعد رکن الدین کو سب سے بڑا مسئلہ یہ درپیش تھا کہ شام کو خطروں سے پاک کرنا کیونکہ ہلاکو خان بدلہ لینے کے لئے شام پر حملہ آور ہو سکتا تھا۔ لہذا بہرس نے شام کو اپنی طاقت پیش کی اور شام کو مصر کا حصہ بنا لیا۔ اب بہرس کے پاس مجاہدین کا ایک عظیم الشان اجتماع اکٹھا ہو گیا تھا۔

ترقی یافتہ کام

بہرس نے حکومت سنبھالتے ہی مصر اور شام کے تمام ناجائز کام، شراب کے اڈے اور دیگر غیر اسلام شعار سے مصر اور شام کو پاک کر دیا اور ان کو اسلامی ریاست بنادیا۔

سرزمین عراق میں جہادی نغے

اب ساری دنیا کے لئے بہرس فرشتہ بن چکا تھا۔ عراق میں بھی جہادی تیاریاں ہونے لگیں۔ کافروں کے خلاف جہادی طاقتیں سامنے آئے لگی۔ ہلاکو خان جو کہ اب شمال میں اپنے آبائی وطن میں قیام پذیر تھا اب اس صورتحال سے ڈرا ہوا تھا۔ بہرس نے ایک عظیم فوج تیار کر کے عراق میں کافروں سے جہاد کیا اور کچھ ہی

اب اس نے مومنوں کی تیسری صفت بیان کی:
 وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ. (ال عمران: 134)
 ”اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔“
 آپ نے فرمایا ہم نے تمہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے
 لیے آزاد کر دیا۔ (بحوالہ: سنہرے اوراق)
 (حافظ محمد شاہد - ضلع چنیوٹ)



اقوال زریں

- ☆..... انسان خود عظیم نہیں ہوتا بلکہ اس کا اخلاق عظیم ہوتا ہے۔
- ☆..... نفس کے خلاف جہاد کرتے رہو۔
- ☆..... جھگڑے میں کودنا تو آسان ہے لیکن اس سے نکلنا بہت مشکل ہے۔
- ☆..... طالب دین عمل میں اور طالب دنیا علم میں حرص کرتا ہے۔
- ☆..... دعا کی قبولیت کے لیے قابلیت شرط نہیں۔ اس لیے ہر حال میں مانگو اور خوب مانگو۔
- ☆..... زندگی برف کی مانند ہے جو لمحہ بے لمحہ پگھل رہی ہے۔
- ☆..... ہمت و فکر سے مشکل سے مشکل کام بھی آسان ہو جاتے ہیں۔
- ☆..... دولت سے گھڑی تو خرید سکتے ہیں مگر وقت نہیں۔
- (عرفان علی فریدی - چک نمبر 1117/R، چیچہ وطنی)

درگزر کرنے والے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے، حضرت حسین کے بیٹے
 علی (زین العابدین) وضو کرنے کے لیے اٹھے۔ لوٹتی گرم پانی کا
 لوٹا لیے حاضر ہوئی۔ اچانک اس کے ہاتھ سے لوٹا چھوٹ گیا اور
 گرم پانی علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے اوپر آگرا۔ تکلیف کے عالم میں
 آپ نے اپنا سر اٹھا کر لوٹتی کی طرف دیکھا تو وہ فوراً کہنے لگی کہ
 اللہ تعالیٰ مومنوں کی تعریف میں فرماتے ہیں:

وَالْكَافِرِينَ الْغَافِلِينَ. (ال عمران: 134)

”مومن (غصے کو پی جاتے ہیں)۔“

ارشاد ہوا:

قَدْ كُفِلْتُ غَفِيظِي

”میں نے اپنے غصے پر قابو پایا۔“

اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد ہے:

وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ. (ال عمران: 134)

”وہ لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔“

فرمایا:

غَفَا اللَّهُ عَنْكَ

”اللہ تمہیں معاف کر دے۔“

پڑا۔ برقائی خان اور اس کے چچا نے اس حملے کا بھرپور جواب دیا۔
 چند ہی لمحوں میں ہلاکوخان کی فوج کی کافی تعداد واصل جنم ہو گئی اور
 ہلاکوخان پر یہ تاثرات چھا گئے کہ مسلمان اس کے لشکر کو ختم کر دیں
 گے۔ لہذا یہاں سے بھاگنے میں ہی بھلائی ہے۔ لہذا ہلاکوخان نے
 دریائے تیرک جو اس وقت فہم ہو چکا تھا کے اوپر سے بھاگنے کا
 ارادہ کر لیا اور دریائے تیرک سے کچھ دور جا کر قیام پذیر ہو گیا۔
 اسنے میں کچھ لوگوں نے ہلاکوخان کو یہ خبر سنا کہ مسلمانوں نے
 تمہارے ساحل والے سارے کے سارے سپہ سالاروں کو تباہ کر دیا
 ہے اور جہاں تم نے پڑاؤ ڈالا تھا وہاں سے سارا سامان لوٹ کر لے
 گئے ہیں۔ ہلاکوخان نے سر جھکا دیا اور وہاں سے کوچ کر گیا۔ جب تک
 وہ اپنے مرکزی شہر میں پہنچا وہ سخت بیمار ہو چکا تھا اور چند دنوں کے
 بعد وفات پا گیا۔ اس کے بعد اس کے لشکر کی کمان اس کے بڑے
 بیٹے ابا قحان نے سنبھالی۔

ہلاکوخان کی موت اور کافروں کا نیا سپہ سالار

ہلاکوخان اپنی شکست برداشت نہ کر سکا اور ایک دن جنم
 واصل ہو گیا۔ اس کے بعد کفر کا نیا سردار ابا قحان بنا جو کہ عیسائیت
 پسند اور اسلام مخالف تھا۔ لیکن کچھ مدت تک ابا قحان مسلمانوں
 سے جنگ کرنے سے باز رہا۔

صلاح الدین ایوبی کے علاقے

رکن الدین تہرس کی اس عظیم فتح کے بعد کافر خاموش
 ہو گئے۔ تہرس نے یہ سوچا کہ کیوں نہ وہ علاقے واپس لے لئے
 جائیں جو مسلمانوں کے حسن عظیم صلاح الدین ایوبی نے فتح کئے
 تھے۔ اب وہ دوبارہ عیسائیت کے قبضے میں ہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی
 مدد سے سلطان نے ایک بار پھر پرچم جہاد کو تھما اور علاقے فتح کرتا
 ہوا سوڈان تک جا پہنچا۔ رکن الدین تہرس نے ایک عظیم معرکے
 میں سوڈان کے وسیع و عریض ممالک کو بھی اپنے اندر سالیہ۔

رکن الدین تہرس کی وفات

عظیم کمانڈر جو دمشق کی منڈی سے ہوتا ہوا مصر، شام
 فلسطین، سوڈان اور دیگر علاقے اور قلعے فتح کرتے ہوئے اپنے
 خالق حقیقی سے جا ملے۔ رکن الدین کی خواہش کے بعد بھی اسے
 شہادت کی موت نصیب نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی تہرس جیسا
 عظیم حکمران عطا فرمائے۔ آمین



گلدستہ احادیث

- ☆..... سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی
 چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ اسی کے ساتھ کا تھا۔ (ترمذی)
- ☆..... سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی
 چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ جشی طرز کا۔ (بخاری)
- ☆..... سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے
 دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ (ابوداؤد)
- ☆..... سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب
 بیت الخلاء میں جاتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے تھے۔ (صحیح ابن حبان)
- ☆..... سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے انگوٹھی
 بنائی، پھر ہم نے بھی انگوٹھیاں بنوائیں اور اس پر بھی وہی نقش بنوایا
 لیکن کسی اور کو یہ اجازت نہ تھی۔ میں اس انگوٹھی کی چمک آپ ﷺ
 کی انگلی میں دیکھتا تھا۔ (ابن ماجہ)



- ☆..... سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے روم
 کے بادشاہ کی طرف خط لکھنا چاہا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ (رومی)
 لوگ مہر کے بغیر کوئی خط نہیں پڑھتے۔ پھر آپ ﷺ نے چاندی کی
 انگوٹھی بنوائی۔ گویا میں اس کی چمک آپ ﷺ کے ہاتھ میں دیکھ رہا
 ہوں۔ اس پر محمد رسول اللہ ﷺ (کنندہ کیا ہوا تھا۔ (نسائی)
- ☆..... سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
 خلیفہ بنے تو انہوں نے انہیں (سیدنا انس رضی اللہ عنہ) کو لکھ کر دیا۔ انگوٹھی
 کا نقش تین سطروں میں تھا۔ پہلی سطر محمد (ﷺ)، دوسری سطر رسول،
 تیسری سطر میں اللہ لکھا ہوا تھا۔ (ابوداؤد)
- (زبیر بن خالد، عثمان بن خالد مر جالوی)

دشمن جان پر مہربانی

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے نافذ کردہ عادلانہ اسلامی نظام کے بہت سے حاسدین اور مخالفین تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ خلیفہ ان کی بدکرداری کے راستے میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں اور ان کی بات ماننے کو ہرگز تیار نہیں ہیں تو ان کے غلام کو ایک ہزار دینار میں خرید لیا اور اس سے کہا گیا:

تم خلیفہ کے کھانے میں زہر ملا دو۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور آپ نے وہ کھانا تناول فرمایا۔ زہر کے اثر سے بیمار ہوئے۔ طبیب نے بتایا: آپ کو زہر دیا گیا ہے۔ فرمایا: جس دن مجھے زہر دیا گیا تھا مجھے معلوم ہو گیا تھا۔ پھر اپنے اس غلام کو طلب فرمایا جس نے انہیں زہر دیا تھا۔ فرمایا:

”تمہارے لیے برادری ہو تو تم نے یہ کام کیوں کیا؟“

اس نے کہا: ایک ہزار دینار کے لیے جو مجھے ادا کیا گیا۔

آپ نے فرمایا: جاؤ یہ رقم جلدی سے لے کر آؤ۔

جب وہ ہزار دینار لے کر آیا تو آپ نے اسے بیت المال میں جمع کرنے کا حکم دیا اور غلام سے کہا: جلدی سے اس جگہ بھاگ جاؤ جہاں کوئی تمہیں تلاش نہ کر سکے، ورنہ لوگ تمہیں ہلاک کر دیں گے۔ (بخاری: سنہرے اوراق)

(حافظ محمد شاہد - ضلع چیٹوٹ)



بدشگونی شرک ہے

کسی شخص یا کسی چیز کو باعث محسوس خیال کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر ہے۔

”جب قوم فرعون کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو کہتے کہ ہم اس کے مستحق تھے، اگر کوئی تکلیف پہنچتی تو کہتے یہ موبی اور اس کے ساتھیوں کی محسوس کی وجہ سے ہے۔“ (الاعراف: 131)

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

”بدشگونی شرک ہے۔“ (مسند احمد)

ہمارے ہاں ایسی بہت سی چیزیں رائج ہیں۔ مثلاً لوگ ماہ صفر کو محسوس سمجھ کر شادیاں نہیں کرتے۔ نیز بدھ کے دن کو بے برکت خیال کر کے کسی کام کا آغاز نہیں کرتے۔ کچھ کمزور عقیدہ لوگ نظر بند سے بچنے کے لیے اپنے مکان پر ہنڈیا رکھ دیتے ہیں یا نئی گاڑی

پر سیاہ پٹی باندھ لیتے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگ کسی کام کو جائیں تو کوئی پیار سامنے آ جائے تو اسے محسوس خیال کر کے کام سے واپس آ جاتے ہیں۔ اگر نئی گاڑی کے سامنے سے کالی بلی گزر جائے تو بدشگونی لی جاتی ہے۔ اہل عرب کے ہاں تو ہمت کی بھرمار تھی۔ اگر وہ کسی کام کا ارادہ کرتے ہیں، پرندہ پکڑ کر چھوڑتے، اگر وہ دائیں جانب جاتا تو نیک شگون لیتے اور اگر وہ بائیں جانب جاتا تو بدشگونی لیتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ بدشگونی کا کفارہ کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھو۔

اللهم لا خیر الا خیرک ولا طیر الا طیرک ولا الہ غیرک

”اے اللہ! ہر اچھائی تیری طرف سے اور ہر برائی بھی تیری طرف سے ہے اور تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے۔“ (اخت مزمل شاء اللہ - میاں جنوں)

عزیزانِ قربان بھی قربان ہے



حرم رسولؐ پر جان بھی نثار ہے

حرم رسولؐ پر جان بھی نثار ہے

مال و زر زمین کیا، جسم و جان چیز کیا

بہن بھائی والدین رشتے دار عزیز کیا

سب سے بڑھ کے ہم کو مصطفیٰ سے پیار ہے

حرم رسولؐ پر جان بھی نثار ہے

بچے بوڑھے اور جوان، کتنے خوں بہہ چکے

عزیز بھی لٹ گئیں، بہت ظلم سہہ چکے

اب کے یہ معاملہ بہت ناگوار ہے

حرم رسولؐ پر جان بھی نثار ہے

ہم محمدی ہمیں مصطفیٰ سے پیار ہے

حرم رسولؐ پر جان بھی نثار ہے

معذرت ہے چیز کیا کون سا مطالبہ

غور اس پہ کیجئے کس کا یہ ہے معاملہ

مجرم رسولؐ کی سزا تختہ دار ہے

حرم رسولؐ پر جان بھی نثار ہے

ہم محمدی ہمیں مصطفیٰ سے پیار ہے

حرم رسولؐ پر جان بھی نثار ہے

ہم دلیر قوم ہیں تم سمجھتے ہمیں ہو کیا

حرم رسولؐ پر جان بھی نثار ہے

بچے بچہ قوم کا کٹنے کو تیار ہے

حرم رسولؐ پر جان بھی نثار ہے

حرم رسولؐ پر جان بھی نثار ہے

مقتلوں کی جھیل تم سختیاں مزید لو

سر کٹا کے دوستوں جھٹیں خرید لو

اس سے بڑھ کر بہترین کون سا بیوپار ہے

حرم رسولؐ پر جان بھی نثار ہے

حرم رسولؐ پر جان بھی نثار ہے

(حمید عبدالحمید - لاہور)

میرا پسندیدہ شعر

کچھ فکر نہیں خون کے دریا جو بہہ گئے
ظلم کے ہر طوفان سے ٹکرا کے رہیں گے

کتاب سادہ رہے گی کب تک کبھی تو آغاز باب ہوگا
جنہوں نے بستی اجاز ڈالی کبھی تو ان کا حساب ہوگا

(انتخاب: میمونہ بنت فاروق الرحمن یزدانی - میر پور آف شاہ کوٹ)

کہتے ہیں فرشتے دل آویز ہیں مومن

حوروں کو شکایت ہے دل آویز ہے مومن

☆☆☆☆☆

اللہ کی خوشی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”اللہ اپنے بندے کی توبہ پر جب کہ وہ اللہ کی طرف توبہ کرتا ہے۔ اس آدمی سے زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ جس کی سواری ایک جنگل میں بھاگ گئی اور اس پر اس کا کھانا اور پانی تھا۔ سو وہ اس سے ناامید ہو گیا۔ پھر وہ ایک درخت کے نیچے آ کر سائے میں لیٹ گیا۔ کیونکہ وہ اپنی سواری سے مایوس ہو چکا تھا۔ پس جب وہ اس پریشانی میں مبتلا تھا کہ اچانک سواری اس کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی، اس نے اس کی مہار پکڑ لی پھر اس نے خوشی کی شدت سے اس طرح کہا: ”اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں“ اس نے خوشی کے غلبے میں الٹ کہہ دیا۔ (بخاری: مسلم)

(مریم، شبانہ، شاہدہ - جامعہ خدیجۃ الاسلام للبنات فیصل آباد)

تبصرہ کتب



نام کتاب: غم نہ کریں

مصنف: ڈاکٹر عائشہ القسبی

صفحات: 480

قیمت: 480

ناشر: دارالاندلس 4۔ لیک روڈ چوہدری لاہور

نام کتاب: سیرت سید ولد آدم ﷺ

مصنف: صبغت اللہ شیرازی

صفحات: 470

قیمت: 350

ناشر: دارالاندلس 4۔ لیک روڈ چوہدری لاہور

اس مادیت پرستی کے دور میں ہر انسان خواہشات کا غلام بن چکا ہے۔ بہتر سے بہترین کی خواہش نے اسے نفسیاتی طور پر افراط و تفریط کا شکار کر دیا۔ سکون و راحت اس کی زندگی سے ختم ہو چکے ہیں۔ ان حالات میں جب کوئی انسان سکون کا متلاشی ہو تو وہ اسے شیطانی ہتکنڈوں میں تلاش کرتا ہے۔ برائی اور گناہ کے کاموں سے اپنا غم غلط کرنے کی کوشش کرتا ہے جبکہ غم جوں کا توں موجود رہتا ہے۔ اسی غم کا حل تلاش کرنے کے لیے زیر نظر کتاب ”غم نہ کریں“ لکھی گئی ہے۔

فاضل مصنف نے اس کتاب کے ذریعے یہ پہلو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے کہ دنیا کی زندگی بہت مختصر ہے۔ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ اس مختصر زندگی میں غموں سے بچے رہنے کے طریقے اس کتاب میں بیان کیے گئے ہیں۔

یہ کتاب ذہن و فکر کی تربیت، انسانی نفسیات کو بالیدہ اور انسانی شعور کو بیدار کرتی ہے۔ قاری کے سامنے وہ مباحث پیش کرتی ہے جس سے اس کے ذہن میں موجود اضطراب کے تصور کو سکون ملتا ہے۔ انسانی فطرت کا لحاظ رکھتے ہوئے مثالوں اور واقعات کو پیش کیا گیا جبکہ ان واقعات کی صحت کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ قرآنی آیات، احادیث، واقعات سلف اور انبیاء کے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ الفاظ سادہ، عام فہم اور متن خوبصورت ہے۔ کتاب میں موجود عنوانات اس کو مزید آسان اور دلکش بناتے ہیں۔

مصائب و آلام اور دنیاوی پریشانیوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے اس کتاب میں آسان گر بنائے گئے ہیں۔ بجا طور پر یہ کتاب نفسیاتی کتب کے ساتھ ساتھ اردو ادب میں ایک اچھا اضافہ ہے۔

سیرت محمد ﷺ ایک ایسا موضوع ہے جس پر طبع آزمائی اہل سخن کے لیے ہمیشہ سے باعث مسرت رہی ہے۔ عربی کے بعد اردو وہ واحد زبان ہے جس میں لکھناری حضرات نے سب سے زیادہ تصانیف اس موضوع پر قارئین کی خدمت میں پیش کی ہیں۔ یہ کتب مختلف انداز سے لکھی گئیں، ان میں سے کچھ کتب بہت زیادہ ضخیم جبکہ کچھ زیادہ ہی مختصر ہیں۔ ضخیم کتابوں میں تفصیلات بہت زیادہ ہیں جبکہ مختصر کتابوں میں ضروری پہلو بھی تشنہ طلب ہیں۔

بجا طور پر اردو ادب میں سیرت نگاری پر بہت اچھی کتابیں موجود ہیں لیکن حالیہ منظر عام پر آنے والی سیرت کی یہ کتاب بھی سیرت پر لکھی جامع کتب میں ایک شاندار اضافہ ہے۔

”سیرت سید ولد آدم ﷺ“ کے نام سے لکھی اس کتاب میں سیرت کے تمام نکات پر سیر حاصل بحث کرنے کی کامیاب سعی کی گئی ہے۔ کتاب کی خوبصورتی میں اضافے کا باعث اس کے عنوانات ہیں جس کے باعث کتاب کو پڑھنا اور کسی خاص موضوع پر علم حاصل کرنا نہایت آسان ہے۔

کتاب کی تیاری میں صرف مستند کتب کا سہارا لیا گیا ہے جبکہ غیر مستند یا ضعیف کتب اور روایات سے مکمل اجتناب برتنا گیا ہے۔

حالیہ ایام میں جاری حضرت محمد ﷺ کی کردار کشی کے ناپاک عزائم کے جواب میں نبوت پر سیر حاصل دلائل دیے گئے ہیں۔ ان دلائل کے لیے قرات اور انجیل سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

آپ ﷺ کے معجزات و غرواات و سراپا پر بھی تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ کتاب میں ایک منفرد انداز اختیار کرتے ہوئے آپ ﷺ کی سیرت کو تقابلی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ طباعت کا معیار بھی عمدہ ہے اور سرورق دیدہ زیب ہے۔

”سیرت سید ولد آدم ﷺ“ سیرت کے متلاشیوں کے لیے ایک اچھی کتاب ہے جو تمام تشنہ طلب پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے۔



کوئز مقابلہ

معلومات سیرت

- 1۔ خطبہ جنتہ الوداع کے موقع پر اللہ تعالیٰ کا کون سا فرمان نازل ہوا؟
- 2۔ دوران حج آپ کی طرف سے قربانی کے اونٹ کتنے تھے؟ کس نے ذبح کیے؟
- 3۔ آپ نے کتنی مرتبہ حج اور کتنی بار عمرہ ادا فرمایا ہے؟
- 4۔ حضور اکرمؐ نے لات کے بت کو توڑنے کیلئے کس کی سرکردگی میں قافلہ روانہ فرمایا؟
- 5۔ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے مسیلمہ کزات کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟

ہدایات برائے کوئز مقابلہ

- ☆.....صحیح جوابات خوشخط لکھ کر روانہ کریں۔
- ☆.....ایک سے زیادہ صحیح جوابات موصول ہونے پر حتمی فیصلہ قرعہ اندازی سے ہوگا۔
- ☆.....جوابی لفافے پر اپنا پورا صحیح پتہ لکھیں۔
- ☆.....اول، دوم، سوم آنے والوں کو بالترتیب 300, 500 اور 200 کی کتب ارسال کی جائیں گی۔

نوٹ: آپ کے جوابات 20 نومبر 2012ء تک پہنچ جانے چاہئیں

نتائج کوئز مقابلہ

- 1۔ حافظ عبدالحمید بن محمد سرور کوٹ محمد حسن، منڈی کنگن پور
- 2۔ محمد عیسیٰ حقانی ولد عبدالحق، فیصل آباد
- 3۔ عبدالحفیظ ولد محمد حنیف، ننکانہ

درست جوابات بھیجنے والوں کے نام

جویریہ سیف (چکوال)۔ حافظ عمیر بن عابد (حافظ آباد)۔ عبدالباقی شاہین، محمد اسلم شاہین (فورٹ عباس)۔ ضیاء البصیر (لورڈیر)۔ بنت خورشید (سرگودھا)۔ ذیشان الہی ظہیر (جھمرہ) محمد سفیان ڈوگر (فیصل آباد)۔ حافظ محمد جمیل (لاہور)۔ محمد عباس فیض، محمد شعیب رضا (چونیاں)۔ حسن طاہر سلیم، محمد عقیل (گوجرانوالہ)۔ طاہر اللہ (لورڈیر)۔ ابو محسن المسلم (مرید کے)

اخبار طلباء

درج ذیل فقرات اخبار طلباء کے کس مضمون اور صفحہ پر ہیں، مضمون نگار کا نام بھی لکھیں۔

- 1۔ جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں، ہم ان کے لئے راہیں آسان کر دیتے ہیں۔
- 2۔ ذہین انجینیر اور شہید حجاب مروہ الشربینی کو بھری عدالت میں قتل کر دیا گیا لیکن مغربی میڈیا خاموش رہا۔
- 3۔ حال ہی میں کوئٹہ بلوچستان سمیت دیگر علاقوں میں سازشوں کا برپا کرنا..... سب کا کھرا بھارت کی طرف ہی جاتا ہے۔
- 4۔ اسلام سے جو محبت تھی اس کے تاؤ پیچ سے وہ آخری دم تک بے قرار رہے۔
- 5۔ جب کوئی اللہ کا پیامبر دین کا سیدھا راستہ انہیں بتائے آتا تو وہ اسے اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے۔

پتہ: پی او بکس نمبر 966 جی پی او لاہور پاکستان

گزشتہ کوئز مقابلہ کے درست جوابات

تاریخ سے سوالات کے درست جوابات:

- 1۔ جنگ احد میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو عبداللہ بن قتیہ نے شہید کیا۔
- 2۔ خیبر کے موقع پر حضرت بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ ہر آؤد کھانے کی وجہ سے شہید ہو گئے۔
- 3۔ حضرت ابوبکر صدیق کی امارت میں حج ادا کیا گیا۔
- 4۔ آپ ﷺ نے حضرت جویریہ بنت جحش سے شادی غزوہ بنی مصطلق یا غزوہ مہربہ کے موقع پر کی۔
- 5۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں کو قتل کیا۔

اخبار طلباء سے سوالات کے درست جوابات:

- 6۔ صفحہ 33 مضمون: ”اگر بنی اسرائیل کی حرمت محفوظ نہیں تو دنیا میں کچھ بھی محفوظ نہیں“ مضمون نگار: ادارہ ”خطبہ جمعۃ المبارک حافظ محمد سعید صاحب“
- 7۔ صفحہ 6 مضمون: ”اک تیرے نام سے پہیلی ضیا زمانے میں“ مضمون نگار: ”عبدالرحمن“
- 8۔ صفحہ 28 مضمون: ”سید محبت اللہ شاہ راشدی رضی اللہ عنہ“ مضمون نگار: ”محسن و سیم الرحمن“
- 9۔ صفحہ 13 مضمون: اسرائیل ایک زوال پذیر ریاست مضمون نگار: ”صبا ممتاز“
- 10۔ صفحہ 27 مضمون اخبار عالم ”مسجد اقصیٰ کے خلاف خاموش اسرائیلی منصوبے جاری.....!“ مضمون نگار: ”بلال غزنوی“



کیا یہ چند دن کا معاملہ تھا.....؟؟

سچ ہے کہ حالات کبھی ایک جیسے نہیں رہتے اور جب حالات بدلتے ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ افکار و نظریات میں بھی تغیر و تبدل ہوتا ہے۔ ایک دور تھا کہ فکر و نظریہ کی یہ تبدیلی صدیوں پر محیط تھی اور کسی ایک سوچ کو تبدیل کرنے میں دلائل کی انتھک محنت درکار ہوتی تھی۔ مگر یہ تھا کہ جب دلائل و براہین سے مزین الفاظ کسی ناچنہ ذہن کو حق پر مائل کر لیتے تھے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اس حق کو ”ناحق“ ثابت نہ کر سکتی تھی۔ آج بھی دور قدیم کی یہ روایت برقرار ہے اور ”اہل حق“ اپنے روایتی محاسن کے ساتھ میدان عمل میں موجود ہیں۔

محاذ کے دوسرے فریق کی بات کی جائے تو اس نے ”فکری یلغاروں“ کا ایسا بے ہنگم شور مچا کر رکھا ہے کہ بڑے بڑے ”اہل علم“ بھی دھوکے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ بالخصوص میڈیا وار کے اس دور میں کفار نے کچھ ایسی افراطی مچا رکھی ہے کہ یہ سمجھنا بھی دشوار ہے کہ دنیا کا سب سے اہم معاملہ ہے کیا.....؟؟

یہ اس شور و غل کا ہی نتیجہ ہے کہ کائنات کی سب سے مقدس ہستی جناب محمد ﷺ کی حرمت کا معاملہ بھی چند گنا منام سے مسائل کو ہوا دے کر ایسے دبا دیا جاتا ہے جیسے یہ کوئی معاملہ ہی نہ ہو۔ میڈیا کے پکتے پکاتے وہ سارے ”دانثور“ جن کی آرزو بھی حوض کوثر سے سیراب ہونے کی تھی، ڈالروں کی چکا چوند میں ایسے پلٹے کہ اگر چند منٹ اور اس محاذ پر ڈٹے رہتے تو نہ جانے کیا قیامت برپا ہو جاتی تھی۔ حالانکہ قیامت ہی تو برپا ہوئی کہ جب رسول معظم ﷺ کی تقدیس کا خیال نہ رکھا گیا اور ہماری ماؤں کے متعلق وہ کچھ بکا گیا جس کو لکھنے کی نہ ہم میں جرأت ہے نہ طاقت۔ لیکن کیا کہا جائے ان بد نصیبوں کا جن کو دنیا کے معمولی فائدے کی خاطر ”آخرت“ کے ان گنت انعامات ”قلیل“ نظر آئے۔

بہر حال ان سے کیا گلہ جو آج ایک ڈال پہ بیٹھے ہیں تو کل کسی دوسری ڈال پر موجود ہوں گے۔ حکومتوں، اداروں، NGOs سے بھی شکوے شکایت کا نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ اس کی کوئی ٹک کہ آخر نمک حلائی بھی کوئی شے ہے۔ دکھ تو ان کا ہے جن کے دلوں میں نام ”محمد ﷺ“ اس قدر پیوست ہو جانا چاہیے تھا کہ میڈیا کا کوئی ٹھیکیدار انہیں حرمت کے معاملے میں سمجھوتے پر قائل نہ کر پاتا۔ جس طرح وہ پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا کے مقابل سوشل میڈیا کا بھرپور استعمال کر کے ملک عزیز کے خلاف جاری فکری یلغاروں کا جواب دے رہے ہیں بعینہ اس ”مؤثر ہتھیار“ کو حرمت رسول ﷺ کا معاملہ مسلسل اٹھائے جانے کے لیے استعمال کیا جاتا۔ تاوقتیکہ گستاخی کے مرتکب افراد کو سولی پر لٹکا دیا جاتا۔ اصل مسئلہ تو ان جوانوں کا ہی ہے جو بڑی حد تک اسلام و پاکستان کی ذمہ داری کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں کہ وہ بھی چند دوسرے مسائل میں الجھ کر اس اہم مسئلہ سے آنکھیں چرائیٹھے۔

سوچئے! یہ نہ ہو کہ دیر ہو جائے۔ کچھ اور نہیں تو کم از کم ان کا ساتھ ضرور دیجیے جو یہ نعرہ متانہ پوری دنیا تک پھیلا رہے ہیں کہ

”حرمت رسول ﷺ پر جان بھی قربان ہے۔“